

عراق سیریز

پاولینا



منظرہ کلیم

چند باتیں

محترم قارئین! سلام مسنون۔

”پاورلینڈ“ کا دوسرا حصہ آپ کے اہمقوں میں ہے پاورلینڈ ایک ایسی مملکت ہے جسے ہر لحاظ سے ناقابلِ تسخیر بنا دیا گیا ہے۔ یہ ایک ایسا ادارہ ہے کہ جسے تخلیق کرنے والوں کا دعویٰ ہے کہ پوری دنیا کے لوگ مل کر بھی کوشش کریں تو پاورلینڈ کو تباہ کرنا تو ایک طرف — اس کی طرف ٹیڑھی نظروں سے دیکھنے کی بھی جرات نہیں کر سکتے۔ ان کے دعویٰ کے مطابق پاورلینڈ ایک ایسی مملکت ہے جس کی تباہی کا خواب تو دیکھا جاسکتا ہے۔ لیکن عملی طور پر ایسا ہونا ناممکن ہے۔

پاورلینڈ کے خالق جدید ترین دور کے مجرم ہیں۔ ایسے مجرم جن کے پاس بے پناہ ذہانت بھی ہے اور لامحدود وسائل بھی۔ جو سائنس میں عام دنیا سے سینکڑوں سال آگے ہیں۔ لیکن ہر فرعون نے راموسی کے مصداق ان کے مقابل ایسا شخص آجاتا ہے جس کی ریڈی میڈ کھوپڑی کو خدا نے فرست کے وقت تخلیق کیا ہے اور اس میں ایسی صلاحیتیں بدرجہ اتم بھردی ہیں کہ ناممکن کو ممکن بنانا اور ناقابلِ تسخیر کو مسخر کرنا اس کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔

جی ہاں! علی عمران واقعی ایسی ہی خدا داد صلاحیتوں کا مالک ہے اور پھر جب خدا داد صلاحیتوں کا مالک علی عمران اور بے پناہ ذہانت اور لامحدود وسائل کے حامل پاورلینڈ کے تخلیق کاروں کے درمیان ٹکراؤ شروع ہوتا ہے



تجلیہ کراؤ ایسی صورت اختیار کرنا کہ جس کی ہولناکی اور بے پناہ شدت کو الفاظ کی گرفت میں نہیں لایا جاسکتا۔ نہ ہی پاور لینڈ آسانی سے تباہ ہو سکتا ہے۔ اور نہ ہی علی عمران پیچھے ہٹ سکتا ہے۔ تو پھر اس کا نتیجہ کیا ہو سکتا ہے۔ اس کی تفصیلات تو آپ کہانی میں ہی پڑھیں گے البتہ اتنا ضرور عرض کر دوں گا کہ پاور لینڈ جیسے ارادے اتنی جلد ختم نہیں ہو سکتے۔ اس کے لئے نہانے ابھی عمران کو مزید کس قدر جانکاہ مراحل سے گزرنا ہو گا۔ بخون اور آگ کے نہانے کتنے دریا عبور کرنے ہوں گے۔ بہزناں خوفناک اور ہولناک جیسے لفظوں کی صحیح تفسیر آپ کو اس کہانی میں ہی پڑھنے کو ملے گی۔

والسلام
منظر حکیم۔ ایم اے

مارٹن نے کار ہوٹل برگنزا کی پارکنگ میں روکی اور پھر نیچے اتر کر وہ جیسے ہی ہوٹل کی بیرونی راہداری میں پہنچا، اچانک ستون کی آڑ سے ایک لمبا ترنگٹا نوجوان باہر آگیا۔

”کیا رپورٹ ہے شارڈ؟“ مارٹن نے دبلے لہجے میں پوچھا۔
”ہاں!۔۔۔ وہ دونوں جیشی پہلے تہنچے میں لے جاتے گئے۔ گنگ ڈاگ بھی وہاں گیا تھا۔ اس کے بعد ابھی ابھی گنگ ڈاگ انہیں اپنے ہمراہ دو سائے انداز میں لے کر اوپر اپنے دفتر میں گیا ہے۔“ نوجوان نے سرگوشیاں انداز میں رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

”مومن اور اسکا ٹی کہاں ہیں؟“ مارٹن نے پوچھا۔
”وہ اندر ہال میں ہیں۔۔۔ وہ اٹلائی کی نگرانی کر رہے ہیں جس کے ساتھ شارڈی ہے۔“ شارڈ نے جواب دیا۔ اور مارٹن سر ہلکا ہوا میں گریٹ کی حواٹ مڑ گیا۔ ہال میں داخل ہوتے ہی وہ چونک پڑا کیونکہ اس نے مومن اور

اسکا ہی دونوں کو تیزی سے ایک لفٹ کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھا۔ لفٹ کو شاید دیر بھی اس لئے وہ دونوں اس کے انتظار میں ٹرک گئے۔ مارٹن تیز تیز قدم اٹھاتا ان کے قریب پہنچ گیا۔

”کیا بات ہے؟“ — مارٹن نے ان سے مخاطب ہو کر کہا۔ ان کی چونک بال کی طرف پشت بھی اس لئے وہ دونوں مارٹن کی آواز سننے ہی چونک پڑے۔
 ”باس! — وہ دونوں لفٹ کے ذریعے اوپر کنگ ڈاک کے آفس میں گئے ہیں۔ انہیں ایک بیرے کے کوئی اطلاع دی ہے۔“ — اسکاٹی نے جواب دیا۔

”اور کہ! — تم ان کے پیچھے جاؤ۔“ لیکن صرف نگرانی کرنی ہے۔
 میں بھی سمت میں جا رہا ہوں۔“ — مارٹن نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیزی سے مرکز واپس مین گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

مین گیٹ سے باہر اشارہ موجود تھا۔ مارٹن نے اُسے اپنے ہمراہ آنے کا اشارہ کیا اور پھر وہ دونوں تیزی سے چھتے درتے پارکنگ میں آئے۔ دوسرے لمحے مارٹن نے اپنی کار کا سٹیئرنگ سنبھالا۔ اشارہ ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ اور مارٹن کا کہنا وہ پارکنگ سے نکال کر بنوں کی عقیبی سمت میں لے آیا۔ اور پھر اس نے عقیبی گلی کے سامنے ایک گلی میں اپنی کار موڑ کر اس کا رخ دوبارہ ٹرک پر کر دیا۔ گلی کی ٹرک پر ایک بڑی سی گاڑی پہلے سے موجود تھی۔

”آپ ادھر کیوں آ گئے؟“ — کہیں وہ مین گیٹ سے نہ نکل جائیں، اشارہ پوچھا۔

”تم نہیں جانتے ان لوگوں کی نفسیات — ان کے اوپر جانے کا مقصد میں سمجھ گیا ہوں۔ یہ اب چھڑکواؤ امر کے لئے جائیں گے۔“ چرڈنے ان

دونوں جیشیوں سے دوستی لگا کر حماقت کی ہے۔“ — مارٹن نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور اشارہ نشانات میں سر ہلادیا۔ جیسے باس کی بات کا مقصد سمجھ گیا ہو۔ تقریباً دس منٹ بعد وہ دونوں چونک پڑے۔ انہوں نے عقیبی دروازے سے چار افراد کو باہر نکلتے دیکھا۔ ان میں ایک وہ اطالوی تھا۔ دوسرا نارنی اور ان کے پیچھے دو جیشی تھے جن میں سے ایک جوان تھا۔ اس نے جوان کو دیکھتے ہی پہچان لیا تھا۔ جوان کے کانڈھے پر چوڑا لدا ہوا تھا۔

”یہ واقعی عمران ہتے۔“ میں اس کی چال پہچانتا ہوں۔“ — مارٹن نے مطمئن بلجے میں کہا۔ اور پھر اس نے تیزی سے آگے کی طرف جھک کر ڈرائیو بورڈ کا ہانڈل کھولا اور اس میں سے ایک جیشی سا برطانیسی پول نکال کر ڈرائیو بورڈ کے نیچے نصب آئینہ چھوٹی سی مشین کے خانے میں ڈال کر اس کا مین دبا دیا۔ کیسپوٹا خانے کے اندر چلا گیا۔ اور اس مشین پر ایک بلب سا جل اٹھا۔

اُسی لمحے عمران اور اس کے ساتھی کار میں سوار ہو کر آگے بڑھ چکے تھے۔ مارٹن نے کار گلی سے نکالی اور عمران کی کار کے پیچھے لگا دی۔ اب دونوں کاریں ایک دوسرے کے بالکل پیچھے چل رہی تھیں۔ ٹرک پر خاصا ٹریفک تھا۔ مارٹن کے دانت جھینچے ہوئے تھے۔ اور اس کی نظر میں عمران کی کار چچی ہوئی تھیں۔ ابھی دونوں کاروں نے تھوڑا ہی فاصلہ طے کیا تھا کہ مارٹن نے ایک سیٹیئر پر زور سے دباؤ ڈالا اور اس کی کار عمران کی کار کے بالکل عقب میں پہنچ گئی۔

مارٹن کی کار کا بیرہ عمران کی کار کے عقبی بیرے سے تقریباً جڑ سا گیا۔ اور اُسی لمحے مارٹن نے تیزی سے مشین کی سائیڈ میں لگا دباؤ بٹن اٹھاتے سے پریس کر دیا۔ دوسرے لمحے مشین پر جلنا ہوا بلب بجھ گیا۔ اور مارٹن نے ایک سیٹیئر پر دباؤ جگا کر دیا۔ دونوں کاروں کے درمیان فاصلہ بڑھنے لگا۔ جب ان دونوں کے

درمیان حاصل تفریق یا دس گز کا ہو گیا تو مارٹن نے ہاتھ بڑھایا اور ایک بار پھر پشٹن کے اس جٹن کو پریس کر دیا جسے اس نے پہلے پریس کیا تھا۔
جٹن کے پریس ہوتے ہی عمران کی کار کو ایک ہلکا سا جھٹکا لگا اور دوسرے لمحے ایک خوفناک دھماکے کے ساتھ کار کے گرد دھوئیں اور گرد و غبار کا بادل چھا گیا۔

مارٹن نے بڑی چرتلی سے سٹیننگ کناں اور سائیڈ میں اپنی گاڑی دوڑانا چلا گیا۔ اس کے چہرے پر اطمینان اور مسرت کی لہریں سی دوڑ رہی تھیں آنکھوں میں کامیابی کی چمک ابھرتی تھی۔

مارٹن کار دوڑاتا ہوا ایک بار پھر بڑی سڑک پر آیا اور پھر اس نے کار کو بائیں طرف ٹرن کر کے اس کی رفتار اور زاویہ بڑھا دی۔ بھڑکی دیر بعد وہ ایک چکر کاٹ کر دوبارہ اس طرف آ گیا جہاں عمران کی کار کو اس نے اڑایا تھا۔ اس طرف ٹریفک بند تھی ٹریفک سارجنٹ نے سڑک بلاک کی ہوئی تھی۔

متبادل راستے سے جاتیں — یہاں ایک حادثہ ہو گیا ہے اور پولیس تفتیش کر رہی ہے۔ مارٹن کی کار آجستہ ہوتے ہی ایک سارجنٹ نے آگے بڑھ کر مارٹن سے کہا۔

”کیا بد — کیا کوئی ایکسیڈنٹ ہوا ہے؟“ — مارٹن نے سرسری سے ہلچے میں پوچھا۔

”نہیں جناب! — ایک کار کو ہم سے اڑا دیا گیا ہے“ — سارجنٹ نے جواب دیا۔

”کار میں سوار لوگ تو بچ گئے ہیں نا“ — مارٹن نے ایسے ہلچے میں کہا جیسے اُسے کار میں سوار افراد سے دلی ہمدردی ہو۔

”مجھے معلوم نہیں جناب! — ویسے ایسی صورت میں کسی کے بچنے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا“ — سارجنٹ نے جواب دیا اور مارٹن نے سر ہلاتے ہوئے کار متبادل روڈ کی طرف بڑھا دی۔
کافی آگے جا کر مارٹن نے ایک سائیڈ میں کار روکی اور پھر اسٹار سے فطاب ہو کر کہا۔

”اسٹار! — تم پیدل اتر کر جاؤ اور مشن کی مکمل رپورٹ حاصل کرو — خاص طور پر عمران کی لاش کا پتہ کرنا ہے — پھر مجھے کیفے شافی لاک میں رپورٹ دو — ہو سکے تو عمران کی لاش اور حادثے کے نوٹو بھی حاصل کر لو۔ پولیس ڈیپارٹمنٹ سے آسانی سے بل جاتیں گے“ — مارٹن نے اسٹار کو ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

”ییس ہاس! — میں حاصل کر لوں گا“ — اسٹار نے دروازہ کھول کر کار سے نیچے اترتے ہوئے کہا اور مارٹن نے سر ہلاتے ہوئے کار آگے بڑھا دی۔ اب وہ بڑے اطمینان سے گا چلتے ہوئے کیفے کی طرف جا رہا تھا۔ اُسے مکمل یقین تھا کہ عمران کے بچنے کا ایک فیصد چانس بھی نہیں ہے۔ اس کا شن مکمل ہو چکا تھا۔ انتہائی آسان ترین مشن۔

کیا تھا۔

ابھی اُسے وہاں کھڑے ہوئے چند ہی لمحے گزرے ہوں گے کہ راہداری کے اس سرے پر جس کا تعلق ہوٹل کے ہال سے تھا دو آدمی نظر آئے۔ ان میں سے ایک کو دیکھ کر واکر چوک پڑا۔ یہ شارٹی تھا۔ کینینڈو کی سس کا مالک۔ اور مقامی طور پر خاصا بااثر آدمی۔ اس کے ساتھ ایک نوجوان اطالوی تھا۔ وہ دونوں تیزی سے چلتے ہوئے آگے بڑھتے چلے آئے۔ اور پھر چرڈ کے دفتر کے دروازے پر پہنچ کر رُک گئے۔ سپرنگوں والا دروازہ پوری طرح سے بند نہ تھا۔ اس لئے اندر کی آوازیں آسانی سے سنائی دے رہی تھیں وہ دونوں چند لمحے تک دروازے کی سائیڈ میں کھڑے رہے۔ ایک بار تو واکر کے دل میں آیا کہ وہ آگے بڑھ کر انہیں ڈوک لے، لیکن پھر اس نے اپنا فیصلہ بدل دیا کیونکہ وہ باس چرڈ کی عادت سے اچھی طرح واقف تھا۔ جب اس نے صرف نگرانی کا اشارہ دیا تھا تو صرف نگرانی ہی ہونی چاہیے۔ وہ اپنے مکم میں معمولی سی رد و بدل کی رعایت دینے کا عادی نہ تھا۔ اس لئے واکر بنا موش کھڑا رہا۔ اور اسی لمحے اطالوی اور شارٹی دونوں دروازے کو دیکھتے ہوئے اندر چلے گئے۔ سپرنگوں والا دروازہ ان دونوں کے اندر جاتے ہی خود بخود بند ہو گیا واکر بدستور اپنی جگہ پر کھڑا رہا۔ البتہ اس کے ذہن میں بے چینی کی لہریں دوڑ رہی تھیں۔ وہ شادی سے اچھی طرح واقف تھا کہ وہ انتہائی خطرناک آدمی ہے لیکن چونکہ شارٹی اور چرڈ کے درمیان کبھی براہ راست تصادم نہ ہوا تھا اس لئے بظاہر کوئی ایسا خطہ نہ تھا۔ اس نے سوچا کہ ہوسکتا ہے شارٹی کسی کام کے لئے اس اطالوی کو لے کر باس کے پاس آیا ہو۔ لیکن چند منٹ بعد ہی اس کی بے چینی خاصی بڑھ گئی۔ اس کی چھٹی محسوس کہہ رہی تھی کہ اندر کوئی گڑبڑ ہو رہی ہے

تم سب ہوٹل کے باہر جا کر نگرانی کرو۔ میں یہاں رہوں گا۔ واکر نے راہداری میں موجود پانچ افراد سے مخاطب ہو کر کہا اور وہ سب تیزی سے راہداری سے ہو کر ہوٹل کے ہال کے سرے کی طرف بڑھتے چلے گئے چند لمحوں بعد راہداری خالی ہو گئی۔

یہ سب چرڈ کے ساتھی تھے جو جانا اور چرڈ کے ساتھ تہہ خانے سے باہر آئے تھے۔ چرڈ نے جوزف اور جانا کو اپنے دفتر میں لے جاتے ہوئے اپنے ساتھیوں کو مخصوص اشارہ کر دیا تھا۔ اور واکر چرڈ کا نمبر ٹوٹا تھا۔ اس نے اس مخصوص اشارے سے اپنے ساتھیوں کو آگاہ کر دیا۔ شارڈ چرڈ نے یہ اشارہ اس لئے کیا تھا تاکہ جانا اور جوزف ساتھیوں کی موجودگی کو محسوس کرتے ہوئے کھل کر بات نہ کریں۔

واکر خود ایک چوڑے سے ستون کی آڑ میں رُک گیا۔ اس کی نظریں راہداری کے دونوں سروں کا جائزہ لے سکتی تھیں۔ اس لئے اس نے یہ اسپاٹ منتخب

میں بیٹھتے ہوئے دیکھا۔ دونوں حبشی بچھلی نشست پر بیٹھ رہے تھے اور چوڑی
کو بھی انہوں نے بچھلی نشست پر ہی رکھا تھا۔ واکر نے کاری کار فرما آہستہ کر لی۔
تا کہ آسانی سے نگرانی کر سکے۔

جیسے ہی شارٹی ٹی کا رآگے بڑھی واکر نے ایک اور کار کو سامنے والی گلی
سے نکل کر شارٹی ٹی کا ر کے پیچھے چلتے ہوئے دیکھا۔ واکر کی کار ان سے چند
کار میں پیچھے تھی۔

ابھی وہ تھوڑی ہی دُور آگے گئے ہوں گے کہ اچانک بچھلی کار تیزی سے
سائیڈ لین کی طرف بڑھی اور اسی لمحے ایک خوفناک دھماکے کے ساتھ شارٹی
کی کار کے گرد دھوئیں اور گرد کا بادل سا اٹھا اور ساتھ ہی کاروں کے برکیوں
کی چنیوں سے ماحول گونج اٹھا۔ واکر کے جبکہ کو جب کا سا لگا۔ اس نے کار تیزی
سے ایک طرف روکی اور پھر وہ دروازہ کھول کر نیچے اُترا اور بے تحاشا جھانکا
بوشارٹی کی کاری کی طرف بڑھا۔ دھماکے سے صاف ظاہر ہوا تھا کہ کار کو بم
سے اڑا لیا گیا ہے۔ شارٹی نے پیچھے چلنے اور عین دھماکے کے وقت سائیڈ لین
کی طرف مڑنے والی کار کے فیر زمین میں رکھ لئے تھے۔ پولیس کی سیٹیوں اور
لوگوں کے شور سے کان پڑی آواز نہ سنائی دے رہی تھی۔

جب واکر دھماکے والی جگہ پر پہنچا تو اس نے کار کے پُزے سڑک پر
کھبرے ہوئے دیکھے۔ البتہ کاری نشستوں والا حصہ چپک سا گیا تھا۔ اس
کے چاروں دروازے اُڑ کر کہیں دُور جا گئے تھے۔ اسی لمحے لوگوں نے
اندہ موجود افراد کو باہر کھینچنا شروع کر دیا۔ واکر جب پہنچا تو اس وقت تک
کار میں سوار افراد کو باہر کھینچ لیا گیا تھا۔ ان سب کے جسم مڑے تڑے ہوئے
تھے اور یوں گٹا تھا جیسے ان کے جسموں کی ہر ہڈی ٹوٹ گئی ہو۔

سننے آگے بڑھ کر خود اندرونی حالات کو چیک کرنے کا فیصلہ کیا۔ لیکن ابھی
وہ فیصلے پر عمل کرتے ہوئے قدم اٹھانے ہی والا تھا کہ دروازہ ایک بار پھر
کھلا اور اٹا ٹوٹی اور شارٹی باہر آگئے۔ ان دونوں کے پیچھے وہ دونوں حبشی
تھے اور ان حبشیوں کو دیکھتے ہی وہ بڑی طرح چونک پڑا۔ کیونکہ جونا کے
کندھے پر چوڑیوں لہا ہوا تھا جیسے وہ بہوش ہو۔ ان سب کا رخ عقبی
سمت تھا۔ واکر اپنی گن تیزی سے سیدھی کرتے ہوئے ستون کی آٹے سے باہر
نکل آیا۔ جانے والوں کی اس کی طرف پشت تھی اس لئے ان میں سے
کوئی بھی اُسے چیک نہ کر سکا تھا۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ ان پر ناکر کھولتا
اس لمحے چوڑی کی آنکھیں کھلتی ہوئی دیکھیں۔ چوڑی کا منہ چونکہ اس کی طرف
تھا اس لئے وہ اُسے دیکھ رہا تھا۔ چوڑی نے ایک آنکھ بند کر کے اُسے اشارہ
کیا اور ایک بار پھر دونوں آنکھیں بند کر لیں۔ واکر اشارہ سمجھتے ہی تیزی سے مڑا
اور پھر جنوں کے بل دُور ہوا بال کی طرف بڑھ گیا۔

چوڑی کو لے جانے والے اب لاھاری کا موڑ مڑ چکے تھے۔ واکر سمجھ گیا کہ
چوڑی جان بوجھ کر بہوش ہوا ہے اور اس نے اشارہ بھی اُسے اپنے پیچھے
آنے اور نگرانی کرنے کا کیا تھا۔

بال میں پہنچتے ہی واکر تیزی سے مین گیٹ کی طرف بڑھا اور پھر چند لمحوں
بعد پارکنگ میں کھڑی ہوئی اس کی کار حرکت میں آگئی۔ وہ سپورٹس کار تھی۔
کیا وہ مین گیٹ سے نکل کر وہ کار دوڑانا بجا آگئے بڑھا اور پھر سائیڈ روڈ سے
مڑ کر اس طرف آ گیا جہر عقبی سمت کا دروازہ تھا اور گلی سڑک پر آ کر
نکل گئی تھی۔

پھر واکر نے دُور سے شارٹی ٹی اور اس کے ساتھیوں کو ایک بڑی سی کار

”یہ زندہ ہیں۔ انہیں ہسپتال پہنچاؤ۔“ ایک آدمی نے چیخ کر کہا اور واکر دوانے وار آگے ٹھٹھا اور مشرک پر پڑے منہ پر چڑھ چھٹا۔ چرڈ کے سر اور جسم کے مختلف حصوں سے خون بہہ رہا تھا۔ لوگ ان جنبشوں، اطالوی نوجوان اور شارٹی کو اٹھا اٹھا کر مختلف کاروں میں ڈال رہے تھے۔ واکر نے جھپٹ کر چرڈ کو اٹھایا اور پھر اپنی کار کی طرف دوڑ لگا دی۔

چرڈ کے سینے میں بلی سی لرنش موجود تھی۔ واکر نے اسے کار میں ڈالا اور پھر وہ بے تماشاً کار میں گھس گیا اور جہل ہسپتال کی طرف بڑھنے لگا۔ اس کے ذہن میں دھماکے سے عبور ہونے تھے۔ اس کے ارد گرد اور کار میں بھی دھڑری مچیں لیکن واکر کو اس وقت سولے اپنے پاس کے اوکسی کا خیال نہ تھا۔

تھوڑی دیر بعد وہ ہسپتال کے ایمرجنسی وارڈ میں پہنچ گیا۔ اور پھر وہاں پہنچتے ہی چرڈ کو فوری طور پر آپریشن تھیمٹر میں پہنچا دیا گیا۔ اطالوی نوجوان شارٹی اور دونوں جنبشی بھی وہاں پہنچ چکے تھے۔ اور اس وقت وہ سب بھی آپریشن تھیمٹر میں لے جاتے جارہے تھے۔ ان کو لے آنے والے تو ہسپتال کے جبرٹ میں اپنا نام و پتہ لکھوا کر واپس چلا چکے تھے۔ جب کہ واکر وہیں رہا۔ وہ بے چینی سے ادھر ادھر ٹھہر رہا تھا۔

تھوڑی دیر بعد پولیس کی جیپ وہاں پہنچ گئی۔ اور پھر آپریشن تھیمٹر کے باہر پولیس کے دوسارے جنٹوں نے ڈیرہ جمالیا۔ وہ آنے والوں کے متعلق پوچھ رہے تھے۔

ان کے آپریشن ہو رہے ہیں۔ تاکہ کی حالت انتہائی خطرناک ہے۔ تھیمٹر سے نکلنے والے ایک اسسٹنٹ ڈاکٹر نے سارجنٹ کو جواب دیتے ہوئے کہا کہ سارجنٹ نے سر ہلا دیا۔

تقریباً ایک گھنٹے بعد اسٹریٹر پھر میں آپریشن تھیمٹر سے باری باری سب کو باہر لایا گیا۔ ایک اسٹریٹر سفید کپڑے سے ڈھکا ہوا تھا اور واکر نے چونک کر دیکھا اور دوسرے لمحے اس کے منہ سے اطمینان کا سانس نکل گیا۔ کیونکہ اسے دوسرے اسٹریٹر پر چرڈ نظر آ گیا۔ جب کہ دونوں جنبشی اور اطالوی نوجوان بھی زندہ تھے۔ اس کا مطلب تھا کہ شارٹی ہلاک ہو چکا ہے۔ شارٹی کا اسٹریٹر سرد خانے کی طرف موڑ دیا گیا۔ جب کہ باقی اسٹریٹر وارڈ کی طرف لے جاتے جانے لگے۔

پولیس ملے وہیں رُکے رہے۔ پھر ایم ایس سے انہوں نے پوچھ گچھ شروع کر دی۔

”ایک آدمی ہلاک ہو گیا ہے۔ ہم نے اسے پہلانے کی بے حد کوشش کی ہیں۔ لیکن ہماری کوششیں ناکام رہی ہیں۔“ ایم ایس نے تاسف سے بے میں کہا اور پھر پولیس سارجنٹوں نے تیزی سے اپنی نوٹ بکوں پر بیان لکھنا شروع کر دیا۔

”باقی زخمیوں کی حالت کیسی ہے۔“ کیا وہ بیان دینے کے قابل ہیں۔“ ایک سارجنٹ نے پوچھا۔

”ہم نے ان کے آپریشن کر دیے ہیں۔ لیکن ابھی ان کی حالت خطرے سے باہر نہیں ہے۔“ بہر حال کوشش کریں گے کہ وہ زندہ بچ جائیں۔ لیکن جہاں تک بیان کا تعلق ہے کم از کم دو روز تک ایسا نہیں ہو سکتا۔“ ایم ایس نے کہا اور پھر وہ پولیس سارجنٹ سے اجازت لے کر تیز قدم اٹھاتا ہوا اپنے دفتری طرف بڑھتا چلا گیا۔ پولیس سارجنٹ اب وارڈ کی طرف چل پڑے۔ وہ شاید خود اپنی آنکھوں سے حادثے کے

شکار افرو کی حالت دیکھنا چاہتے تھے۔
 واکر بھی آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا ہوا دارو کی طرف چل پڑا اُسے ہم اس
 کے اس رویارک سے شدید تکلیف پہنچی تھی کہ رچرڈ ابھی تک خطرے
 کی حالت میں ہے۔ اس کے ذہن میں اس کار کے نمبر گھوم رہے تھے جو
 دھماکے کے وقت شارٹی ٹی کی کار پر چڑھ دوڑی تھی۔ اور پھر سائڈ لین کی
 طرف مڑ گئی تھی۔

دارو تک پہنچنے سے پہلے ہی واکر نے اپنا فیصلہ بدل دیا۔ یہاں پہنچ کر
 رچرڈ کے موش میں آنے کا انتظار کرنے کی بجائے اس نے یہی فیصلہ کیا کہ
 وہ پہلے اس کار کا پتہ چلائے اور پھر پاور لینڈ کے ہیڈ کوارٹر کو رچرڈ کے اس
 طرح زخمی ہونے کی اطلاع دیدے۔

سٹی چار منٹ بول کے خوبصورت ہال میں صفدر اور کیپٹن شکیل ایک
 میز پر بیٹھے اور بچ جوں کی چکیاں لے رہے تھے۔ جو یا اور اپنے کمرے میں تھی
 جب کہ اتنی سا تھی شہر کی سیر کے لئے نکل گئے تھے۔ انہیں یہ بدایت بھی علم نہ
 تھی وہ جی نہیں پہنچتے ہی گھوم پھر کر شہر کی سڑکوں اور مشہور علاقوں سے
 واقفیت حاصل کر لیں تاکہ جب مشن کا آغاز ہو تو پھر انہیں کوئی دشواری نہ ہو۔
 یہ بات میری سمجھ میں نہیں آئی کہ آخر یہاں ہمارا مشن کیا ہے۔ صفدر
 نے جھکی لیتے ہوئے کیپٹن شکیل سے مخاطب ہو کر کہا۔ وہ باہر نکلنے سے پہلے
 کچھ دیر کے لئے ہال میں بیٹھ گئے تھے۔

عثمان نے تفصیل سے سوچ کچھ بتا دیا ہے کہ پاور لینڈ کے سلسلے میں ہم
 لوگ یہاں آئے ہیں۔ کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

”وہ تفصیل تو میں نے بھی سنی ہے۔ لیکن بنیری میں پاور لینڈ کا
 ہیڈ کوارٹر نہیں ہے۔ وہ تو یہاں سے فور کسی نامعلوم مقام پر ہے پھر

یہاں تک کیا کرنے آئے ہیں۔۔۔ صغدر نے الجھن آمیز سر لہجے میں کہا۔
 یہ بات عین کو معلوم ہوگی۔۔۔ جب وقت آئے گا تو وہ خود ہی بتا دے
 گا۔۔۔ کیڈیشن شکیل نے بات ختم کرتے ہوئے کہا۔
 بڑا خوفناک حادثہ ہوا ہے۔ ہوٹل برگنزا کے عقب میں۔۔۔ کسی نے کار کو
 بھرنے ایک برہم مارکر اڑا دیا ہے۔۔۔ ایک ترقی میز سے ایک آواز صغدر
 کے کانوں میں پڑی اور صغدر چونک پڑا۔
 اس میں موجود افراد تو بچ گئے ہیں ناں۔۔۔ دوسری آواز سنائی دی اور
 صغدر نے دیکھا کہ وہاں دو افراد موجود تھے۔ جو شراب کے جام درمیان میں رکھے
 بیٹھے ہوئے تھے۔

”کیا بات ہے۔۔۔ تم کیوں چونکے ہو؟“ کیڈیشن شکیل نے حیرت
 بھرے لہجے میں پوچھا اور صغدر نے ہونٹوں پر آنکھیں رکھ کر اسے خاموش
 رہنے کے لئے کہا۔

”معلوم نہیں۔۔۔ ویسے ان کی حالت کچھ والی تو نہیں تھی۔ البتہ وہ ہسپتال
 پہنچنے تک تو زندہ تھے۔ میں جس کو اٹھا کر اپنی کار پر ہسپتال چھوڑ آیا ہوں۔ وہ
 توشہ یہ زخمی تھا۔ کوئی اطالوی تھا۔ خاصا خوبصورت آدمی تھا۔ لیکن حادثے
 نے اس کی شکل بگڑ دی تھی۔۔۔ پہلے نے جواب دیا۔

”صرف ایک ہی آدمی تھا کیا میں؟“۔۔۔ دوسرے نے پوچھا۔
 ”ارے نہیں۔۔۔ کار میں پانچ افراد تھے۔ دو گراؤں میں جٹی تھے۔ جو پھسلی
 سیٹوں سے نکلے ہیں۔ ایک اطالوی اور دو مقامی آدمی تھے۔۔۔ وہ تو کار
 ہی ہم پورٹ تھی جس کی وجہ سے اس کی باؤی فضا میں بکھرنے سے بچ گئی
 اور وہ زندہ ہسپتال تک پہنچ گئے۔۔۔ اگر کوئی عام کار ہوتی تو ان کے جسموں

کے پڑے بھی کار کے ساتھ ہی سڑک پر بکھرتے۔۔۔ پہلے نے جواب دیا۔
 اطالوی اور جیشیوں کا سسر کر صغدر کی چوٹی جس جاگ اٹھی کیڈیشن شکیل
 بھی چونکا ہوا۔ لیکن وہ خاموش بیٹھے ان کی باتیں سنتے رہے۔ لیکن جب انہوں
 نے کوئی اور موضوع چھیڑا تو صغدر سے نہ اگیا۔ وہ اپنی کرسی سے اٹھا اور تیز تیز
 تدم اٹھا تا ان کی طرف بڑھا۔

”مداخلت کی معافی چاہتا ہوں۔ کیا آپ اس اطالوی اور جیشیوں کا خلیہ
 بنا سکتے ہیں؟“ صغدر نے ان کے قریب پہنچ کر بڑے غلیظ لہجے میں کہا۔
 ”اوہ۔۔۔ آپ کیوں پوچھ رہے ہیں؟“۔۔۔ حادثے کی تفصیل بتانے
 والے نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

”ایک اطالوی میرا ساتھی بھی ہے۔۔۔ وہ آج ہی یہاں پہنچا تھا میں اس
 کے انتظار میں ہی یہاں بیٹھا ہوں“ صغدر نے کہا۔
 ”اوہ اچھا۔۔۔ اس نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے تفصیل سے
 اطالوی کا خلیہ بتا دیا۔

جیسے جیسے وہ خلیہ بتاتا گیا، صغدر کا دل بیٹھا چلا گیا۔ کیونکہ خلیہ جو ہر وہی تھا
 جو ایک آپ عمران نے رکھا تھا۔ پھر جب اس نے جیشیوں کا سرسری سا خلیہ
 بتایا تو صغدر کو یقین ہو گیا کہ وہ جرنل اور جوڑا ہی ہوں گے۔

”یہ زخمی اب کہاں ہیں؟“ صغدر نے تیز لہجے میں پوچھا۔
 ”جنرل ہسپتال میں ہیں۔۔۔ ویسے ان کے زندہ رہ جانے کی امید کم ہے۔
 پہلے نے افسوس بھرے لہجے میں کہا۔

”اوہ۔۔۔ مجھے وہاں جا کر معلوم کرنا پڑے گا۔۔۔ جو خلیہ آپ نے بتایا
 ہے۔۔۔ وہ کچھ میرے ساتھی سے ملتا جلتا ہے“ صغدر نے کہا اور پھر وہ

”فرمائیے۔“ لڑکی نے صفدر کے قریب آتے ہی نرم لہجے میں پوچھا۔
 ”بگنٹز، ٹوٹل کے عقب میں ایک کار کو بم سے اڑا دیا گیا ہے۔ اس میں سوار
 افراد کو یہاں ہسپتال میں لایا گیا ہے۔ ان کے بارے میں تازہ ترین معلومات
 چائیس۔“ صفدر نے دھڑکتے دل سے پوچھا۔

”آپ کس حیثیت سے پوچھ رہے ہیں۔“ لڑکی نے پوچھا۔
 ”مقام کے اخبار کے رپورٹر میں مختصر! اور ہم نے تازہ ترین خبر دینی
 ہے۔“ صفدر نے جواب دیا۔ فوری طور پر اسے یہی بہانہ سوجھا تھا۔
 ”کار ڈوکھائیے۔“ لڑکی نے اہم بڑھاتے ہوئے کہا۔
 ”کار ڈوکھاؤ! اوہ کار ڈوکھاؤ! وہیں دفتر میں رہ گیا۔ کیا کار ڈوکھاؤ ہی ہے؟
 صفدر نے بے اختیار جیبیں ٹٹولتے ہوئے کہا۔

”جی ہاں!۔ قانوناً ضروری ہے۔“ لڑکی نے سخت لہجے میں کہا۔
 ”اوہ ویری سوری!۔ اچھا ہمارے قوانین کی قسمت۔ وہ ایک
 نئی خبر سے محروم رہ جائیں گے۔“ صفدر نے یالو سانس سے لہجے میں کہا اور
 واپس مڑنے لگا۔

”ٹھہریے۔“ میں آپ کو بتا دیتی ہوں۔ آپ کی غلطی کی سزا آپ
 کے اخبار کے قوانین تو نہ بھگتیں۔“ لڑکی نے کہا اور صفدر تیزی سے
 واپس مڑا۔

لڑکی نے اپنے سامنے کھٹے ہوئے ایک موٹے سے رجسٹر کی ورق گردانی
 شروع کر دی اور پھر اس نے قریب پڑے ہوئے ٹیلیفون کارسیور اٹھ کر
 کر ایک نمبر پر لبس کیا۔
 ”انکوائری کاؤنٹر نمبر تھریٹین۔“ حادثہ نمبر ایک سو بارہ کے رجسٹروں کے بارے

ان کا شکریہ ادا کر کے واپس اپنی میز پر آیا جہاں کیپٹن شکیل بڑی بے چینی کے
 عالم میں بیٹھا اس کی طرف ہی دیکھ رہا تھا۔

”کیپٹن شکیل نے بے چینی سے پوچھا۔
 ”آؤ۔ عمران، جو رفت اور جو آمد شدید زخمی ہیں۔“ صفدر نے دبے
 لہجے میں کہا اور پھر صفدر نے جیب سے ایک نوٹ نکال کر ایش ٹرے کے
 نیچے دبایا اور چودہ دونوں تیز تیز قدم اٹھاتے ہیں کیپٹن کی طرف بڑھنے لگے۔
 ”میرا خیال ہے کہ مس دویا کو اطلاع کریں۔“ کیپٹن شکیل نے کہا۔
 ”ابھی تصدیق کر لیں پھر۔“ صفدر نے کہا اور کیپٹن شکیل نے اثبات
 میں سر ہلادیا۔

”میں گیٹ سے باہر نکلتے ہی انہیں ایک خالی ٹیکسی مل گئی۔“ صفدر نے
 اسے جنرل ہسپتال چلنے کے لئے کہا اور ٹیکسی تیزی سے آگے بڑھنے لگی اور
 پھر مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد چھوٹی جی دیر میں جنرل ہسپتال کے
 کپانڈ میں داخل ہو گئے۔

یہ بہت وسیع و عریض ہسپتال تھا۔ اس کی عمارت دس منزلہ تھی۔ ٹیکسی
 ڈرائیور نے انہیں انکوائری گیٹ کے سامنے جا کر اتار دیا اور صفدر اسے کرایہ
 دے کر انکوائری روم میں داخل ہو گیا۔ کیپٹن شکیل بھی اس کے ہمراہ تھا۔
 انکوائری روم بھی خاصا بڑا تھا اور اس میں بیٹھنے کے قریب کاؤنٹر تھے جن میں
 سے چھ کاؤنٹر صرف ٹیلیفون پر معلومات دینے کے لئے ریڈر تھے۔ باقی چودہ
 کاؤنٹر براہ راست معلومات مہیا کرتے تھے۔

صفدر نزدیک کاؤنٹر کی طرف بڑھا۔ کاؤنٹر کے پیچھے ایک خوبصورت سی
 لڑکی موجود تھی۔

اور ٹیکنک یو۔ یہ تو اچھا ہے۔ اس طرح پولیس سے حادثے کے بارے میں سبھی تفصیلات معلوم ہو جائیں گی۔ آپ نے ایک مہربانی تو کی ہے کیا آپ دوسری مہربانی کر سکتی ہیں کہ میں وارڈ میں داخلے کا کارڈ جاری کر دوں تاکہ ہمارا کام آسان ہو سکے۔“ صفدر نے کہا البتہ اس بار اس کے چہرے پر اطمینان کے آثار نمایاں نہ ہو گئے تھے۔ عمران، جو زوت اور جونا کے بچ جانے کی خبر نے اسے جیسے دوبارہ زندہ کر دیا تھا۔

”ٹھیک ہے۔ میں جاری کر دیتی ہوں۔“ لڑکی نے آمادہ سوتے ہوئے کہا اور پھر اس نے دروازہ کھول کر دو سٹریچرنگ کے کارڈ نکالے۔
”نام۔“ لڑکی نے پین سنبھالتے ہوئے کہا۔

”آرٹھ جان ٹوٹیڈوز سروس۔“ صفدر نے اپنے نام کے ساتھ ساتھ اخبار کا نام بھی بتا دیا۔ اور لڑکی نے جلدی جلدی کارڈ پُر کر کے دوسرا کارڈ اٹھایا تو کینٹین شکیں نے اپنا نام مارش بیگ بتایا اور اخبار کا نام بھی دی بتایا جو صفدر پہلے بتا چکا تھا۔

لڑکی نے کارڈ پُر کر کے اس پر دستخط کئے اور پھر کارڈ ان دونوں کے حوالے کر دیئے۔ صفدر اوکیشن ٹیکنیکل نے لڑکی کا شکریہ ادا کیا۔ کارڈ پُر وارڈ نمبر تیرہ کا مندر لکھا ہوا تھا اس لئے وہ سمجھ گئے کہ عمران اور اس کے ساتھی وارڈ نمبر تیرہ میں موجود ہیں۔

انکوائری روم سے نکلنے کے بعد وہ دونوں وارڈ نمبر تیرہ کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ جدید بری لفٹ نے انہیں جلدی وارڈ نمبر تیرہ میں پہنچا دیا یہ جو مٹی منزل پر تھا۔ کارڈ کی وجہ سے انہیں کہیں بھی نہ روکا گیا۔ اور وہ دونوں اطمینان سے وارڈ میں داخل ہو گئے۔ وارڈ میں اس وقت پولیس کے چار سائینٹسٹ

میں تازہ ترین معلومات چاہتیں۔“ لڑکی نے پوچھا اور صفدر اوکیشن ٹیکنیکل دونوں کو یوں محسوس ہوا جیسے ان کے دل بھی اچھل کر صحن سے باہر آجائیں گے لڑکی کچھ دیر تک دوسری طرف سے آنے والا جواب سنتی رہی اور پھر اس نے ریسور رکھ دیا۔

”دو افراد ہلاک ہو گئے ہیں۔ باقی کی حالت خطرے سے باہر ہے۔“ لڑکی نے افسوس بھرے لہجے میں کہا۔

”کون کون ہلاک ہوئے۔“ ذرا تفصیل سے بتائیے۔“ صفدر نے تیز لہجے میں پوچھا۔

”دیکھئے۔ اس کار میں پانچ افراد سوار تھے۔ ایک اطالوی۔ دو حبشی اور دو مقامی انسداد تھے۔ ایک مقامی جس کے متعلق پتہ چلا کہ وہ کیسینو ڈی کس کا مالک اور مشہور غنڈہ شاعری تھا۔ وہ آپریشن کے دوران ہی ہلاک ہو گیا۔ اور اب سے عورتی دیر پہلے دوسرا مقامی بھی ختم ہو گیا ہے۔ اس کا نام رچرڈ ہے۔ وہ ہوٹل برگنزا کا معروف غنڈہ بتایا جاتا ہے البتہ دونوں حبشیوں اور اطالوی کی حالت خطرے سے باہر ہے۔ انہیں بچھانا نہیں جاسکتا۔ البتہ ان کے پاسپورٹوں سے معلوم ہوا ہے کہ وہ آج ہی کہیں باہر سے یہاں پہنچے تھے۔ ان میں سے اطالوی کا نام کوشر مارک اور حبشیوں کے نام جونا اور جوزف ہیں۔ حبشی جوزف کے سر پر شدید چوٹ آئی ہے وہ بدستور بے ہوش ہے۔ جونا کی پسلیاں ٹوٹی ہیں۔ وہ اب ہوش میں آگیا ہے۔“ اطالوی کے جسم پر خاصی ضربات آئی ہیں لیکن کوئی فزیکل زخم نہیں ہوا۔ وہ بھی اب ہوش میں ہے۔ پولیس ان کے بیان لینے کے لئے آنے والی ہے۔“ لڑکی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

بھی موجود تھے۔

صنعد اور کیپٹن شکیل سمجھ گئے کہ اسی کمرے میں عمران اور سامعی موجود ہیں۔ انہوں نے کمرے کے اندر جانے کی کوشش کی لیکن کارڈز ہونے کے باوجود باہر کمرے پولیس سائنس نے انہیں سختی سے روک دیا۔ اور صنعد اور کیپٹن شکیل ان سے لکچر بغیر سائیڈ وے سے گزرتے ہوئے اس کمرے کے عقبی طرف چڑھے برآمدے میں پہنچ گئے۔ اس طرف میں کمرے کا دروازہ موجود تھا لیکن وہ بند تھا۔ صنعد اور کیپٹن شکیل نے اس دروازے سے اندر جھانکنے کی کوشش کی۔ لیکن اندر پڑے ہوئے دبیز پردے کی وجہ سے وہ کچھ نہ دیکھ سکے۔

”میرا خیال ہے کہ ہم یہیں رکھیں۔ جب پولیس چلی جائے گی تو پھر اندر جا سکیں گے۔“ کیپٹن شکیل نے کہا۔

”ہاں!۔ ایسا ہی ٹھیک رہے گا۔“ صنعد نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر وہ دونوں ٹہلنے موئے آگے بڑھ گئے۔ ان کا ارادہ یہی تھا کہ وہ دائرہ کا ایک چکر لگائیں اس وقت تک پولیس اپنے فرائض سے فارغ ہو جائے گی۔

وہ دونوں برآمدے کے آخری حصے تک پہنچے اور پھر جیسے ہی وہ واپس مڑے۔ انہوں نے برآمدے کے دوسرے آخری حصے سے دو افراد کو اپنی طرف تیز قدم اٹھاتے آتے دیکھا۔ ان دونوں کے چہرے دیکھ کر صنعد اور کیپٹن شکیل دونوں کی چھٹی حس خود بخود خطرے کا الارم بجانے لگی تھی۔ ان کے چہروں سے شہدہ پن اور دشمنی صاف نظر آرہی تھی۔ ان دونوں کے ہاتھ اور کوٹوں کی جیبوں میں تھے۔ صنعد اور کیپٹن شکیل ان کی طرف بڑھتے

گئے۔ آتے والے عمران کے کمرے کے دروازے کے قریب پہنچ کر رُک گئے ان کی حرکات میں بے چینی نمایاں تھی وہ خواہ مخواہ اور حواہر دیکھ رہے تھے۔ البتہ ان کی چوڑی نظریں صنعد اور کیپٹن شکیل دونوں پر جمی ہوئی تھیں۔

صنعد اور کیپٹن شکیل ان کے قریب آکر ایک لمبے کے لئے رُکے تو وہ چوک پڑے جیسے صنعد اور کیپٹن شکیل دونوں کا وہاں رُکنا ان کے لئے غلط توقع ہو۔ صنعد اور کیپٹن شکیل ان کی حالت دیکھتے ہوئے آگے بڑھے اور ان دونوں کے چہروں پر اطمینان کے آثار نمایاں ہو گئے۔ صنعد اور کیپٹن شکیل آگے بڑھتے چلے گئے البتہ وہ پوری طرح چوکنا تھے اور ان دونوں نے آگے بڑھنے کا فیصلہ اس لئے کیا تھا کہ وہ ان کے اصل مقصد سے واقف ہو سکیں۔ سائیڈ وے کے قریب پہنچ کر وہ مڑے اور پھر تیزی سے سائیڈ میں رُک گئے۔ صنعد نے ذرا سامنے آگے کر کے ادھر جھانکا تو اس نے ان دونوں کو تیزی سے اس دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھا جو عمران کے کمرے کا عقبی دروازہ تھا۔

صنعد نے تیزی سے کیپٹن شکیل کو اشارہ کیا اور وہ دونوں اچھل کر دوبارہ برآمدے میں آگئے۔ وہ دونوں افراد دروازے کے قریب جا کر رُکے۔ اب ان کے ہاتھوں میں سب مشین گنیں تھیں۔ یہ سب مشین گنیں شاید انہوں نے اوور کوٹ کے اندر چھپا رکھی تھیں پھر ان میں سے ایک نے دروازے میں لگا ہوا بڑا سا شیشہ ایک دھماکے سے توڑ دیا۔ اسی لمحے صنعد نے چٹخ کر انہیں رُکنے کے لئے کہا۔

صنعد کی چیخ سننے ہی وہ دونوں جو شاید ٹوٹے ہوئے شیشے کے اندر نازگاہ کرنا چاہتے تھے۔ ٹھٹھک کر مڑے اور پھر ان میں سے ایک نے صنعد

کے لئے شیشے والی دیوار کے آدھے حصے پر جو آگے کو بٹھا ہوا تھا نظر آیا اور دوسرے لمحے ٹوٹے ہوئے شیشے کے پار اس نے چھلانگ لگا دی اور صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں تیزی سے اٹھ کر اس کے پیچھے بھیسٹے ہی لگے تھے کہ وہ دونوں پولیس سارخٹوں سے ٹکرا گئے۔ اسی لمحے اور پولیس والے بھی وہاں پہنچ گئے اور ساتھ ہی ہسپتال کا دوسرا علم بھی آ گیا۔

”ملازم محل گئے۔“ انہیں پکارتے ہوئے صفدر نے چیخ کر کہا اور اس کی اس آواز کا اثر یہ ہوا کہ پہلے سے موجود دونوں پولیس افسر باہر کی طرف بھاگے۔ اور صفدر اور کیپٹن شکیل بھی ان کے ساتھ ہی باہر کی طرف گئے۔ وہ جب نیچے اتر کر ہسپتال کی عمارت کی عقبی سمت گئے تو وہاں بہت سے افراد پہلے سے جمے تھے اور ایک شخص کی لاش زمین پر پڑی ہوئی تھی۔ یہ وہ آدمی تھا جسے صفدر نے گتھا کر عقبی دیوار سے مارا تھا۔ اور پہلے نیچے گرا تھا۔ چوتھی منزل سے نیچے گرنے کی وجہ سے اس کی گردن کی ہڈی ٹوٹ چکی تھی۔ جب کہ دوسرا آدمی غائب تھا۔

دہلی پر موجود لوگوں نے پولیس کے پوچھنے پر بتایا کہ دوسرے آدمی نے جو بھی منزل سے تھوڑے فاصلے پر موجود ایک گتے درخت پر چھلانگ لگائی اور بڑے حیرت انگیز انداز میں وہ چھلانگ لگا کر درخت کی شاخ سے لٹک گیا اور چند لمحے لٹکنے کے بعد اس نے نیچے چھلانگ لگائی۔ وہ بچوں کے بل زمین پر گرا اور پھر بے تماشائی بھاگا۔ اس اسٹے کھڑی کار میں سوار ہو کر نکل گیا۔ پولیس والے تو اپنی کارروائی میں لگ گئے جب کہ صفدر نے اس واقعہ بتانے والے آدمی سے تھوڑی سی پوچھ گچھ کرنے کے بعد اس کی کار کا ماڈل اور نمبر معلوم کر لیا جس پر دوسرا آدمی ڈار ہوا تھا۔ پھر اس نے کیپٹن

اور کیپٹن شکیل دونوں پر فائر کسول دیا مگر ان دونوں نے تیزی سے غوطہ لگایا اور اسی لمحے صفدر کے ہاتھ میں پکڑے ہوئے ریولور نے شعلے اگلے اور ان دونوں کے ہاتھوں سے شین گینیں نکلتی چلی گئیں۔ فائرنگ کی آوازیں گونجتے ہی ہسپتال میں جھگڑائی مچ گئی اور دوسرے لمحے پولیس کی سیٹیاں بڑھ اٹھیں۔

مشین گنز جیسے ہی ان دونوں کے ہاتھوں سے نکلیں وہ دونوں بیک وقت تقریباً اڑتے ہوئے صفدر اور کیپٹن شکیل پر آ پڑے جو اس وقت تک ان کے قریب پہنچ چکے تھے۔ صفدر نے ایک سے ٹکرانے ہی تیزی سے اپنے جسم کو موڑا اور وہ آدمی جیسے ہوا میں اچھلا ہوا برآمدے کی عقبی دیوار کے اس حصے سے ٹکرایا جس میں شیشے لگے ہوئے تھے۔ شیشے ٹوٹنے کی ایک بار پھر آواز سنا دی اور اس کے ساتھ ہی وہ آدمی بھی منظر سے غائب ہو گیا۔ وہ یقیناً چوتھی منزل سے نیچے جا گرا تھا۔ دوسرا آدمی جو کیپٹن شکیل سے ٹکرایا تھا جھٹکا کھا کر لپٹ کے بل واپس فرش پر گرا اور کیپٹن شکیل نے اچھل کر اس کے سینے پر دونوں لائیں مارنی چاہیں مگر وہ تیزی سے گر وٹ بدل گیا اور کیپٹن شکیل اپنے ہی زور میں پھٹنے فرش پر چھٹا پڑ گیا۔

اسی لمحے پولیس والے پہنچے ہوئے سائڈ دے سے برآمدے میں داخل ہوئے۔ اور صفدر اور کیپٹن شکیل کے گرتے ہی اس آدمی پر چھٹا مگر وہ آدمی چکنی پھیلی کی طرح تیزی سے سائڈ میں ہوا اور ساتھ ہی اس کی ٹانگیں گھومتی ہوئی صفدر کی ٹانگوں سے ٹکرائیں اور صفدر بھی منہ کے بل فرش پر گرا۔ اور پھر پولیس سارخٹوں نے آگے بڑھ کر اس آدمی پر چھٹا چا یا مگر وہ تو اس وقت چھلاوا بنا ہوا تھا۔ اس نے تیزی سے جب لپٹا اور پھر وہ ایک لمحے

شکیل کو وہیں رکھنے کا اشارہ کیا اور خود وہ پولیس کی نظریں بچا کر ایک طرف کھسک گیا۔ حالانکہ پولیس والوں نے ان دونوں کو خاص طور پر وہیں مڑنے کی تاکید کی تھی۔ وہ شاید ان دونوں کا بیان لینا چاہتے تھے یا مزید انکوائری کرنا چاہتے تھے۔

مگر صغیر جلد از جلد حملہ آوروں کے متعلق انکوائری کرنے کے لئے بے چین تھا اس لئے وہ خاموشی سے کھسک گیا۔



واکو کے ذہن میں اس کا کے نمبر اور ماڈل موجود تھے جس سے اس کے اندازے کے مطابق شادی کی کار پر بم مارا گیا تھا۔ اس نے ہسپتال سے نکلنے ہی کا کار مارنچ ڈانسپورٹ جبرئیلین آفس کی طرف کر دیا۔ اس کا ایک دوست اس دفتر میں اچھے عہدے پر فائز تھا اور اُسے یقین تھا کہ وہ اس کی مدد سے کار کے مالک کا پتہ پلا لے گا۔ چنانچہ وہی حوالہ اس کے دوست نے دیا۔ منٹ میں اُسے بتا دیا کہ یہ کار مڈل ہنڈز کی ملکیت ہے جو پام بیچ کے بنگلو نمبر دس میں رہتے ہیں اور پیشے کے لحاظ سے انجینئریں۔

واکر اپنے دوست کا شکریہ ادا کر کے دفتر سے باہر تو آیا لیکن اس کے

ذہن میں اب ایک نئی کچھڑی پک رہی تھی۔ کیونکہ انجینئر کا اس طرح کسی واردات میں ملوث ہونے والی بات اس کے حلق سے نہ اُتر رہی تھی۔ اب وہ بھی صورتیں محسوس یا تو کار جعلی نام دہشتے پر جبرئیل کرائی گئی ہے یا پھر ہمارے والوں نے اس انجینئر کی کار چرائی ہے۔ چنانچہ اس نے فیصلہ کیا کہ کم از کم اس انجینئر کو ٹھوٹے کا حضور۔ تاکہ صحیح صورت حال کا علم ہو سکے۔ اس نے کار کا رُخ پام بیچ کی طرف موڑ دیا۔ وہ خاصی تیز رفتاری سے بڑھا چلا جا رہا تھا کہ کیفے شانی لاک کے سامنے ٹریفک کے رکشس کی وجہ سے اسے کار خاصی آہستہ کرنی پڑی کیونکہ وہاں ٹرک پر ایک ٹرک کے ٹائی راڈ ٹوٹ جانے کی وجہ سے ٹریفک لاک سا پیدا ہو گیا تھا اور ٹریفک سا جینٹل ٹریفک کو کنٹرول کر کے گزار رہے تھے۔

کار آہستہ آہستہ ہی واکر کی نظریں جیسے ہی لاشعوری طور پر گھومتی ہوئی کیفے شانی لاک کے پارکنگ کپاؤنڈ پر پڑیں وہ یکلخت بُری طرح چونک پڑا کیونکہ وہی کار جس کی اُسے تلاش تھی پارکنگ کپاؤنڈ میں موجود تھی۔ وہی نمبر۔ وہی ماڈل۔ اور واکر نے تیزی سے کار نو کیفے شانی لاک کے کپاؤنڈ کی طرف موڑ دیا۔ وہاں جا کر اس نے کار روکی اور پھر نیچے اُتر آیا۔ ایک لمبے کے لئے اس نے غور سے اس کار کو دیکھا جیسے پوری طرح یقین کر لینا چاہتا ہو کہ کار وہی ہے۔ پھر وہ پارکنگ چوکیدار کی طرف بڑھا۔ اس نے جیب سے ایک بڑا نوٹ نکالا اور اُسے بڑھ کر پارکنگ چوکیدار کے ہاتھ میں دے کر اس کی مٹھی دبا دی۔ پارکنگ چوکیدار بڑا نوٹ دیکھ کر حیران رہ گیا۔

صاحب! کیا خدمت ہے؟ — پارکنگ چوکیدار نے تیزی سے نوٹ

کے لئے اس نے ویٹر کی ملازمت کی ہوئی تھی۔ واکر کو اتنا تو معلوم تھا کہ وہ ویٹر ہے لیکن اس کے علم میں یہ نہ تھا کہ وہ کیسے شانی لاک میں ہے۔
 "واکر تم۔۔۔ اور یہاں!۔۔۔ بڑے عرصے بعد دکھائی دے رہے ہو۔"
 وائٹ نے اس کے قریب آکر مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم نے یہاں پناہ لے رکھی ہے۔۔۔ یہ لباس وائٹ۔۔۔ واکر نے بھی لے کھانا لے لیجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور وائٹ بے اختیار ہنس پڑا۔
 "آؤ ویٹر زوم میں آجاؤ۔۔۔ وہاں گپ شپ ہوگی۔" وائٹ نے ہنستے ہوئے کہا اور واکر سر ہلٹا ہوا اس کے پیچھے چل پڑا۔ اور پھر سائیڈ گیلری میں سے ہوتے ہوئے وہ دونوں ایک بڑست کرے میں پہنچ گئے جہاں مختلف کرسیوں پر کچھ ویٹرز بیٹھے گپ شپ مار رہے تھے۔ وہ شاید ڈیوٹی سے آتے ہوئے تھے یا ڈیوٹی ریسٹ پر تھے۔ وائٹ اور واکر ایک کونے میں بڑی بوتلی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

"اب بتاؤ۔۔۔ آج ابھر کیسے بھول پڑے۔" وائٹ نے ایک طرف ایک میں پڑے ہوئے مشروبات کی بوتلوں میں سے دوا اٹھا کر میز پر رکھیں اور ان کے ڈھکن کھول کر اس نے ایک بوتل واکر کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

ایک دوسری کام پڑ گیا ہے۔۔۔ یہاں کوئی صاحب ماٹرن ہیں۔؟
 دوسری منزل پر رہائش پذیر ہیں۔۔۔ واکر نے مشروب کی چٹکیاں لیتے ہوئے کہا۔

ہاں!۔۔۔ وہ خوبصورت سا آدمی۔۔۔ بالکل رہتا ہے۔ بڑا مسرور اور نمک چڑھا سا آدمی ہے۔ کیوں؟ اس سے کیا کام پڑ گیا۔؟ وائٹ

کو اپنی جیب میں منتقل کرتے ہوئے قدرے موزبانہ لیجے میں کہا۔ وہ شاید اس قسم کی خدمات کا معاوضہ وصول کرنے کا عادی تھا اس لئے فوراً سمجھ گیا کہ نوٹ اسے کس لئے دیا گیا ہے۔
 "اس کارڈ مالک کون ہے۔۔۔" واکر نے اس کارڈ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

اس کارڈ کے مالک مسٹر مارٹن ہیں۔۔۔ کیسے کی دوسری منزل میں رہائش پذیر ہیں۔۔۔ بے حد وجہ اور خوبصورت نوجوان ہیں۔۔۔ چوکیدار نے پوری پوری معلومات اٹھ لیں۔

"ٹھیک کیا ہے ان کا۔۔۔" واکر نے پوچھا اور چوکیدار نے تفصیل کے ساتھ حلیہ بھی بتا دیا۔
 "شکریہ۔۔۔ مجھے یقین ہے کہ تم اس کا ذکر کسی سے نہیں کرو گے۔"
 واکر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں صاحب!۔۔۔ ہمارا سید تو قبر ہے قبر۔ اس میں جو گیوہ بس وہیں دفن ہو گیا۔۔۔ چوکیدار نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔
 اور واکر سر ہلٹا ہوا آگے بڑھ گیا۔ اب مارٹن کا حلیہ اس کے ذہن میں پوری طرح محفوظ ہو گیا تھا۔

کیسے شانی لاک میں داخل ہو کر واکر ابھی ارد گرد کے ماحول کا جائزہ لے رہا تھا کہ اچانک ایک ویٹر تیزی سے اس کی طرف بڑھا۔ واکر نے اسے دیکھا تو وہ بھی جو تک پڑا۔ یہ اس کا پڑا ناما تھی وائٹ تھا۔ کسی زمانے میں وہ دونوں مل کر وارداتیں کرتے تھے پھر واکر چرٹو کے گروپ میں شامل ہو گیا اور وائٹ علیحدہ رہ کر چھوٹی موٹی وارداتیں کرنا کرنے لگا پولیس سے بچنے

نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

”اس کا حدود اور بلعہ معلوم کر لے۔“ اس نے ہاس کی کار پر ہم چھٹکا ہے اور ہاس شدید زخمی ہو گیا ہے۔“ واکر نے جواب دیا۔
”اوہ!۔“ میں سمجھ گیا۔ پھر کیا خیال ہے اس کے کمرے میں پہنچا دوں۔
واٹ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”پہنچا دو تو خشک ہے۔“ کام جلدی موبائے گا۔“ واکر نے بھی مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”سوچ لو۔“ بظاہر تو وہ ایک سیدھا سا دھاسا آدمی لگتا ہے لیکن میرا تجربہ کہتا ہے کہ وہ اندر سے انتہائی خطرناک شخصیت ہے۔ ایسا نہ ہو کہ لینے کے دینے پڑ جائیں۔“ واٹ نے اس بار بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ارے تم اتنی جلدی واکر کو قبول گئے۔ کیا میرے علاوہ دنیا میں اور کوئی خطرناک ہو سکتا ہے۔“ بہر حال تم بے فکر ہو۔ تم پر کوئی اچرج نہیں آئے گی۔“ واکر نے جواب دیا اور واٹ ہنس پڑا۔

”منطیک ہے۔“ آدھے ساتھ۔“ واٹ نے تول خالی بوتلوں والے ڈبے میں پھینکتے ہوئے کہا اور پھر وہ واکر کو ہمارے کیفے کی عقبی سمت میں پہنچا اور پھر دہان سے بیڑھیاں چڑھتا ہوا اوپر والی منزل پر پہنچ گیا۔ یہ منزل جو نہ صرف رات بھر چلتی تھی اس لئے یہاں آمد و رفت نہ ہونے کے برابر تھی۔ واٹ نے آگے بڑھ کر ایک کمرے کے دروازے پر آہستہ سے دستک دی۔

”کون ہے۔“ اندر سے ایک نرم سی آواز سنائی دی۔

”جناب آپ کے مہمان میں مشر واکر۔“ واٹ نے مسکرا کر واکر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”مشر واکر۔“ اندر سے بڑھانے کی آواز سنائی دی اور پھر سب ڈکی چڑھواہٹ کے ساتھ ساتھ قدموں کی آواز سنائی دی۔ اور چند لمحوں بعد دروازہ کھل گیا۔ سامنے مارٹن کھڑا حیرت بھری نظروں سے ان دونوں کو دیکھ رہا تھا۔

”جناب!۔“ آپ ملاقات کیجئے اور مجھے اجازت۔“ کسی چیز کی ضرورت تو نہیں ہے جناب۔“ واٹ نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

”مہنیں۔“ مارٹن نے زحمت لہجے میں کہا اور واٹ سر ہلکا ہوا تیزی سے لفٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

”کیا آپ مجھے اندر آنے کے لئے مہنیں کہیں گے مشر مارٹن۔“ واکر نے طنزیہ انداز میں کہا۔

”مارٹن چند لمحوں غور سے واکر کی طرف دیکھتا رہا۔ جیسے اُسے پہچاننے کی کوشش کر رہا ہو۔ پھر کندھے جھٹکنا موائیہ بے رست گیا۔

”لیکن میں نے تمہیں پہچانا نہیں۔“ مارٹن نے ساٹ لہجے میں کہا۔
”میں اپنا تفصیلی تعارف کراؤں گا تو آپ مجھے پہچان لیں گے۔“

واکر نے قدم آگے بڑھائے ہوئے کہا۔
واکر کے اندر آتے ہی مارٹن نے دروازہ بند کیا اور واکر آگے بڑھ کر

”ظہان سے ایک کمرے پر بیٹھ گیا۔“
”ہاں!۔“ اب کراؤنا پنا تعارف۔“ مارٹن نے دروازہ بند کر کے

اس کی طرف آتے ہوئے کہا۔
”آپ رجوڈو جلتے ہیں۔“ بول برگنڈا کا لنگ ڈاگ۔“ واکر نے

بڑے اطمینان سے بھرے لہجے میں کہا۔

”اوہ! تو تم چرچر کے آدمی ہو۔ لیکن تم یہاں کیوں آتے ہو؟ مارٹن کے چہرے پر چھائی ہوئی سختی نرم پڑتی چلی گئی۔
”آپ نے شادی کی کار پر ہم کیوں پھینکا تھا؟“ وہ داکر نے لہجے کو سخت بناتے ہوئے کہا۔ لیکن مارٹن کی نسبت اس کے الفاظ میں اخلاق کا عنصر ابھی نمایاں تھا۔
”شادی کی کار پر ہم کیا کہہ رہے ہو۔ کون شادی؟“ وہ مارٹن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”مائل برگنز اے عقب میں آپ کی کار سے اس کار پر ہم پھینکا گیا جسے کیسینو ڈی کس کا مالک شادی چلا رہا تھا۔ اس کے ساتھ ایک اطالوی اور دو حبشی تھے۔ اور اس کار میں لنگ ڈاگ بھی موجود تھا۔“
داکرنے بڑا سائنز بناتے ہوئے جواب دیا۔

”تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے۔ میں چرچر کو سزا دے رہا ہوں۔ وہ میرا دوست ہے۔ لیکن میں کسی اطالوی، حبشی اور شادی کو نہیں جانتا۔“
مارٹن نے جواب دیا۔

”سنو! میرا نام داکر ہے۔ میں لنگ ڈاگ کا نمبر ٹو ہوں۔ اس شہر میں سونے والی کوئی واردات مجھ سے چھپی نہیں رہتی۔ تم نے لنگ ڈاگ پر حملہ کر کے ایک جھیاٹک جرم کیا ہے اور اس کا خمیازہ تمہیں جگمگنا پڑے گا۔“ داکر نے ایک جھٹکے سے کھڑے ہوئے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر یکجہت و دشمنی کسی چھانکھی تھی۔

”تم اور چرچر پاور لیسنڈ کے لئے کام کرتے ہو ناں؟“ وہ مارٹن نے

سوال کیا۔

”ہاں کرتے ہیں۔“ داکر نے سر کو جھٹکے ہوئے کہا۔

”تو پھر سنو! میں پاور لیسنڈ سے خصوصی طور پر یہاں آیا ہوں۔ اور جو کچھ مجھے کر رہا ہوں پاور لیسنڈ کے مفاد کے لئے کر رہا ہوں۔ تمہارے پاس کو یہ حکم ملا تھا کہ وہ پاور لیسنڈ کے مخالفوں کو دیکھتے ہی گولی مار دے۔ لیکن وہ پوچھ گچھیں پڑ گئیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مخالف اُسے ہی اغوا کر کے لے جانے لگے۔ اس لئے ہیڈ کوارٹر کے حکم پر مجھے فوری کارروائی کرنی پڑی۔ اور سنو! لنگ ڈاگ کے مرنے کے بعد ہمیں اس ٹیم کا انچارج بنایا جا سکا ہے اور ایسا صرف میری سفارش پر ہو سکتا ہے۔“ مارٹن نے اس بات کو ماننا نہ بچہ استعمال کرتے ہوئے کہا۔
”تمہارا تعلق پاور لیسنڈ سے ہے۔“ وہ داکر نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

”ہاں! اور ہیڈ کوارٹر سے براہ راست۔“ مارٹن نے فخریہ لہجے میں کہا۔

”لیکن مجھے کیسے یقین آئے گا۔“ وہ داکر نے جواب دیا۔
”نو ڈیو“ مارٹن نے تلوں کا پانچواں اٹھاتے ہوئے کہا۔ اس کی پنڈلی پر نیلے رنگ کی ایک بلیک ورائٹسٹ فیلڈ آ رہی تھی۔ یہ اس بات کا ثبوت تھا کہ اس کی پنڈلی میں ٹرانسمٹ فیلڈ لگا ہوا ہے۔ اور یہ فیلڈ صرف ان لوگوں کے لئے مخصوص تھا جو پاور لیسنڈ کے ہیڈ کوارٹر سے متعلق ہوتے تھے۔ داکر کے حلق سے ایک طویل سانس نکل گئی۔
”ٹھیک ہے۔ مجھے یقین آ گیا۔“ وہ زمین پر ہی سوچ کر آیا تھا کہ تم

نے فوری طور پر جنرل ہسپتال پہنچا دیا ہے۔ میں جی ان کا انہماک پتہ کرنے کے لئے ہسپتال گیا تو وہاں پتہ چلا کہ شائع تو آپریشن تھیں مگر میں ہی ہلاک ہو گیا ہے۔ البتہ کنگ ڈاگ، دونوں حبشی اور اطالوی ابھی زندہ ہیں اور ہسپتال کے ایک خصوصی کمرے میں موجود ہیں۔ میں نے جہاں تک رپورٹ حاصل کی ہے ان کی حالت بدستور خطرے میں تو ہے لیکن ان کے زندہ بچ جانے کے امکانات بھی موجود ہیں۔ اشارے تفصیل بتاتے ہوئے جواب دیا۔

”اور کے! تم دس منٹ بعد مجھے فون کرنا۔“ مارٹن نے کہا اور پھر ریور رکھ دیا۔

”تمہارا باکس چرچوز گیا ہے۔ اور تمہیں میری حیثیت کا بھی پتہ چل گیا ہے۔ اس لئے اب تم چلتے پھرتے نظر آؤ۔ اور سنو! اس بار جان آئے ہیں اس لئے معاف کیا جا رہا ہے کہ تم پاور لیٹ کے آجی ہو لیکن آئندہ اگر میرے پیچھے آئے۔ یا انگریزی کی تو گوئی مار دو دنگا۔“ مارٹن نے اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا، اس کا بوجھ سنا تلخ تھا۔

مجھے معلوم ہے کہ وہ زندہ بچ گیا ہے۔ میں ہی اُسے انٹراکٹ ہسپتال چھوڑ آیا ہوں۔ لیکن اب مجھے ہیڈ کوارٹر سے بات کرنی ہوگی کہ ہمارے مشن میں تم رکاوٹیں ڈال رہے ہو۔ ہیڈ کوارٹر کی ہدایت کے بعد میں فیصلہ کروں گا کہ تمہارے پیچھے آیا جاتے یا نہیں۔ اور یہ جی جی سن لو کہ میرا نام وا کر ہے۔ مجھے گولی مارنے کی حسرت لئے ہزاروں افراد قبروں میں دفن ہو چکے ہیں۔“ وا کرنے دروازے میں ٹک کر مارٹن سے بھی زیادہ تلخ لہجے میں کہا اور دوسرے لمحے تیزی سے دروازے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

سے کنگ ڈاگ کا بھرپور انتقام لوں گا۔“ وا کرنے جواب دیتے ہوئے کہا۔
”سنو وا کر! میں کی کتنا وقت نہیں دیا کرتا۔ تمہاری قسمت جی جی جی کو تم نے آئے ہی رچرڈ کا کام لے دیا۔ درہ شاد اب تک تمہاری لاش کسی گٹر میں بہہ رہی ہوگی۔ بہر حال اب تم صرف مجھے اتنا بتا دو کہ تم نے میرا پتہ کیسے معلوم کر لیا۔“؟ مارٹن نے اس بار کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔
”بڑی آسانی سے۔ تمہاری کار کیسے شانی کلک کے پار کنگ کیا ہوڈ میں موجود تھی اور میرے ذہن میں کار کا نمبر اور ماڈل نقش تھا۔“ وا کرنے جواب دیا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ مارٹن کوئی جواب دیتا، اچانک مینز پر پڑے ہوئے پلیٹیفون کی گھنٹی بجی اسی اور مارٹن نے چونک کر ریور اٹھا لیا۔
”مارٹن سیکنگ۔“ مارٹن نے وا کر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا، اس نے جان بوجھ کر اپنا کوڈ نام وا کر کی وجہ سے نہ لیا تھا۔

”اشارہ سیکنگ باس۔“ دوسری طرف سے اشارہ کی آواز سنائی دی جسے مارٹن نے مشن کے انجام کی تفصیلات حاصل کرنے کے لئے کار سے اتار دیا تھا۔

”اوہ اشارہ! کیا پوزیشن ہے۔“؟ مارٹن نے چونک کر پوچھا۔
”باس! مشن مکمل طور پر کامیاب نہیں ہوا۔ کار خصوصی طرز پر تیار شدہ تھی اور ہم پر دہشت تھی۔ اگر اس کے اوپر سے ہم ماما جاتا تو اس پر بالکل اثر نہ ہوتا۔ لیکن چونکہ آپ نے اس کی ڈیگی کے نچلے حصے سے ہم چپکا کر اُسے برسٹ کیا ہے اس لئے کار تباہ تو ہو گئی لیکن اس کی درمیانی باڈی پوری طرح تباہ نہیں ہوئی۔ کار میں موجود تمام افراد شدید زخمی ہوئے ہیں جنہیں لوگوں

موشین گنگوں کی گولیوں سے مہجون ڈالو۔ اور۔۔۔ مارٹن نے تلخ ہلچے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔
 ”ایکشن اوپن ہوگا باس۔ اور۔۔۔“ اسکاٹی نے ڈرتے ڈرتے
 پوچھا۔

”ہاں!۔ بالکل اوپن۔۔۔ ذرا بھی چپکاپٹ کی ضرورت نہیں۔
 اطالوی تمہارا اصل مارگٹ ہوگا۔ جیسی مرحا میں تو مرحا میں۔۔۔ نہ میں تب بھی
 ان کی اتنی پرواہ نہیں ہے۔۔۔ اس اطالوی کو ہر صورت میں ختم ہونا
 چاہیے۔ تمہارے پاس اسلحہ ہے۔ اور۔۔۔“ مارٹن نے فقرے
 کے آخر میں سوال کر دیا۔

”ایک سب مشین گن ہے باس۔ اور۔۔۔ اسکاٹی نے جواب دیتے
 ہوئے کہا۔

”موتن کے پاس کیا ہے۔ اور۔۔۔“ مارٹن نے پوچھا۔
 ”اس کے پاس بھی ایک سب مشین گن ہے باس۔ اور۔۔۔ دوسری
 طرف سے جواب ملا۔

”کافی ہے۔ بس یہاں سے سیدھے جنرل ہسپتال جاؤ۔ اس اطالوی
 کے کمرے کا معلوم کرو اور جاتے ہی فائر کھول دو۔ اس کے بعد وہاں سے
 کھنکھنے کے بعد پورے کوشش کرو۔ چاہے تمہیں پورے ہسپتال میں موجود افراد کو
 گولیوں کا نشانہ کیوں نہ بننا پڑے۔ سمجھ گئے۔ اور۔۔۔“ مارٹن نے
 اُسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

”سمجھ گیا باس!۔ حکم کی تعمیل ہوگی۔ اور۔۔۔ دوسری طرف سے
 اسکاٹی نے جواب دیا۔

مارٹن نے واکر کے بازو رکھتے ہی ایک دھماکے سے دروازہ بند کیا اور پھر
 چٹختی چڑھا دی۔ اس کے چہرے پر ناگواری اور خشونت کے آثار نمایاں تھے۔
 وہ نجانے کس طرح واکر کی باتیں برواشت کر رہا تھا۔ صرف اس لئے کہ اس کا
 تعلق پاولیسنڈ ہے اور پاولیسنڈ کسی کسی آدمی کو مارنا ہائیڈروکاربڈ کے
 عتاب کا شکار مڑا تھا۔ پرجڑ کے ساتھ چونکہ عمران بھی ختم ہوتا تھا اس لئے
 اس نے کار پر ہم بار دیا تھا۔ لیکن اب پرجڑ اور عمران وقتی طور پر بچ گئے تھے
 اور جس شین کو وہ مکمل کئے بیٹھا تھا وہ اب مکمل تھا۔
 مارٹن نے الماری کھولی اور پھر کھیٹ ریکارڈر ڈائریکٹر نکال کر وہ اسے غلمانے
 میں لے آیا۔ شاؤر کھول کر اس نے اسکاٹی کی فریکوئنسی سیٹ کی۔

”اسکاٹی پیسنگ۔ اور۔۔۔“ رابطہ قائم ہونے ہی دوسری طرف سے
 اسکاٹی کی آواز سنائی دی۔

”کہاں موجود ہو۔ اور۔۔۔“ مارٹن نے پھاڑ کھلنے والے بجے میں پوچھا۔
 اس پر واکر کی وجہ سے ابھی تک غصے کا موٹو سوار تھا۔

”موتن برگنز میں جناب!۔۔۔ موتن بھی میرے ساتھ ہے۔ ہم دونوں
 آپ کی منہ ہدایات کے منتظر ہیں۔ اور۔۔۔ اسکاٹی نے مڑباز ہلچے
 میں جواب دیا۔ مارٹن کے چہرہ کھلنے والے بجے کی وجہ سے اس کا بوجھ ضرورت
 سے زیادہ ہی مڑباز تھا۔

”سنو!۔ تم دونوں جنرل ہسپتال پہنچو۔۔۔ میں نے موٹل برگنز کے عقب
 میں اس اطالوی اور جیشیوں کی کار پر ہم بار دیا تھا۔ لیکن وہ ہلاک نہیں ہوئے
 بلکہ شدید زخمی ہوئے ہیں اور اس وقت جنرل ہسپتال میں ہیں۔۔۔ تم دونوں
 انکو آرتی سے ان کے کمرے کا نمبر معلوم کرو اور پھر جاکر اطالوی اور ان جیشیوں

”وہاں سے آنے کے بعد مجھے فوری رپورٹ دینا۔ اور اینڈ آف۔“
مارٹن نے کہا اور جین آف کر کے رابطہ ختم کر دیا۔ کیٹ ریکارڈر نما ٹرانسکریپٹر لیکر وہ غسل خانے سے باہر آ گیا۔ آتے ہوئے اس نے شاور بند کر دیا۔
ٹرانسکریپٹ لکھاری میں لکھ کر وہ واپس مڑا ہی تھا کہ ٹیلیفون کی گھنٹی زور سے بج اٹھی۔

”یس۔“ مارٹن نے سیدھا اٹھاتے ہوئے کہا۔

”اشارہ بول رہا ہوں جناب۔“ دوسری طرف سے اشارہ کی مودبانہ آواز سنائی دی۔ اسے مارٹن نے دس منٹ بعد فون کرنے کے لئے کہا تھا اور شاید دس منٹ گزر چکے تھے۔

”اشارہ تم ہسپتال میں رکھ دینا۔ میں نے موان اور اسکاٹی کو وہاں بھیجا ہے وہ ان چیزوں کے خلاف آپریشن کر لیں گے۔ تم نے ان کی کچن نگرانی کرنی ہے صرف نگرانی۔“ سمجھ گئے۔“ مارٹن نے کہا۔

”یس باس۔“ اشارہ نے جواب دیا۔

”اور کے۔“ میں تمہاری رپورٹ کا منتظر ہوں گا۔“ مارٹن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ریورس کر دیا۔ اور پھر وہ گہری سوچوں میں غرق ہو گیا۔ اُسے عمران کے اس طرح بچ بچنے پر حیرت تھی جب کہ اس کے خیال کے مطابق اس کا نام تصدیق تھا۔ اب اُسے اشارہ کی طرف سے رپورٹ کا انتظار تھا۔

کافی دیر بعد جب اس نے گھڑی دیکھی تو وہ چونک پڑا۔ اُسے اشارہ کو ہلاکت دینے ہوئے تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ گزر چکا تھا۔ لیکن دوسری طرف سے کوئی کال نہ آئی تھی۔ اور پھر اچانک دروازے پر دستک ہوئی۔

”کون ہے؟“ اس نے بلند اور کرسٹ آواز میں پوچھا۔

”پولیس۔ دروازہ کھولو۔“ باہر سے ایک کرسٹ آواز سنائی دی اور مارٹن پولیس کا نام سنتے ہی ایک لمحے کے لئے حیرت زدہ رہ گیا۔ پولیس کے لفظ نے اس کے ذہن میں دھماکا کیا تھا۔ پولیس کی آمد کی تو اسے خواب میں بھی توقع نہ تھی۔

دروازہ دوسری بار پہلے سے بھی زیادہ زور سے کھٹکھٹایا گیا۔

”بٹلر ہو۔ آ رہا ہوں۔“ مارٹن نے لہجے کو کھٹکھٹایا کرتے ہوئے کہا اور پھر اٹھ کر اس نے چٹخنی کھول دی۔

دوسرے لمحے دروازہ ایک دھماکے سے کھٹکا اور پولیس کی وریوں میں ملبوس چار افراد اندر آ گئے۔ چاروں کا مذہبوں پر لگے ہوئے اشارے بائی ریک کے آفسر نظر آرہے تھے۔

”فرمائیے۔“ مارٹن نے مطمئن لہجے میں کہا۔ اب وہ اپنے آپ کو پوری طرح سنبھال چکا تھا۔

”اکیس دن پہلے قیامی کار کا ممبر ہے۔“ ایک آفسر نے کرسٹ لہجے میں پوچھا جب کہ باقی افسران مکرے کا جائزہ لینے میں مصروف تھے۔
”جی ہاں۔“ میری کار ہے۔“ کیوں؟“ مارٹن نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

”لیکن یہ کار تو سٹرڈلہوزی کے نام پر رجسٹر ہے۔“ اُسی آفسر نے دوسرا سوال کرتے ہوئے کہا۔ وہ شاید ان سب میں سے سب سے زیادہ اس لئے سوال جواب کا فریضہ دہی اور کراہتا تھا۔

”میرا نام ڈیوڈ سٹرڈلہوزی ہے۔“ مارٹن میزبانک نام ہے۔ آپ کو کوئی

اعترض ہے۔ مارٹن نے پہلے سے زیادہ مطمئن لہجے میں کہا۔

”اور کئے! پھر آپ ہمارے ساتھ ہیڈ کوارٹر چلیں۔“ باقی باتیں وہیں ہوں گی۔ آفیسر نے جواب دیا۔

”مگر کس ٹریم میں۔ اور کیوں؟“ مارٹن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہوٹل رگنرز کے عقب میں آپ کی کار سے ایک کار پریم مارا گیا ہے۔ اس سلسلے میں ہم تفتیش کر رہے ہیں۔“ آفیسر نے جواب دیا۔

”میری کار سے۔ آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے آفیسر۔“ مارٹن نے جواب دیا۔

”ہمیں کوئی غلط فہمی نہیں ہوئی مگر مارٹن! ہمیں فون پر اطلاع دی گئی تھی کہ آپ کی کار اس سلسلے میں ملوث ہے۔ اور کار مرڈر ڈیویژن کے نام پر جڑ پڑھے۔ ہم نے اپنے طور پر چکنگ کی تو ڈیویژن کی حد تک اطلاع درست ثابت ہوئی۔ اس کے بعد آپ کی کار کو یہاں سے پولیس ورکشاپ پہنچایا گیا اور وہاں یہ معلوم ہو گیا کہ آپ کی کار میں بم چھپکے کا جدید ترین آلہ نصب ہے۔ ایسا آلہ جو اس سے پہلے اس ملک میں نہیں دیکھا گیا اب بھی آپ انکار کریں گے مگر مارٹن۔“ آفیسر نے بڑے طنزیہ انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ!۔۔۔ لیکن آپ میری اجازت کے بغیر میری کار کو ورکشاپ کیلے لے گئے۔ ہو سکتا ہے کہ آپ نے خود ہی وہ آلہ اس کار میں نصب کر دیا ہو۔“ مارٹن نے بڑا سناٹا بناتے ہوئے کہا۔ لیکن اس بار اس کی آنکھوں میں الجھن اور پریشانی کے تاثرات اُبھر آئے تھے۔

”یہ باتیں آپ کا وکیل خود ہی عدالت میں کر لے گا۔ فی الحال آپ ہمارے ساتھ ہیڈ کوارٹر چلیں۔“ آفیسر نے سائیڈ میں لٹکے ہوئے بولڈر کی طرف اٹھ بڑھاتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔ وہ شاہد ریلوے کمانڈا چاہتا تھا۔

”مجھے ہیڈ کوارٹر لے جانے کی ضرورت نہیں۔ میں آپ کو سب کچھ یہیں بتا دیتا ہوں۔ لیکن میری جان کی حفاظت آپ کی ذمہ داری ہوگی۔“

”یہ سخت مارٹن کے چہرے پر مروئی سی چھا گئی اور وہ شدید غورزدہ نظر آنے لگا۔

”اوہ!۔۔۔ اگر ایسی بات ہے تو پھر تم ہیڈ کوارٹر چلو۔ وہاں تمہاری حفاظت کا زیادہ معقول بندوبست ہو جائے گا۔“ آفیسر نے بولڈر سے اُتار دیا۔

”آپ نہیں جانتے۔“ ہیڈ کوارٹر پہنچنے سے پہلے ہی مجھے گولی مار دی جاتی تھی۔ آپ پلینر دروازہ بند کر کے چٹخنی چٹھا دیں۔ میں آپ کو تمام تفصیل بتا دیتا ہوں۔ یہ ایک بین الاقوامی سازش ہے۔ اتنی بڑی سازش کہ آپ سن کر حیرت زدہ رہ جائیں گے۔“ مارٹن نے انتہائی خوفزدہ لہجے میں کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا کہ جیسے وہ شدید غورزدہ ہو چکا ہو۔

”ٹھیک ہے۔ مطمئن ہو کر بتاؤ۔ تم تمہاری پوری پوری حفاظت کریں گے۔“ آفیسر نے کہا اور پھر اس نے مرکز ایک آفیسر کو دروازہ بند کرنے کا اشارہ کیا۔ اس آفیسر نے مرکز دروازے کو چٹخنی لگا دی جب کہ دوسرا آفیسر نے جب سے ایک نوٹ بک اور پینل نکال لی۔ وہ شاید اس کا بیان نوٹ کرنا چاہتا تھا۔

”تشریف رکھتے اور مجھے اجازت دیجئے کہ میں آپ کو ایک اہم دستاویز دے دوں۔“ مارٹن نے اس بار قدرے مطمئن لہجے میں کہا اور پھر اس نے

بوٹ، ریو اور اور اسٹار غسل خانے میں موجود تھے۔ مارٹن نے بڑے اطمینان سے ان سب چیزوں ایک خالی شاٹنگ باگ میں ڈالا اور لاکر الماری میں رکھ دیا۔ پھر اس نے تیزی سے اپنا سامان سیٹا شروع کر دیا۔ چند لمحوں بعد مارٹن نے اپنا بیگ تیار کر لیا۔ شاٹنگ باگ بھی اس نے بیگ میں منتقل کیا اور پھر بیگ اٹھائے وہ بڑے اطمینان سے دروازہ کھول کر باہر آگیا۔ لفٹ کے ذریعے وہ نیچے ہال میں پہنچا اور اس نے چابی کاؤنٹر پر رکھتے ہوئے کاؤنٹر میں لو کر وہ خالی کرنے کی اطلاع دی۔ چار پولیس آفیسران آپس کے کمرے میں گئے تھے جناب کاؤنٹر میں نے حیرت بھرے لہجے میں مارٹن کو دیکھتے ہوئے کہا:

ہاں!۔۔۔ انہیں کچھ معلومات درکار تھیں۔۔۔ وہ پوچھ گچھ کر کے چلے گئے۔ مارٹن نے اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا: لیکن وہ ہال میں تو واپس نہیں آئے۔۔۔ کاؤنٹر میں نے کہا: جب میں آ رہا تھا تو وہ روم نمبر ایک سو بارہ کا دروازہ کھٹکھٹا رہے تھے۔ مارٹن نے اس بار سخت لہجے میں کہا: جیسے اُسے کاؤنٹر میں کی گفتگو سے شدید عجب ہو رہی ہو۔

اوہ!۔۔۔ ٹھیک ہے سہ۔۔۔ چار سوڈا الکریم اور دیگر بل۔۔۔ کاؤنٹر میں نے جب کھول کر اندراجات کرتے ہوئے کہا اور مارٹن نے جیب میں ہاتھ اچھوڑ کر نوٹوں کی ایک بڑی گلدی نکالی۔ اس میں سے چار نوٹ کھینچ کر اس نے کاؤنٹر پر پھینکے اور پھر بیگ اٹھا کر وہ تیزی سے مین گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ کاؤنٹر میں سر جھکائے رجسٹر میں اندراجات میں مصروف تھا البتہ اس نے وقت اٹھا کر کیش باکس میں ڈال دیتے تھے۔

جیب میں تیزی سے ہاتھ ڈالا جیسے دستاویز کو کھانا چاہتا ہو۔ آفیسران اس وقت کمرے کی طرف بڑھ رہے تھے مگر دوسرے لمحے وہ چونک پڑے کیونکہ جب مارٹن کا ہاتھ جیب سے باہر آیا تو اس میں دستاویز کی بجائے ایک چھوٹا سا اور عجیب ساخت کا پستول تھا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ وہ اپنے ریوٹروں کی طرف ہاتھ بڑھاتے۔ مارٹن نے ٹریگر دبا دیا۔ پستول میں سے نیلے رنگ کی شعاع نکلی اور دھار کی صورت میں وہ کچے بعد ونگرے ان چاروں آفیسروں کے سینوں پر پڑی۔ اور ان چاروں کی آنکھیں ایک لمحے کیلئے پھٹیں اور دوسرے لمحے ان کے سر ٹوٹ چکے تھے۔ وہ چاروں ہی بغیر کوئی آواز نہ کئے تھے۔

مارٹن نے بڑے اطمینان سے پستول واپس جیب میں رکھا اور دوسرے لمحے ان چاروں پولیس آفیسروں کے جسموں میں ٹپکے ٹپکے دھماکوں کی آواز سنائی دی اور پھر ان کے گردہ جسموں میں سے نیلے رنگ کا دھواں نکلنے لگا۔ دھواں ان کے جسم کے ہر مقام میں سے نکل رہا تھا۔ دھواں لمحہ بلمحہ ویز تو ہوا چلا گیا اور اس کے ساتھ ساتھ ان کے جسموں پر موجود دریاں وھیلی پڑنی چلی گئیں۔ زیادہ سے زیادہ چار پانچ منٹ بعد فرسٹ پر سہ و دریاں اور بوٹ پڑے ہوئے تھے۔ اور چاروں افراد کے جسم دھوئیں میں تبدیل ہو کر غائب ہو چکے تھے۔ اور دھواں عقیبی کھڑکی سے باہر نکل کر فضا میں بکھر گیا تھا۔

مارٹن مسکراتا ہوا آگے بڑھا۔ اس نے ان دروڑوں اور بوٹوں کو اکٹھا کیا۔ ان کے ریوٹروں والے موٹر سائیکل لے کر پھر ان کو سمیٹ کر وہ غسل خانے میں آیا۔ اس نے دروڑوں کو لائٹر سے آگ لگا دی۔ چند لمحوں بعد جب دروڑیں پوری طرح راکھ بن گئیں تو یہ راکھ اس نے پانی کی مدد سے گٹر میں بہا دی۔ اب صرف

مارٹن کیفے سے باہر آتے ہی تیزی سے کمپاؤنڈ گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ البتہ اس نے ایک نظر پارکنگ کی طرف ڈالی جہاں پولیس کی مخصوص جیب موجود تھی۔

مارٹن آگے بڑھتا ہی سخت رکاوٹ پر ٹکر تیزی سے پولیس جیب کی طرف بڑھنے لگا۔ پولیس جیب کے پاس پہنچ کر اس نے اپنا بیگ کھولا اور اس میں سے وہ شاٹ گانگ نکال کر جس میں ان پولیس افسروں کے ٹوٹ، بولٹر، ریولور اور اسٹار موجود تھے، جیب کی اگلی نشست کی طرف اچھال دیا اور پھر تیزی سے واپس کمپاؤنڈ گیٹ کی طرف مڑا آ گیا۔ پارکنگ چوکیدار چونکہ اپنے کسی ہیمان سے باتیں کرنے میں مصروف تھا اس لئے اس نے مارٹن کی یہ کارروائی دیکھی ہی نہ تھی۔

کمپاؤنڈ گیٹ سے باہر آتے ہی مارٹن تھوڑی دور فٹ پاتھ پر پیدل چلا رہا۔ پھر ایک بس اسٹینڈ پر رُک گیا۔ وہاں پہلے ہی کافی لوگ موجود تھے۔ بسیں ہر بارچ منٹ بعد اسٹاپ پر آ کر رکتی تھیں اور پھر تیسری بس میں مارٹن کو جبکہ مل گئی اور وہ اطمینان سے بس میں بیٹھ گیا۔ کنڈیکٹر سے اس نے چوتھے اسٹاپ کا ٹکٹ خریدا۔ وہ کیفے کے نزدیک سے ٹیکسی حاصل کرنا چاہتا تھا اس لئے اس نے بس کو ترجیح دی تھی۔

چوتھے اسٹاپ پر جیسے ہی بس رُکی، مارٹن نیچے اترا اور پھر تھوڑی دُور چلا ہٹا کہ اُسے ایک خالی ٹیکسی مل گئی۔

انجین روڈ ٹا۔ مارٹن نے ٹیکسی ڈرائیور سے کہا اور ڈرائیور نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے ٹیکسی آگے بڑھا دی۔

اب مارٹن ٹیکسی میں بیٹھا یہ سوچ رہا تھا کہ پولیس کو اس کی کیفے میں

موجودگی اور کار کے بارے میں کس نے اطلاع دی ہوگی۔ دوسرے لمحے اس کا خیال وا کر کی طرف گیا۔ اور پھر غصے کی شدت سے اس کی مٹھیاں جھنجھتی چلی گئیں۔ اُسے یقین ہو گیا تھا کہ وا کر نے علاوہ اور کوئی شخص اطلاع دینے والا نہیں ہو سکتا۔ اس کا مطلب ہے کہ وا کر نے پاؤر لینڈ سے غداری کی ہے اور اب اس کا خاتمہ حالت میں کرنا لازمی ہو گیا ہے۔ اس نے فیصلہ کر لیا کہ عمران کا مشن مکمل ہوتے ہی وہ ہمزی سے بات کر کے سب سے پہلے اس وا کر کو عبرت ناک موت مارے گا۔

انجین روڈ آگئی ہے۔ سر۔ آپ نے کہاں اتارنا ہے۔ ڈرائیور کی آواز سنائی دی اور مارٹن چونک پڑا۔

پہلے چونک رہا اور دو۔ مارٹن نے کہا اور ڈرائیور نے تھوڑی ہی دُور پہلے چونک پر ٹیکسی روک دی اور مارٹن نے نیچے اتر کر اُسے کرایہ ادا کیا اور پھر اس وقت تک وہاں رُکا رہا جب تک ٹیکسی اگلا موڑ کر اس کر کے نفروں سے اوجھل نہ ہو گئی۔ پھر وہ آگے بڑھا اور ٹک کر اس کر تا ہوا سبز رنگ کی ایک چھوٹی سی کوٹھی کی طرف بڑھا چلا گیا۔ یہ کوٹھی اس نے پہلے ہی آنکھ پر کر رکھی تھی۔ تاکہ کسی بھی خطرے کی صورت میں وہ اس میں شہت ہو سکے۔

www.

نے ہنستے ہوئے کہا اور اس کی خض پچک کرنے لگا۔
 ”کھانی پکڑنے سے یہ رُکنے والا نہیں۔ یہ سوچ لیجئے۔“ عمران نے
 جواب دیا اور ڈاکٹر ایک بار پھر ہنس پڑا۔

آپ کی خود اعتمادی حیرت انگیز ہے جناب! — ورنہ اس قدر
 خوفناک حادثے کے بعد تو لوگوں کے منہ سے ہوش میں آنے کے باوجود کئی
 کئی گھنٹے بات تک نہیں نکلتی۔“ ڈاکٹر نے کہا۔

حادثے کا اثر ان کی بریکوں پر پڑتا ہوگا اور وہ ٹائٹ ہو جاتی ہوں گی۔
 میری تو بریکیں ہی نہیں ہیں۔ مجبوری ہے۔ بہر حال میری ٹوٹ پیوٹ
 کتنی ہوتی ہے تاکہ مجھے اندازہ ہو سکے کہ ٹینٹنگ اور پینٹنگ کا بجٹ کتنا
 بنے گا۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

آپ کو صرف ضروریات آتی ہیں۔ کوئی فریکچر نہیں ہوا۔ آپ خاصے
 خوش قسمت واقع ہوئے ہیں۔ یہ دونوں جیٹھی شاید آپ کے ساتھی ہیں
 ان میں سے ایک کی جو ہوش میں ہیں وہں پسلیاں ٹوٹ گئی ہیں۔ جب کہ
 دوسرے کے سر پر چوٹ آئی ہے اور وہ ابھی تک ہوش میں نہیں آ سکے۔
 سین ان کی حالت خطرے سے باہر ہے اور وہ کسی بھی وقت ہوش میں
 آ سکتے ہیں۔ دو مقامی آدمی ختم ہو گئے ہیں۔ ایک تو آپریشن تعمیر
 میں ہی ختم ہو گیا تھا جب کہ دوسرا ایک گھنٹہ پہلے ختم ہوا ہے۔ ڈاکٹر
 نے پوری تفصیل بیان کرتے ہوئے کہا۔ وہ اب عمران کے بازو میں لگی ہوئی گلو نوڈز
 کی سوتلی ہٹا رہا تھا۔

اوہ! — خاصی بڑی ٹریجڈی ہے۔ میں نے تو کار میں لفٹ مانگی
 تھی۔ ورنہ میں تو ان میں سے کسی کو نہیں جانتا۔ نجانے کیوں یہ حادثہ ہو گیا

عمران نے کہ جسم پر پٹیاں بندھی ہوئی تھیں لیکن وہ ہوش میں تھا۔ اُسے
 دوش ہسپتال کے اسی کمرے میں آیا تھا۔ اس کے ساتھ ہی دو بیڈنگ پر جوزف
 اور جوانا پڑے ہوئے تھے۔ جوانا ہوش میں تھا جب کہ جوزف بدستور بہ ہوش
 تھا۔ جوزف کے سر پر اور جوانا کی پسلیوں کے گرد پٹیاں موجود تھیں۔ کمرے میں
 دوسریں اور ایک ڈاکٹر موجود تھا۔ ان میں سے ایک نرس جوانا کو انکشن لگانے
 میں مصروف تھی۔
 ”آپ کو ہوش آ گیا مٹر۔“ عمران کی آنکھیں کھلتے ہی قریب کھڑے
 ڈاکٹر نے تیزی سے اس کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

”آٹو گیلیس۔“ اگر آپ کہیں تو میں اسے واپس بھیج دیتا ہوں۔“ عمران
 نے جواب دیا اور ڈاکٹر اس حالت میں بھی اس کے منہ سے شکستہ فقرہ سن کر
 بے اختیار ہنس پڑا۔ دوسری نرس بھی مسکراتی ہوئی اس کی طرف بڑھی۔
 ”ارے نہیں! — اب ہم اُسے واپس نہیں جانے دیں گے۔“ ڈاکٹر

ہے۔ — عمران نے متاسف ہلچے میں کہا۔

”آپ کی کار کو ہم سے تباہ کیا گیا ہے۔۔۔ ہر حال بھی پولیس آنے والی ہے۔ وہ آپ سے بیانات لے گی۔“ ڈاکٹر نے کہا ابا دیرپہ وہ مرد کمرے سے باہر نکلا چلا گیا۔ نرس بھی اس کے پیچھے سی جلی گئی۔

”جو مانا“۔۔۔ عمران نے ڈاکٹر اور نرسوں کے باہر بکھتے ہی کہا۔

”یس ماسٹر“۔۔۔ جو ان کی آواز سنانی دیا۔

”سنو! مجھ سے کوئی تعلق ظاہر نہ کرنا۔ جو مرضی آئے یہاں نہ دینا۔ اور موسکا ہے کہ مجھے یہاں سے کھانا پڑے۔ تم بوقت کو ہوش آئے کے بعد یہاں سے نکل کر ایگن روڈ کی کھٹی فبر تیرہ پر پہنچ جانا۔ وہاں کوڈ ایکسٹو ہوگا۔ اس کے بعد میں تم سے رابطہ قائم کر لوں گا۔ سمجھ گئے۔“ عمران نے دبلے لبے میں جوا کر ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

”یس مسٹر!۔ میں سمجھ گیا۔ جو مانے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ عمران اُسے مزید ہدایت دیتا، کمرے کے باہر بجاری تھڑوں کی آواز گونجی اور دوسرے ٹپے دروازہ کھلا اور اسی ڈاکٹر کے ہمراہ دو پولیس سارجنٹ اندر داخل ہوئے۔

”مسٹر وکٹر مارک — اور مسٹر جونا بنجوس میں ہیں — آپ ان کا بیان لے سکتے ہیں۔“ ڈاکٹر نے عمران اور جونا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور دونوں سار جنت تیری سے عمران کی طرف بڑھے۔ کیونکہ اس کا بیٹہ دواؤں کے قریب تھا اور دوسری بات شاید یہ تھی کہ عمران نے آنکھیں کھول رکھی تھیں جب کہ جونا آنکھیں بند کر کے لیٹا ہوا تھا۔

”کیا آپ بیان دینے کے لئے تیار ہیں مسٹر۔“ ایک پولیس آفیسر

نے جیب سے نوٹ بک اور پنسل نکالتے ہوئے کہا۔

معاف کیجئے۔ ابھی میں نے اپنی جیبیں نہیں ٹٹولیں۔ ہو سکتا ہے کہیں گر پڑا ہو۔ اگر نہ تو ضرور دو لگا۔ عمار نے بڑے سنجیدہ بیچ میں جواب دیتے ہوئے کہا اور دونوں پولیس آفیسران چونک کر ایک دوسرے کو دیکھنے لگے، انہیں شاید عمران کی دماغی صحت پر شک گذرا تھا۔

بے حادثات میں اکثر ایسا ہو ہی جاتا ہے

جیسے! کیا مطلب؟ — ایک پولیس افسر نے کہا۔

جیب کا مطلب جیب ہی ہوتا ہے جناب! — لیستری نہ تو ہونے سے رہا۔“ عمران نے جواب دیا اور ڈاکٹر کے چہرے پر بے اختیار مسکراہٹ اُبھر آئی۔

یہ صاحب خاصے شگفتہ واقع ہوتے ہیں۔ خاص دلیچپ باتیں
کہتے ہیں۔ ڈاکٹر نے پولیس آفیسران سے کہا۔

• دیکھئے ہمارے پاس آئنا وقت نہیں ہے کہ ہم آپ کی بے معنی باتیں سنتے رہیں جنہیں ڈاکٹر صاحب دلچسپ کہہ رہے ہیں — پولیس آفیسر نے اپنے مخصوص لیجے میں کہا۔

”میں نے کوئی غلط بات تو نہیں کی جناب!۔ آپ نے بیان مانگا ہے۔ میں نے یہی جواب دیا ہے تاکہ اگر حبيب میں پڑا ہوا تو نکال کر دے دوں گا۔“ ورنہ مجبور ہی ہے۔“

عمران نے بڑے معصوم سے ہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور اس بار پولیس آفیسر ان کے سخت چہروں پر بھی مسکراہٹ رینگ اٹھی۔ وہ اب عمران کے پہلے فقرے کا مطلب اچھی طرح سمجھ گئے تھے۔

مگر اں سے پہلے کہ عمران جواب دیتا، اکرم کے کاغذی دروازے کا شیشہ ایک چھنک کے ساتھ ٹوٹا۔ یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے پوری قوت سے

فوری طور پر وہاں سے نکلنے کا فیصلہ کر لیا۔ اور وہاں سے نکلنے کا اس سے اچھا موقع اور کیا ہو سکتا تھا۔ ورنہ پولیس کی طویل کارروائی کی وجہ سے وہ جینس کا رہ جاتا۔

حادثاتی شیعہ کے مین دروازے سے باہر نکلتے ہی وہ ایک لفٹ کے ذریعے پہلے اوپر والی منزل پر گیا اور پھر وہاں سے دوسری لفٹ کے ذریعے وہ نیچے اتر آیا۔ اس کے جسم پر ہسپتال کا لباس موجود تھا اور جسم پر بندھی ہوئی پٹیاں اسے مریض ثابت کر رہی تھیں۔ لیکن اس لباس میں بہت سے مریض گھومتے پھر رہے تھے اس لئے کسی نے اس کی طرف دھیان نہ دیا۔

نیچے اترنے کے بعد عمران تیزی سے بائیں ہاتھ کو مڑا چلا گیا۔ اس راہزنہ میں اُسے دُور سے کھاتہ روم کی تختی ایک کمرے کے باہر لگی موٹی نظر آگئی تھی۔ کھاتہ روم کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ عمران تیزی سے اندر داخل ہوا۔ یہ ایک خانہ بڑا کمرہ تھا جس میں ہر طرف بڑی بڑی کھلی الماریاں موجود تھیں۔ ان الماریوں کے اندر کپڑوں کے ڈھیر موجود تھے۔

کمرے کے اندر تقریباً دس افراد کپڑوں کو مختلف خانوں میں رکھنے اور نکلانے میں مصروف تھے۔

دروازے میں داخل ہوتے ہی عمران کو بائیں ہاتھ پر ایک بڑی سی الماری کے اندر مختلف قسم کے اودھ کوٹوں کا ڈھیر پڑا ہوا نظر آیا عمران نے تیزی سے ایک اودھ کوٹ کھینچا۔ اُسی لمحے ایک آدمی اسے پیچ کر اسے رکنے کے لئے کہا لیکن عمران اودھ کوٹ کھینچتے ہی تیزی سے مڑا اور دروازے سے باہر نکل کر دوڑنا ہوا واپس راہداری میں سے ہو کر سائیڈ کے ایک خالی کمرے میں گھستا چلا گیا۔ کمرے کا دروازہ چونکہ کھلا ہوا تھا اس لئے اُسے یہ خالی کمرہ نظر آ گیا تھا۔

اندرا داخل ہوتے ہی عمران نے تیزی سے دروازہ بند کر دیا۔ دوسرے لمحے سے دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز سنائی دی۔

اُسے کہاں نکل گیا۔ اور تو کہیں نظر نہیں آ رہا۔ ایک سیٹھی بوٹی کو زسنائی دی اور عمران خاموشی سے دروازے کی اوٹ میں دیوار سے لگ کر خزا رہا۔

پندرہ دن تک ادھر ادھر دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیتی رہیں۔ پھر خاموشی سی چھا گئی۔ عمران نے آہستہ سے دروازہ کھولا اور پھر سر ہلکا کر جھانکا۔ جب اُسے کوئی آدمی نظر نہ آیا تو اس نے بڑے اطمینان سے اودھ کوٹ اپنے اسی لباس کے اوپر پہنا۔ اس کے ساتھ لگی موٹی ہسپتال کی چٹ اٹا کر اس نے وہیں پھینک دی اور پھر باہر نکل کر وہ بڑے اطمینان سے چلتا ہوا صدر دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس کے پیروں میں سیلپر تھے۔ گو یہ سیلپر بھی ہسپتال کی یونیفارم کا حصہ تھے۔ لیکن چونکہ یہ عام نوعیت کے سیلپر تھے اس لئے ان کا پہچان لیا جانا مشکل تھا۔ اودھ کوٹ کے رنگ کے برے میں وہ مطمئن تھا کہ اسے اودھ کوٹ اٹا کر جھاگتے ہوئے کسی نے کوٹ کے رنگ پر پردہ تو جہ نہ کی ہوگی۔ اس لئے وہ اطمینان سے چلتا ہوا صدر دروازے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

صدر دروازے سے باہر نکلتے ہی وہ سڑک کے کنارے چلنے والے جہوز میں شامل ہو گیا۔ اودھ کوٹ پہن لینے کی وجہ سے ہسپتال کی یونیفارم اور اس کے جسم پر بندھی ہوئی پٹیاں چھپ گئی تھیں۔ اب مسئلہ یہ تھا کہ اسے کرایہ کے سے فوری طور پر رقم چاہیے تھی۔ جبکہ رقم نام کی کوئی چیز اس کے پاس نہ تھی ایک لمحے کے لئے اس کا خیال گذرنے والے افراد کی پیسوں کی طرف گیا۔ کسی کی جیب

عہد واد۔

عمران بڑے اطمینان سے فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ ڈرائیور نے دروازہ بند کیا اور سامنے سے ڈرائیور ٹیگ سیٹ کی طرف آیا اور دروازہ کھول کر بیٹھ گیا۔ اس کا ساتھی پہلے ہی جا چکا تھا۔

دوسرے ٹیکسی کا انجن جاگا اور ٹیکسی ایک جھکے سے آگے بڑھتی چلی گئی۔ عمران نے سائڈ میں کر کے مٹھی کھولی تو اس کے ہاتھ میں ایک بڑا نوٹ موجود تھا۔ نوٹ اتنا بڑا تھا کہ عمران کے خیال کے مطابق کرایہ سے دس گنا زیادہ مالیت کا تھا۔ اب عمران کے چہرے پر اطمینان کے آثار چھانکے۔ ٹیکسی تیزی سے مختلف سڑکوں پر دوڑتی رہی اور پھر وہ ایک موڑ ٹکڑ کر انجن روڑ پر پہنچ گئی۔ اس سڑک پر دونوں اطراف میں بڑی بڑی رہائشی کوٹھیاں موجود تھیں۔

”کیفے کے سامنے روک دینا۔“ عمران نے ٹیکسی ڈرائیور سے غصے سے مخاطب ہو کر کہا اور ڈرائیور نے سر ہلاتے ہوئے نزدیک کیفے کے سامنے ٹیکسی روک دی۔ ٹیکسی رکتے ہی عمران تیزی سے دروازہ کھول کر باہر نکل آیا۔ میٹر اس کی سیٹ کے سامنے تھا۔ اور واقعی عمران کی جیب میں موجود نوٹ کرایہ کی رقم سے بھی دس گنا زیادہ مالیت کا تھا۔

عمران نے باہر نکلے ہی جیب سے وہی نوٹ نکالا اور ٹیکسی ڈرائیور کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

”اتنے خوبصورت سفر کے لئے جیڈٹ کر لیا۔ ابھی آپ ہی کا ہے۔“ اس لئے پورا نوٹ رکھ لیں۔“ عمران نے سکرٹے ہوئے کہا اور ٹیکسی ڈرائیور کرایہ سے دس گنا زیادہ مالیت کا نوٹ ہاتھ میں پکڑے حیرت سے عمران کو دیکھتا

سے بڑھ اٹا۔ عمران کے ماتیں ہاتھ کا کھیل تھا۔ لیکن عمران نے یہ ارادہ بدل دیا۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ وہ شخص رقم کے نکل جانے سے شدید مشکل میں پھنس جائے چنانچہ ارادہ بدلتے ہی وہ تیزی سے آگے بڑھا اور پچھنکی سٹینڈ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اب اس نے ایک اد خیال پر عمل کرنے کا پروگرام بنالیا تھا۔ وہ تیزی سے ایک ایسی ٹیکسی کی طرف بڑھا جس کا ڈرائیور ٹیکسی سے سائڈ لگانے آیا اور ڈرائیور سے باتیں کر رہا تھا۔ عمران تیز تیز قدم اٹھاتا اس کی پشت پر آیا۔ اور دوسرے لمحے اس نے ہاتھ اٹھا کر اس کے گانے پر پھینکی دی جس لمحے اس کے ایک ہاتھ نے ڈرائیور کے گانے پر پھینکی دی تھی اسی لمحے اس کا دوسرا ہاتھ انتہائی مہارت سے اس کی سائڈ جیب میں گھسا اور جب تک ڈرائیور بڑھا۔ عمران کا ہاتھ باہر آچکا تھا۔ اس جیب کے مخصوص اعضاء سے ہی وہ سمجھ گیا تھا کہ ڈرائیور کی جیب میں اچھی خاصی رقم ہے۔ اور اس کا خیال سو فیصد درست ثابت ہوا کیونکہ جب اس کا ہاتھ باہر آیا تو ایک نوٹ عمران کی مٹھی میں بند ہو چکا تھا۔

جناب میں نے انجین روڑ پر جا لیا ہے۔ اگر آپ مجھ پر مہربانی کر سکیں تو۔۔۔ عمران نے بڑے مودبانہ لہجے میں کہا۔

”اوہ!۔۔۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ آپ ہمارے معزز گاہک ہیں۔ مہربانی کیسی۔ میں بصد شوق آپ کی خدمت کر دوں گا۔“ ڈرائیور نے کہا اور پھر تیزی سے اس نے ٹیکسی کا پچھلا دروازہ کھول دیا۔

”ارے نہیں۔ مجھے فرنٹ سیٹ پر بیٹھنے میں لطف آئے۔“ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور ڈرائیور نے سر ہلاتے ہوئے دروازہ بند کیا اور پھر تیزی سے سڑک وہ کار کی دوسری سائڈ پر گیا اور اس نے فرنٹ سیٹ کا دروازہ

منہیں کہا تھا۔ اس لئے عمران وہیں کھڑا بارہ ٹرک پر سے ٹرک لک تیزی سے گزر رہا تھا اور عمران اب غور سے گزرنے والی کاروں کو دیکھ رہا تھا۔ اس کا انداز اب تھا کہ جیسے ٹرک پر گزرنے والی کاروں میں سے اپنے لئے کوئی کار پسند کرنے کی جدوجہد کر رہا ہو لیکن چہرہ ٹھیک میں ہونے والے ٹھیکے سے وہ چونک کر مڑا۔ وہ نوجوان دوبارہ باہر نکل آیا تھا لیکن اس کا انداز اس بار اتنا ہی مودبانہ تھا۔

”تشریف لائیے پرنس! ڈاکٹر صاحب آپ کے منتظر ہیں“

نوجوان نے مودبانہ ہنسی میں کہا۔

اور پھر نوجوان کے پیچھے چلتا ہوا عمران پہلک کی چوٹی ٹیسی کھڑکی سے ہو کر اندر داخل ہو گیا۔ کوٹھی خاصی وسیع و عریض تھی اس کا لان انتہائی خوبصورت انداز میں سجا ہوا تھا۔ پورچ میں ایک قیمتی کار بوندھی تھی۔ عمران تیز تیز قدم اٹھاتا پورچ کے قریب سے گزرتا ہوا برآمدے میں پہنچا تو وہاں اس نے ایک بوڑھے کو کھڑا دیکھا۔ بوڑھے کے سر کے دونوں کناروں پر سفید بالوں کی جھالری تھی باقی سرانڈے کی طرح صاف تھا۔ قد لمبا تھا لیکن جسم اتنا بڑا تھا کہ شاید ڈھاکہ کی محل کے تھان کی طرح انگوٹھی میں سے گزر سکتا تھا۔ اس نے ایک قیمتی گاؤں پہنا ہوا تھا۔ اس کی مونچھیں اور جھینریں تو ایک طرف، پلکیں تک سفید تھیں لیکن آنکھوں میں بے پناہ جھمک تھی اور چہرہ کسی نوجوان کی طرح تروتازہ اور سرخ و سفید تھا جیسے اس نے مصنوعی مونچھیں، جھینریں اور پلکیں لگا رکھی ہوں۔ اس کی تیز نظریں عمران پر جمی ہوئی تھیں۔ اس کے ساتھ تین قوی ہیکل نوجوان کھڑے ہوئے تھے جن کی بغلوں میں مشین گنیں لٹک رہی تھیں۔

”کون ہو تم؟“ بوڑھے چہرے نے پختی مولی آواز میں پوچھا۔ یہ ڈاکٹر کسی تھا۔ فن لینڈ کا مشہور سائنسدان۔ لیکن اس کی فیلمز بناتے تھے وہ نباتات کا بین الاقوامی ماہر سمجھا جاتا تھا۔

”ارے تم ابھی تک گلاب کی تازہ شاخ کی طرح تروتازہ ہو۔ کیا بات ہے کسی بوٹی سے آب حیات اٹھ لگ گیا ہے؟“ عمران نے اپنے اصل بیچ میں کہا اور ڈاکٹر کسی اس کی آواز سن کر بے اختیار اچھل پڑا۔

ارے آواز تو پرنس کی ہی ہے مگر۔۔۔ ڈاکٹر کسی نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

”تو تمہارا کیا خیال تھا کہ پرنس اس پھیپھڑے لباس میں سیلبر یعنی یہاں آتا۔ اس چنچر لباس کے لئے ایسے ہی پھیپھڑے آپ کی ضرورت تھی۔“ عمران نے سسکتے ہوئے جواب دیا اور اب ڈاکٹر کا شک مکمل طور پر دور ہو گیا تھا۔

”خوش آمدید پرنس!۔۔۔ خوش آمدید!۔۔۔ یہ میری خوش قسمتی ہے کہ تم سے ایک بار پھر ملاقات ہو گئی۔“ ڈاکٹر نے آگے بڑھ کر عمران سے جبرور انداز سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔

خوش قسمتی تو ڈاکٹر کسی کا دوسرا نام ہے۔۔۔ میں نے تو کم از کم اپنے گھر میں پڑی ہوئی ڈکنری میں خوش قسمتی کا لفظ کاٹ کر وہاں ڈاکٹر کسی لکھ رہا ہے۔۔۔ عمران نے جواب دیا اور ڈاکٹر کسی کا چہرہ مچولی کی طرح کھل اٹھا۔

”ادہ ہوائے!۔۔۔ تم واقعی نہیں بدلے۔“ ڈاکٹر کسی نے منہ سے ہوئے کہا اور پھر وہ اُسے لئے ہوئے عمارت کے اندر چلا گیا۔

تھوڑی، ریلوے ایک بڑے سے کمرے میں پہنچ گئے۔ جہاں قیمتی
صوفے، پڑے ہوئے تھے۔ اور عمران نے وہاں پہنچ کر اپنے جسم پر لہا ہوا
اور کوٹ آٹھنیکا۔ اُسے اور کوٹ پہن کر بڑی کونستی جوہری بھی لیکیں
وہ مجبور تھا۔

”ہائیں!۔۔۔ ہسپتال کی یونیفارم اور پٹیاں۔ یہ کیا چکر ہے۔ کیا
زخمی ہو گئے تھے۔۔۔ ڈاکٹر نے چونکے ہوئے کہا۔
”گھن چکر ہے ڈاکٹر! گھن چکر۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے
جواب دیا۔

”گھن چکر۔ وہ کیا ہوتا ہے۔۔۔ ڈاکٹر شاید گھن چکر کا محاورہ سمجھ
نہ سکا تھا۔

”جس طرح ڈکشنری میں خوش قسمتی کی بجائے ڈاکٹر کو کسی لکھا ہوا ہے اسی
طرح پرلٹ کی جگہ گھن چکر لکھا ہوا ہے۔ یعنی بڑا چکر۔ بس چکر ہی چکر۔
عمران نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”ارے یہ بات ہے۔ آؤ میرے ساتھ۔۔۔ ڈاکٹر کو کسی کے گھر میں
کوئی زخمی نہیں رہ سکتا۔۔۔ ڈاکٹر نے اٹھ کر عمران کا بازو پکڑتے ہوئے کہا۔
”کیا مطلب۔ کیا اب مجھے جگانا چاہتے ہو۔ غلطی ہوئی اور کوٹ
آٹھنے کی۔۔۔ عمران نے سہمے ہوئے بلبلے میں کہا۔

”شریر!۔۔۔ میرا یہ مطلب نہیں تھا۔ میرے پاس ایسی بوٹیوں کے رس
ہیں کہ ایک لمحے میں گہرے سے گہرے زخم مندمل ہو جاتے ہیں۔ آؤ میرے
ساتھ۔۔۔ ڈاکٹر کو کسی نے ہنستے ہوئے کہا اور پھر وہ عمران کو لئے مختلف
دوا دواؤں سے گذرتا ہوا ایک بڑے سے کمرے میں پہنچ گیا۔ یہاں دیواروں

کے ساتھ المایاں موجود تھیں جن میں مختلف سائزوں میں بے شمار شیشاں اور
توہیں پڑی تھیں۔ ایک طرف گلے رکھے ہوئے تھے جن میں غیب و غریب قسم
کے پودے آگے ہوئے تھے۔ کمرے کے درمیان میں ایک بڑی سی پنچ اور اس
نے ساتھ چند کرسیاں پڑی تھیں۔

”کپڑے آٹھ کر اس پنچ پر لیٹ جاؤ۔۔۔ ڈاکٹر کو کسی نے بڑے سنجیدہ
صوت سے کہا۔

”کیوں۔ اس پنچ کو پڑے پسند نہیں ہیں۔۔۔ عمران نے مسکراتے
صوت سے کہا۔ لیکن ساتھ ہی اس نے بوشرٹ آٹھنی شروع کر دی۔ اور پھر ڈھیلٹا
سا پا جامہ آٹھ کر عمران واقعی پنچ پر لیٹ گیا۔ اب اس کے جسم پر صرف اندر و سر تھا
ڈاکٹر نے سوچ بورت پورے ایک بجن دیا تو پنچ کے عین اوپر انتہائی تیز
مدنی والا بلب جل اٹھا۔

عمران کے بازوؤں پر مختلف جگہوں پر پٹیاں بندھی ہوئی تھیں۔ اسی طرح
بانی جسم بھی تقریباً پٹیوں میں لپیٹا ہوا تھا۔ صرف چہرہ اور گردن بچ گئی تھی۔ ڈاکٹر
نے ایک کرسی گھسیٹی اور اُسے پنچ کے ساتھ رکھ کر اس نے بڑی مہارت سے
پٹیاں کھولنی شروع کر دیں۔ پورے جسم پر لپیٹی ہوئی پٹیاں کھولنے کے بعد
اس نے عمران کے جسم پر موجود بے شمار زخموں کو غور سے دیکھا شروع کر دیا
وہ چند لمحے غور سے زخموں کو دیکھا۔ پھر اٹھ کر ایک الماری کی طرف بڑھا۔
اس نے الماری میں سے ایک لمبی گردن والی بوتل اٹھائی جس میں ہلکے سبز
رنگ کا مخلول موجود تھا۔ بوتل اٹھا کر وہ واپس کرسی پر آ بیٹھا اور پھر اس نے
بوتل کا ڈھکن کھول کر بوتل کے منہ کو عمران کے جسم پر پلٹ دیا۔ بوتل کے منہ
سے سبز رنگ کے مخلول کی دھار سی نکل کر عمران کے جسم پر پڑی اور تیزی سے ہسپتاتی

چلی گئی۔

ڈاکٹر نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔
 "کمکی نہیں ہوگا ڈاکٹر۔ کام کی کہتے ہوں گے۔ یعنی کام آنے والی
 وٹی۔" عمران نے اٹھ کر بیٹھتے ہوئے کہا اور ڈاکٹر اس کی اس
 وضاحت پر بے اختیار ہنس پڑا۔

"اب تم نہالو۔ میں تمہارے لئے لباس کا بندوبست کرتا ہوں۔ یہ سادہ
 جی ہاتھ روم ہے۔" ڈاکٹر نے ایک دروازے کی طرف اشارہ کرتے
 ہوئے کہا اور عمران سے رھلاتا ہوا ہاتھ روم کے دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔
 نئے واقعی اس وقت منہلے کی شدید ضرورت محسوس ہو رہی تھی۔ بوٹی
 کے محمول نے جسم پر چھپا ہوا سی پیکر دی تھی۔ ہاتھ روم انتہائی جدید انداز
 میں بنایا گیا تھا اور خاصا سافٹ تھا۔ اس لئے عمران نے جی بھر کر غسل کیا
 اور پھر تولیہ پیٹھے وہ باہر آیا تو ڈاکٹر اپنی کرسی پر موجود تھا۔ البتہ سادہ والی
 کرسی پر ایک نیا لباس پڑا ہوا تھا۔

"یہ لباس یقیناً تمہارے جسم پر پورا اترے گا۔" ڈاکٹر نے لباس
 خاکر عمران کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔
 "اترے گا نہیں۔ بلکہ چرچے گا۔" عمران نے لباس لیتے ہوئے
 کہا اور ڈاکٹر بے اختیار ہنس پڑا۔

عمران لباس نے واپس ہاتھ روم میں آیا اور تھوڑی دیر بعد جب وہ لباس
 پہن کر واپس آیا تو لباس اس پر خاصا چرچ رہا تھا۔ وہ لباس واقعی اس کے
 لیے تھا۔

"اب اگر وہاں آئیے کلورائیڈ کا محمول بھی مل جائے تو میں یہ سیک آپ صاف
 کر دوں۔" عمران نے ڈاکٹر سے مخاطب ہو کر کہا۔

ڈاکٹر نے بول ساتھ والی کرسی پر کبھی اور پھر اس کی پتل پتلی انگلیاں تیزی
 سے عمران کے جسم پر چلنے لگیں۔ وہ محمول کو بڑی مہارت سے عمران کے جسم
 پر پھیلا رہا تھا۔ تھوڑی ہی دیر میں اس نے وہ محمول عمران کے پورے جسم پر
 اچھی طرح مل دیا۔ عمران کی پشت، بازو، ٹانگیں غرضیکہ پورا جسم بکے سبز رنگ
 کے محمول سے تر ہو گیا۔

بول تقریباً آدھی سے زیادہ خالی ہو چکی تھی جب محمول عمران کے پورے
 جسم پر پھیل گیا تو ڈاکٹر نے بول کا دھکن بند کیا اور پھر اسے اٹھا کر واپس
 الماری میں رکھ دیا۔ اس کے بعد اس نے الماری کا نچلا خانہ کھول کر اس میں
 سے روئی کا ایک بڑا بندل نکالا اور اسے لیکر واپس کرسی پر آ بیٹھا۔ اس کے
 بعد اس نے روئی کی مدد سے عمران کے جسم سے محمول صاف کرنا شروع
 کر دیا۔ اس محمول کی خاصیت واقعی حیرت انگیز تھی کیونکہ جہاں جہاں سے
 محمول صاف ہوا تھا وہاں سے عمران کے جسم پر موجود زخم نہ صرف مندمل
 ہو چکے تھے بلکہ ان کے نشانات تک غائب ہو گئے تھے۔

تھوڑی دیر بعد ڈاکٹر نے عمران کا پورا جسم روئی کی مدد سے صاف کر دیا
 اور عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے جسم پر کبھی نہ زخم آیا ہی نہ ہو۔

"حیرت انگیز ڈاکٹر۔ یہ تو واقعی حیرت انگیز محمول ہے۔" عمران نے
 اس بار پُر غلوس لہجے میں کہا۔

"یہ ایمنز کے جنگلوں میں پائی جانے والی ایک نایاب بوٹی کا محمول ہے۔
 اس کی حیرت انگیز خاصیت تم نے دیکھ ہی لی ہے پرلنس!۔" وہاں رہنے والے
 جنگلی اس بوٹی کی باقاعدہ پوجا کرتے ہیں اور اپنی زبان میں اسے کمکی کہتے ہیں۔"

”اوه اچھا۔ میں ابھی لا دیتا ہوں۔“ ڈاکٹر نے کہا اور تیزی سے
وایت طرف دیوار کے ساتھ کھڑی ہوئی الماری کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

چند لمحوں بعد وہ سونا سنڈکھو رائیڈ کی بوتل اٹھائے واپس آگیا اور عمران
بوتل لئے ایک بار پھر ہاتھ روم میں پہنچ گیا۔ تھوڑی دیر بعد جب وہ باہر
آگیا تو اب وہ اپنی اصل شکل میں تھا۔

گڈ!۔ اب یہ مشروب پی لو۔ تمہاری طاقت بحال ہو جائے گی۔
ڈاکٹر نے پیچ پر رکھے ہوئے ایک جام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا جس
میں سنبھلے رنگ کا مھول بھرا ہوا تھا۔

عمران نے مسکراتے ہوئے جام اٹھایا اور پھر وہ اسے غٹ غٹ پیتا چلا گیا۔
مشروب بے حد ذائقہ دار تھا۔ جام ختم کر کے اس نے اسے واپس پیچ پر رکھ
دیا۔ واقعی جام پیتے ہی اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کے جسم میں توانائی
کی لہریں سی دوڑنے لگی ہوں۔

”یہ اب حیات تو نہیں ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
”ایسے ہی سمجھ لو۔“ ڈاکٹر نے بھی مسکراتے ہوئے جواب دیا اور پھر وہ
دونوں ایک دوسرے کے پیچھے چلتے ہوئے لیبارٹری سے نکل کر ایک اور
کمرے میں پہنچ گئے۔

یہ کمرہ دفتر کے سے انداز میں سجایا گیا تھا۔ ڈاکٹر کے اشارے پر عمران ایک
آرام کرسی پر بیٹھ گیا۔ جب کہ ڈاکٹر نے میز کے پیچھے کھڑی ہوئی اونچی نشست
والی کرسی سنبھال لی۔

”اب بتاؤ پرنس!۔ کیسے آنا ہوا۔؟ اور زخمی کیسے ہوئے۔“ ڈاکٹر
نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”پاور لیڈ کا نام کبھی سنا ہے ڈاکٹر۔“ عمران نے جواب دینے
کی بجائے الٹ سوال کر دیا۔

”پاور لیڈ۔ نہیں تو۔ میں تو یہ نام پہلی بار اس رات سنا۔ کیا یہ
بوتل نیا ملک ہے۔“ ڈاکٹر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہاں!۔ ایک نیا ملک ہے۔ لیکن مجرموں کا ملک۔ جہاں دنیا کو تباہ
کرنے اور اس پر حکومت کرنے کے لئے خوفناک ہتھیار تیار کئے جارہے ہیں
ان لوگوں نے پوری دنیا سے محروم سائنسدانوں کو اغوا کیا ہے اور ان سے کام
لے رہے ہیں۔“ تم بھی گزشتہ بات کے ڈاکٹر نے ہوتے تو شاید اب تک

پاور لیڈ پہنچ چکے ہوتے۔ بہر حال میں اس پاور لیڈ کے خطرے سے
دنیا کو بچانے کے لئے آیا ہوں۔“ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں
جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اکیلے۔“ ڈاکٹر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
”نہیں۔ پوری ٹیم کے ساتھ۔“ عمران نے جواب دیا۔

”اوه!۔ تو کیسے والا چکر اٹھی تمک چل رہا ہے۔ بڑی ہمت
ہے تمہاری کہ اس قدر اصرار چکر کو سنبھالے ہو۔“ ڈاکٹر نے
مسکراتے ہوئے کہا۔

”بڑا جان جو کھوں کا کام ہے ڈاکٹر!۔ اگر کہو تو تمہیں ایکن تھری بنا دوں
عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا کیونکہ ڈاکٹر کو کسی اس کے اصل روپ
کو جانتا تھا۔ ایک کس کے سلسلے میں عمران کو اس کی ضرورت پڑی تھی اور

پھر اتفاق سے وہ اس کی اصل حیثیت سے واقف ہو گیا تھا۔ لیکن چونکہ
عمران جانتا تھا کہ ڈاکٹر کو کسی کا مدفن ہے اس لئے عمران نے

کا ایک فیصد بھی جانس نہ رہتا۔ اس نے اپنے گروپ میں انتہائی دلیر و بہیمانہ اور
 وفادار لوگ بھرتی کر رکھے تھے۔ جنہیں آہی بڑی بڑی تنخواہیں دی جاتی تھیں کہ
 آسمان و خد شائد ایچ کیا کے صدر کے نصیب میں نہ تھا۔ وہ انتہائی ٹھٹھا
 سے زندگی گزارتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ وہ ڈاکٹر وکسی کے حکم پر آگ کے سمنڈ
 میں بھی چھلانگ لگانے سے دریغ نہ کرتے تھے۔ گزشتہ دس سالوں سے
 ڈاکٹر وکسی نے اپنی مستقل رائلش فن لینڈ میں اختیار کر رکھی تھی۔ یہی وجہ
 تھی کہ فن لینڈ کا ذکر آتے ہی عمران کو ڈاکٹر وکسی یاد آگیا اور پھر اس نے
 بڑی آسانی سے اس کی رائلش گاہ معلوم کر لی تھی تاکہ کسی بھی ضرورت کے
 وقت اس کی رائلش گاہ اور بذات خود اس کے گروپ کو استعمال کر سکے۔

ارے نہیں بولو! — میں باز آیا — مجھے بس ڈاکٹر وکسی ہی بسنے
 دو۔ اور ہاں! — تم نے پاورسینڈ کے متعلق تفصیل نہیں بتائی —
 مجھے اس سے دلچسپی ہوئے لگی ہے۔ ڈاکٹر وکسی نے خستہ ہوئے
 جواب دیا اور عمران نے پاورسینڈ کے متعلق جو تفصیلات اسے معلوم تھیں
 ڈاکٹر کو بتادیں۔

تولیڈی ایٹھ اسے پاور لینڈ کی سربراہ ہے۔ ڈاکٹر وکسی نے مسکراتے
 ہوئے کہا۔

اب تک تو وہی سامنے آئی ہے۔ عمران نے جواب دیا۔
 اب تمہارا پروگرام کیا ہے۔ تمہارے بیان کے مطابق بغیر ٹرانسپٹ
 ہوئے پاورسینڈ میں گھسا نہیں جاسکتا۔ اور وہاں گئے بغیر اسے کیسے
 تباہ کیا جاسکتا ہے؟ — ڈاکٹر وکسی نے اس بارغیرہہ الجھے میں کہا۔
 اسی لئے تو میں یہاں فن لینڈ آیا ہوں۔ مجھے کسی نہ کسی طرح

پرواہ نہ کی تھی۔

ڈاکٹر وکسی سے عمران کی پہلی ملاقات آکسفورڈ کے زٹنہ میں ہوئی تھی
 آکسفورڈ یونیورسٹی میں ڈاکٹر وکسی شعبہ نباتات کا ہیڈ آف ڈیپارٹمنٹ تھا۔
 انتہائی ذہین، شوخ و شنگ اور شگفتہ ذہن رکھنے کی وجہ سے عمران کے
 ساتھ اس کا گہری جھنجھٹ لگی اور پھر وہ ایسے دوست بن گئے کہ ان کی دوستی
 کی مثالیں دی جاتی تھیں۔

آکسفورڈ سے آنے کے بعد بھی ڈاکٹر وکسی سے کبھی کبھار ملاقات ہو جایا
 کرتی تھی۔ اس لئے ان کی دوستی برقرار رہی۔

ڈاکٹر وکسی یوں تو نباتات کا ماہر تھا لیکن اس کے ساتھ ساتھ اُسے
 کرناٹولوجی سے بھی بے حد دلچسپی تھی۔ خاندانی رتیں ہونے کی وجہ سے اُسے
 مال و دولت کی کبھی پرواہ نہ رہی تھی۔ چینی اور ایکریامیں وہ کئی بڑے بڑے
 زرعتی فارموں کا مالک تھا۔ لاطینی اکریامیں اس کی ملکیت میں سونے کی
 کئی کانیں تھیں۔ اس نے پکا شادی نہ کی تھی۔ اس لئے وہ اکیلا ہی رہتا
 تھا۔ زیادہ تر وہ دنیا کے ایسے علاقوں کے دورے پر رہتا تھا جہاں گھنے
 جنگل ہوں۔ ان جنگلات میں موجود سخت سے سختی بڑے درختوں کے
 رہتا۔ اس کے ریسرچ پیپر دنیا کے بڑے بڑے اخبارات میں چھپتے رہتے تھے
 اور اُسے متعلقہ طور پر نباتات کا بین الاقوامی ماہر سمجھا جانے لگا تھا۔ لیکن اس
 کی ایک اور حیثیت عمران ہی جانتا تھا۔ ڈاکٹر وکسی نے ایک مخصوص گروپ
 بنایا ہوا تھا جب وہ اپنی ریسرچ سے تھک جاتا تو وہ جرائم کی دنیا کا رُخ کرتا۔
 اور پھر کسی بڑے مجرم یا بین الاقوامی تنظیم کی شامت آجاتی۔ ڈاکٹر وکسی اس
 مجرم یا تنظیم کے خلاف ایسی ذہانت سے جال بچھا تاکہ پھر اس کے پیچ نکلنے

ٹرالنٹ فیروز حاصل کرنا ہے۔" عمران نے جواب دیا۔

پھر اس سے پہلے کہ ڈاکٹر کوئی جواب دیا، کمرے کے دروازے پر ایک نوجوان نظر آیا۔
"کیا بات ہے وئی؟" ڈاکٹر نے اُسے چونک کر دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"باس!۔ ہماری کونٹری کی نگرانی کی جادہ سی ہے!۔ آنے والے نے جواب دیا۔
"اوہ کیسے؟" ڈاکٹر نے چونکتے ہوئے پوچھا۔ عمران بھی نگرانی کا سن کر چونک پڑا۔

"سر!۔ سامنے والی کوٹھی عرصے سے خالی پڑی ہوئی تھی۔ لیکن معذرتی دیر پہلے سے وہاں ایک نوجوان نظر آ رہا ہے۔ وہ بڑے پراسرار طریقے سے ایک طاقتور دواؤں کی مدد سے کوٹھی کے اندر جھانک رہا ہے۔ وئی نے جواب دیا۔

"اوہ!۔ تم دو آدمیوں کو لے کر جاؤ اور اسے یہاں لے آؤ۔ میں دیکھتا ہوں کہ وہ کیا چیز ہے۔" ڈاکٹر کسی نے سخت الجھے میں کہا۔
"نہیں ڈاکٹر!۔ اس طرح تو کھیل سامنے آجائے گا۔ تمہارے آدمی صرف اس کی نگرانی کریں تاکہ پتہ چلے کہ وہ کیا جانتا ہے اور اس سے ملنے والے لوگ کون ہیں۔ اس کے بعد کوئی فیصلہ کیا جاسکتا ہے۔" عمران نے فوراً قطع کلامی کرتے ہوئے کہا۔

"ادکے۔ ٹھیک ہے۔ وئی!۔ جو کچھ پرنس نے کہا ہے اس کی حرف بحرف تعمیل کی جائے۔" ڈاکٹر کسی نے کہا اور وئی ادب سے

سرجھکنا ہوا مڑ کر کمرے سے باہر چلا گیا۔

"تم کام کو طویل دیکھ کے عادی ہو۔ میں ابھی اُسے بلو کر سب کچھ مھوالتیہ۔" ڈاکٹر کسی نے کہا۔
"اس طرح سپنس ختم ہو جاتا ہے ڈاکٹر۔ ایک مہرہ بٹ جانے سے ساری گیم نہیں جیتی جاسکتی۔" عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور ڈاکٹر کسی سر ہلانے لگا۔

عمران نے میز پر بڑے ہوئے ٹیلیفون کو اپنی طرف کھسکایا اور پھر اس نے نبر فائل کرنے شروع کر دیتے۔

"کسے فون کر رہے ہو؟" ڈاکٹر نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔
"اپنی مستقبل کی بیوی کو۔ میں اُسے بتا چاہتا ہوں کہ میں مرا نہیں زندہ ہوں۔ ایسا نہ ہو کہ وہ میری موت کی خبر سنتے ہی فوراً کسی اور سے شادی بچالے۔" عمران نے بڑے بخیہ لہجے میں کہا اور ڈاکٹر زیر لب مسکراتے لگا۔

"سٹی چارونگ ٹول۔" چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک سوانی آواز رسیور پر ابھری۔
"کمرہ نمبر ایک سو بارہ۔" مس ریٹا سے ملو اویں۔" عمران نے بڑے باوقار لہجے میں کہا۔

"ہولڈ آن کریں جناب۔" دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران خاموش ہو گیا۔

"میس ریٹا سپیکنگ۔" چند لمحوں بعد رسیور پر جویا کی آواز سنائی دی۔

ریٹھا۔ ارے اب ریچا بھی نام ہونے لگ گئے ہیں۔ اب تک تو اس سے کڑے دھوئے جاتے تھے۔ اگر یہی حال ہوا تو کل تک ڈرائی کھینچ بھی کسی کا نام ہوگا۔“ عمران کی زبان چل پڑی۔ اس کی آنکھوں میں شرارت بھری چمک تھی۔ اور دھوکا تو کسی کے چہرے پر بھی ہنسی چھوٹی پڑ رہی تھی۔

”تم۔ تم۔ تم کو کڑو۔ تم کہاں ہو۔“ جولیا کا لہجہ بوکھلایا ہوا تھا۔ اور وہ عمران کا نام لیتے لیتے ترک گئی۔

”جہاں مجھ جیسے عاشق ہو سکتے ہیں۔ ایک ویرانہ ہے۔ میرے چاروں طرف چھپلا ہوا حنا گاہ تک ویرانہ۔ یہاں ریت کے بگولے رخص کر رہے ہیں۔۔۔ باد صحر کی سرسراہٹ کانوں میں رس گھول رہی ہے اور بھی لیموں کا انتہائی ترش۔ اور لیموں بھی کاغذی۔ اخباری کانٹا کا بنا ہوا۔“ عمران کی زبان ایک بار پھر کھل گئی۔

”جو اس مت کرو۔ سونے ٹر ٹر کرنے کے تہیں اور بھی کچھ آتا ہے۔ کیپٹن شکیل پولیس کی حراست میں ہے۔ صفدر غائب ہے۔ جو انا اور جوزف ہسپتال میں زخمی پڑے ہوئے ہیں۔ ان کی کار پر بم پھینکا گیا تھا۔“ جولیا نے اس کی بات کاٹتے ہوئے انتہائی تیز لہجے میں کہا۔ غصے کی حالت میں اُسے فحشی نام بھی بھول گئے تھے اور وہ اب ان سب کے اصل نام ہی لئے جا رہی تھی۔

”تم نے شاید اب مراقبہ شروع کر دیا ہے۔ یا پھر تم پر الہام ہونے لگا ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”الہام نہیں ہے۔ صدیقی اور چوہان شہر کی سیر کرتے پھر رہے تھے

کہ انہوں نے ایک پولیس وین میں کیپٹن شکیل کو جنرل ہسپتال سے نکلنے دیکھا۔ انہوں نے مزید معلومات کیں تو پتہ چلا کہ جو انا اور جوزف ہسپتال میں موجود ہیں۔ وہ دونوں شدید زخمی ہیں۔ ان کی کار پر بم پھینکا گیا تھا۔ صفدر اور کیپٹن شکیل کھٹے ہی گئے تھے۔ کیپٹن شکیل کو پولیس اس لئے گرفتار کر کے لے گئی ہے کہ اس نے اس کمرے میں گولیاں برسائی جا رہی تھیں جن میں جوزف اور جو انا موجود ہیں۔ صفدر کی طرف سے کوئی اطلاع نہیں ہے۔ کیپٹن شکیل کو پولیس ہیڈ کوارٹر کے کسی خفیہ مقام پر لے جایا گیا ہے۔ بس کا پتہ نہیں چل رہا۔“ جولیا نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”مزید معلومات کے لئے سُن لو کہ میں بھی اسی کار میں تھا جس میں جوزف اور جو انا تھے۔ میں بھی زخمی ہو کر ہسپتال پہنچا اور جس وقت صفدر اور کیپٹن شکیل نے ہمارے کمرے پر حملہ کرنے والوں کو روکا تو میں وہاں سے فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا۔ صفدر یقیناً کسی کے پیچھے گیا ہوگا۔ وہ اطلاع دے گا۔ تم ایسا کر کہ صدیقی اور چوہان کی ٹیولیٹی لگا دو کہ ان حملہ آوروں کے بارے میں مزید معلومات حاصل کریں۔“ عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”حملہ آوروں کے بارے میں۔“ اوہ۔ تو وہ حملہ آور تھے۔ ایک آدمی چوتھی منزل سے گر کر ہلاک ہو گیا ہے اور دوسرا فراہ ہو گیا۔ ہلاک ہونے والے کی لاش پولیس ہیڈ کوارٹر میں ہے۔“ جولیا نے مزید بتایا۔

”اس ہلاک ہونے والے کے بارے میں مجھے مکمل معلومات چاہئیں۔ یہ معلومات حاصل ہوتے ہی۔ یا صفدر کی طرف سے کوئی اطلاع ملے

”فی الحال تو آوارہ گردی کا پروگرام ہے۔ اگر پولیس نے پکڑ لیا تو آپ ضمانت تو کرا ہی لیں گے“ عمران نے جواب دیا۔
”میں سمجھ گیا۔ تم پولیس ہیڈ کوارٹر جانا چاہتے ہو“ ڈاکٹر وکسی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”آپ تو ابھی تک سمجھدار ہیں۔ ورنہ میرا تو خیال تھا کہ بڑھا پا انسان کو سٹھیا دیتا ہے“ عمران نے کہا۔

”سنو!۔ میرا یہاں خاصا اثر و رسوخ ہے۔ اگر چاہو تو میں پولیس ہیڈ کوارٹر سے تمہاری مطلوبہ معلومات حاصل کر سکتا ہوں“ ڈاکٹر وکسی نے کہا۔

”ارے نہیں ڈاکٹر!۔ یہ غلطی نہ کرنا۔ اس طرح تم بھی نظروں میں آجاؤ گے۔ جب تمہاری ضرورت ہوگی تو میں خود تباہ دوں گا۔ البتہ میں نے اپنے دو ساتھی جیشیوں کو کہہ دیا ہے کہ انہیں جب ہسپتال سے فراغت ہو وہ تمہارے پاس آجائیں۔ کوڈ ایکسٹری استعمال ہوگا۔ تم انہیں رکھ لینا۔“ عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ ہو جائے گا۔ بہ حال میرا گرد پ حاضر ہے جس دقت چاہو اسے استعمال کر سکتے ہو“ ڈاکٹر وکسی نے بڑے خلوص سے بھر پور جواب دیا۔

اسی لمحے سوگی ماتہ میں میک آپ باکس لئے کمرے میں داخل ہوا۔ اس نے بڑے موڈاً انداز میں باکس ڈاکٹر کے سامنے میز پر رکھ دیا اور پھر ڈاکٹر کے اشارے پر باہر چلا گیا۔ اس کے باہر جاتے ہی عمران نے میک آپ باکس کھولا۔ باکس میں میک آپ کا جدید ترین سامان موجود تھا۔ باکس میں موجود

ہی تم۔ زیر و العلون زیر و فون نمبر پر مجھے اطلاع دوگی۔ اگر میں موجود نہ ہوں تو پیغام دے دینا۔ کوڈ ایکسٹری استعمال کرنا“ عمران نے کہا۔

”یکس کا نمبر ہے“۔ ہجولیل نے پوچھا۔
”کسی ڈاکٹر وکسی کا ہے“ عمران نے جواب دیا اور ڈاکٹر وکسی اپنے نام کے ساتھ کسی کا اضافہ من کر مسکرایا۔

”اور کے“۔ دوسری طرف سے ہجولیل نے جواب دیا اور عمران نے ریور رکھ دیا۔

”اب مجھے میک آپ باکس مہیا کر دو ڈاکٹر۔ تاکہ میں فیلڈ میں کام کر سکوں۔ تمہارے پاس بیٹھے بیٹھے تو مجھے دیک لگ جائے گی“۔
عمران نے ریور رکھتے ہی ڈاکٹر سے مخاطب ہو کر کہا۔

”فکرنہ کر دو۔ دیک کا علاج میرے پاس ہے“۔ ڈاکٹر نے مسکراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے سامنے رکھی ہوئی سڑک کے کنارے پر نصب ایک مین دبا دیا۔

چند لمحوں بعد ایک نوجوان کمرے میں داخل ہوا۔
”وئی کہاں ہے سوگی“۔ ڈاکٹر نے آنے والے سے پوچھا۔
”وہ چارمنگ اور ڈونٹی کو لے کر سامنے والی کوٹھی کی بنگران کے لئے گیا ہوا ہے“۔ آنے والے سوگی نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔ میک آپ باکس لے کر آؤ“۔ ڈاکٹر نے کہا اور نوجوان سر ہلایا ہوا واپس موٹا۔

”اب تمہارا پروگرام کیا ہے۔ کچھ مجھے بھی تو بتاؤ۔ شاید میں تمہارے کام آجاؤں“۔ ڈاکٹر وکسی نے خنجریدہ لہجے میں کہا۔

آئیے کی مدد سے عمران نے وہیں پہنچ کر ہی میک آپ کرنا شروع کر دیا۔
 اس کے ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے چل رہے تھے۔ تقریباً دس منٹ بعد
 جب اس نے باکس بند کیا تو ڈاکٹر کے منہ سے بے اختیار نکل گیا۔
 ”تم واقعی جاؤ گے یو پرش! — اس قدر کامیاب میک آپ شاید ہی
 دنیا میں اور کوئی کر سکتا ہو۔“ ڈاکٹر کے لیے میں جس کا خضر نمایاں تھا
 ”گرگٹ میرا استاد ہے ڈاکٹر“ عمران نے مسکراتے ہوئے
 جواب دیا اور پھر اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ ڈاکٹر بھی ساتھ ہی اٹھا۔
 ”مجھے ایک کار چاہیے“ عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔
 ”آؤ میرے ساتھ“ ڈاکٹر نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور وہ دونوں
 آگے پیچھے چلتے ہوئے مکرے سے باہر نکل آئے۔

واکو — مارٹن کے کمرے سے نکلتے ہی سیدھا ہٹل برگنز پہنچا۔ رچرڈ
 نے چوری نیم وہاں موجود تھی۔ واکو نے رچرڈ کے مخصوص کمرے میں پہنچتے ہی
 خاکام پر مارکوس کو حاضر ہونے کا حکم دیا۔ اور پھر رچرڈ کی مخصوص کرسی پر بیٹھ
 گیا۔ وہ چونکہ رچرڈ کا نمبر نو تھا اس لئے رچرڈ کی عدم موجودگی میں گردپ کو
 دی کٹھنول کرتا رہتا تھا۔

چند لمحوں بعد ہی دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔
 ”یس سر“ — آنے والے نے مودبانہ لہجے میں کہا۔
 ”مارکوس! — تم کیفے شانی لاک پہنچو۔ وہاں دوسری منزل کے
 نمبر نمبرانیس میں ایک آدمی رہائش پذیر ہے۔ اس کا نام مارٹن ہے۔
 خوبصورت اور وجہ آدمی ہے۔ تم نے اس کی مکمل نگرانی کرنی ہے
 محل نگرانی کا مطلب سمجھتے ہونا“ — واکو نے سخت لہجے میں کہا۔
 ”یس سر! — میں اچھی طرح سمجھتا ہوں“ — مارکوس نے اطمینان

حتیٰ الوسع آواز بدلتے ہوئے کہا۔

”آپ کون صاحب ہیں۔ اور کہاں سے بول رہے ہیں؟“
دوسری طرف سے چونکتے ہوئے پوچھا گیا۔

”وقت مت ضائع کرو۔ ایک ایک لمحہ قیمتی ہے۔ جلدی ملو اور
دا کرنے چاہتے ہوئے کہا۔

”اچھا۔ ہواؤں آن کیجئے۔ انسپکٹر برگر سے بات کراتا ہوں۔ وہ
اس کیس کے انچارج ہیں۔“ دوسری طرف سے کہا گیا اور دا کر خاموش
ہو گیا۔

چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ہی ریسیور پر ایک اور آواز ابھری۔
”انسپکٹر برگر بول رہا ہوں۔“ بولنے والے کے بعد میں وقار تھا۔
لجے اور آواز سے ہی محسوس ہوتا تھا کہ وہ کوئی آفیسر ہے۔

”انسپکٹر برگر! میں ایک عام شہری ہوں۔ میں آپ کو ایک اہم
اطلاع دینا چاہتا ہوں۔ جس کا پر ہم چھینکا گیا تھا بمول برگر نے اس کے عقب
میں۔ اس کے مجرم کو میں اچھی طرح جانتا ہوں۔“ دا کرنے بعد
بہتے ہوئے کہا۔

”کون ہے وہ؟“ انسپکٹر برگر نے مختصر لفظوں میں سوال کرتے
ہوئے کہا۔

”اس کا نام ماٹن ہے۔ وہ کیفے شائی لاک کی دوسری منزل کے کمرہ
نمبر ۱۱ میں موجود ہے۔ اور جس کا سے ہم چھینکا گیا ہے وہ کار کیفے
کے پارکنگ میں موجود ہے۔ کارنٹے ماڈل کی جیگا رہے اور اس کا
نمبر لیون زیرو الیون زیرو ہے۔“ دا کرنے کہا۔

میں سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

جاؤ۔ اور سزا معمولی سی کوتاہی بھی ناقابل برداشت ہوگی۔ دا کرنے
کہا اور کار کو تین سر ہلاتا جا کر سے باہر نکلتا چلا گیا۔

اس کے جانے کے بعد وا کر چند لمبے بیٹھا سوچا رہا۔ ماٹن نے اُسے جس انداز
میں ذلیل کر کے کمرے سے نکالا تھا اس سے اس کے دل میں ایک کانٹہ سی
پکڑی تھی۔ لیکن سلسلہ متناہر ماٹن ہیڈ کو ٹڑکا آدمی تھا۔ اور ہیڈ کو ٹڑکے
آدمی پر ہاتھ ڈالنا اپنے آپ کو دت کے حوالے کرنے کے مترادف تھا۔ اس
لئے وہ کوئی الباط طریقہ سوچ رہا تھا جس سے اس مقام کی آگ بھی بجھ سکے اور
اس پر کوئی حرف بھی نہ آئے۔

اچانک اس کے ذہن میں ایک خیال بجلی کے کوندے کی طرح چمکا اور
اس کا چہرہ کھل اٹھا۔ اس نے میز پر پڑا ہوا فیلیفون اپنی طرف کھسکا۔ یہ
نمبر پر ڈونے کس پیوچ والوں کو جی رہی رشوت دے کر نکویا تھا۔ اس کا مذہب
نہ ہی ڈائریکٹری میں تھا اور نہ ہی اس سے کئے گئے فون کو چیک کیا جاسکتا
تھا۔ بلکہ اگر چیک بھی کیا جاتا تو کسی فون اونٹھ کا ہی نمبر ملتا۔

دا کرنے ریسیور اٹھا کر تیزی سے بزن فائل کرنے شروع کر دیے اور پھر
جیب سے رومان نکال کر اس نے ماؤتھ پیس پر رکھ دیا۔

”پولیس ہیڈ کو ٹڑ۔“ رابطہ قائم ہونے ہی دوسری طرف سے ایک
تیز آواز سنائی دی۔

”سنو!۔ جو شعبہ ہٹل برگر نے اس کے عقب میں کار پر ہم چھینکے جانے والے
کیس کی تفتیش کر رہے ہیں اس سے ملادو۔ میں نے اس سلسلے میں ایک
اہم اطلاع دی ہے۔“ دا کرنے رومان ماؤتھ پیس پر ہولے کے بازو

"لیکن ہم کیسے یقین کریں کہ واقعی کار پر بم چھپا گیا ہے۔ کیونکہ کار تو ہم پر دھتھی۔ اور پھر کوئی شہادت ایسی نہیں ملی جس سے ثابت ہو کہ اس پر بم چھپا گیا ہے۔" انسپکٹر نے جواب دیا۔

"یقین کرنا۔ یا نہ کرنا آپ کی مرضی ہے۔ آپ اس کار کی تلاشی لیں۔ ہو سکتا ہے اس میں کوئی مخصوص سسٹم موجود ہو جس سے کار کے اندر بم باندھا سکتا ہو۔ اور اگر آپ اس نمبر کو تلاش کر رہے ہیں جہاں سے میں نکل کر رہا ہوں تو آپ وقت ضائع کر رہے ہیں۔ میں ایک پبلک فون بوث سے کال کر رہا ہوں۔" واکر نے تیز بے میں کہا اور پھر اس نے جھٹکے سے سیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر کئی میسکاراٹ موجود تھی۔ اُسے معلوم تھا کہ اب پولیس حرکت میں آجائے گی اور پھر مارٹن کو جان بچانی مشکل ہو جائے گی۔ اس طرح مارٹن چھن بھی جائے گا اور اس کا نام بھی نہ آئے گا۔

چند لمحوں بعد واکر نے ایک اب پھر ٹیلیفون اٹھایا اور اس بار اس نے انکوائری کا نمبر گھمایا۔ انکوائری سے رابطہ قائم ہوتے ہی اس نے جنرل ہسپتال کے انکوائری سیل کا نمبر پوچھا۔ نمبر معلوم کرنے کے بعد اس نے کرڈیل دیا کہ وہی نمبر وائل کرنا شروع کر دیتے۔

"انکوائری جنرل ہسپتال۔" چند لمحوں بعد ہی دوسری طرف سے ایک آواز ابھری۔

"میں چیف رپورٹ ڈیوٹی میں۔ بول رہا ہوں۔ ہوٹل برگنز کے عقب میں کار کا حوالہ دیا تھا اس کے زخمیوں کی اب کیا پوزیشن ہے۔" واکر نے کہا۔

"ایک منٹ ہوٹل آن کیجئے پلیز۔" دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر کارنا موشس ہو گیا۔ البتہ اس کا دل عام معمول سے کہیں زیادہ زور سے جھٹکنے لگا تھا۔ کیونکہ ہر قسم کی خبر متوقع تھی۔

"جیلو۔" چند لمحوں بعد دوسری طرف سے آواز سیور میں ابھری۔ "میں پلیز۔" واکر نے کہا۔

ایک اور زخمی مر گیا ہے۔ وہ تعاقب تھا۔ پولیس رپورٹ کے مطابق اس کا نام رچرڈ تھا اور وہ مقامی غنڈہ تھا۔ انکوائری کلرک نے کہا۔ واکر کو ایک لمحے کے لئے یوں محسوس ہوا جیسے اس کا دماغ ٹن ہو گیا ہو اس کا باس رچرڈ مر گیا تھا۔

گنگ واکر مر گیا تھا۔ سیلو۔ سیلو۔ کیا آپ لائن پر ہیں۔؟ اس کے اس طرح ہوش ہو جانے پر دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"ہاں۔ میں لائن پر ہوں۔" بانی زخمیوں کی کیا پوزیشن ہے۔؟

فرار ہونے چاہتے ہوئے پوچھا۔ "بانی دو بجشی اور ایک اطالوی ہے۔ ایک بجشی ابھی بیہوش ہے لہذا سر پر چوٹ لگی ہے۔ جب کہ دوسرا بجشی اور اطالوی ہوش

نہیں کیجئے ہیں۔" دوسری طرف سے بتایا گیا۔ "اور کے۔" تحقیق کیو۔" واکر نے کہا اور پھر ڈھیلے ہاتھوں سے

ہو کر ڈیل پر رکھ دیا۔ اس کا چہرہ لٹک گیا تھا اور اُنہ انکھوں میں افسردگی تھی۔ دوسرے لمحے وہ ایک باہر چوٹ پڑا اور اس بار اس کے چہرے پر جسے مسرت کے تاثرات ابھرنے لگے۔ اُسے اچانک خیال آ گیا تھا کہ رچرڈ

کے مرنے کے بعد اب وہ یقیناً گروپ کا باس بن جائے گا۔ اس لحاظ سے
چرچوں کی موت اس کے لئے باعث مسرت تھی۔
داگ نے سوچا کہ مرنے والے تو واپس نہیں آیا کرتے۔ اس لئے ان
کا سوگ منانے کی بجائے اپنے باس بننے کے سلسلے میں کوئی کارروائی کا
جائے۔ چونکہ وہ بحیثیت نمبر نو چرچوں کے بے حد قریب تھا اس لئے اس
کا ہیڈ کوارٹر سے بھی اکثر رابطہ رہتا تھا۔

وہ تیزی سے اٹھا اور پھر کمرے کے ایک کونے کی طرف بڑھا چلا
گیا۔ کونے کے ساتھ ہی دیوار پر ایک تصویر آویزاں تھی۔ اس نے تصور
کو اٹھا کر ایک طرف کیا اور اس کے پیچھے دیوار پر لگے ہوئے ایک چھوٹے
سے بک بک باہر کی طرف کھینچا۔ بک کے باہر کھینچتے ہی کونے میں ایک چوڑے
سا دروازہ کھلتا چلا گیا۔

داگ نے تصویر اپنی جگہ واپس درست کی اور پھر تیزی سے اس چھوٹے
دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ دروازے سے سیڑھیاں نیچے اتر رہی تھیں۔
سیڑھیاں اترنے کے بعد وہ ایک چھوٹے سے کمرے میں پہنچ گیا۔ اس کمرے
کی دیوار کے ساتھ ایک بڑی سی مشین نصب تھی۔ جس کے درمیان
میں ایک بڑی سی سکریں نصب تھیں۔ داگ مشین کے سامنے رکھتے۔ جس
سٹول پر بیٹھ گیا۔ اور پھر اس نے تیزی سے مشین کا مین بٹن آن کر دیا۔
ہیڈ کوارٹر سے رابطے کی خصوصی مشین تھی۔ اور اس مشین کے ذریعے
ہیڈ کوارٹر سے رابطہ قائم کیا جاسکتا تھا۔

بٹن آن ہوتے ہی مشین میں زندگی کی لہر جاگ اٹھی اور اس پر
بڑے چھوٹے چھوٹے مختلف رنگوں کے بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگے۔

مشین کے درمیان سکریں پر بجلی کی لہریں سی کوہ نے لگی تھیں۔ چند لمحوں
بعد سکریں پر سرخ رنگ چھا گیا۔ اس سرخ رنگ میں مختلف رنگوں کا ہوا دارہ
تیزی سے پھیلنے اور مٹنے لگا۔ یہ اس بات کی نشانی تھی کہ ہیڈ کوارٹر سے رابطہ
قائم ہو گیا ہے۔

اب داگ سنبھل کر بیٹھ گیا۔ کیونکہ اُسے معلوم تھا کہ اب اُسے ہیڈ کوارٹر
کی سکریں پر دیکھا جا رہا ہوگا۔ اور وہاں کی مشین باتا نہ اس کی سکریننگ
کر رہی ہوگی۔

”ہیلو۔۔۔ ہیڈ کوارٹر ریسیگنگ یو“۔۔۔ چند لمحوں بعد مشین سے ایک
نھٹکھٹائی آواز آئی۔

”میں لنگ ڈاگ رچرڈ فرام چیز می کا نمبر نو داگر بول رہا ہوں“۔۔۔ داگ
نے بڑے مودبانہ لہجے میں کہا۔

”یس۔۔۔ ہنری فرام ہیڈ کوارٹر۔ کیا بات ہے۔۔۔ چرچو کہاں ہے؟“
بولنے والے کا لہجہ بیحد سخت اور ٹھنڈا ہو گیا تھا۔

”باس! لنگ ڈاگ ہلاک ہو چکا ہے۔ اس لئے میں نے آپ کو
بم ل کیا ہے تاکہ آپ کو رپورٹ دوں“۔۔۔ داگ نے جواب دیا۔

”چرچو ہلاک ہو گیا ہے۔۔۔ وہ کیسے“۔۔۔ تفصیلی رپورٹ دو۔۔۔ دوسری
طرف سے بولنے والے کے لہجے کو جھٹکا سا لگا تھا۔

”باس!۔۔۔ آپ نے چرچو کو ایک مشین سونپا تھا کہ پاکیش کے علی عمران اور
اس کی ٹیم کو ختم کرنا ہے۔ اس سلسلے میں ہر سب شہر میں پھیل گئے تھے
پھر میں اطلاع ملی کہ ماٹر کلر کا جونا ایک اور جملشی کے ہمراہ ایک طیارے
سے ایئر پورٹ پر اتر رہے۔۔۔ چنانچہ باس نے فوراً انہیں ہیڈ کوارٹر لے

آنے کا حکم دیا۔ چنانچہ ہمارے گرد و پ کے نیکی ڈائیور نے انہیں ہڈی کا ٹر پہنچا دیا۔ جہاں باس نے ان پر تشدد کر کے علی عمران کے متعلق پوچھا۔ لیکن مارٹر کلر کے جوان نے باس سے سودا بازی کر لی کہ وہ عمران سمیت تمام ٹیم کی شناخت کرانے پر تیار رہے بشرطیکہ اُسے اور اس کے جشی ساتھی کو پادری لینڈ کا شہری بنا دیا جائے۔ اس پر باس راضی ہو گیا۔ چنانچہ وہ ان دونوں کو لے کر اوپر اپنے دفتر میں آیا اور انہیں نگرانی کا حکم دیا گیا۔ اتنے میں ایک اطالوی یہاں کے مشہور غنڈے، شاری کے ہمراہ باس کے دفتر میں گئے اور پھر جب وہ واپس نکلے تو رچرڈ کو جوان نے کاٹھ سے پر لاوا ہوا تھا۔ میں نے مداخلت کرنا چاہی۔ لیکن باس نے مجھے اشارہ کر دیا کہ میں مداخلت نہ کروں۔ باس دانستہ بیہوش نے ہوئے تھے۔ چنانچہ میں نگرانی کرتا رہا۔ وہ لوگ باس کو لے کر ہڈی کو مارٹر کی عسبی لکھی سے ہوئے ہوئے کار میں بیٹھ گئے۔ میں فاصلہ دے کر مارٹر کا تعاقب کرنے لگا کہ اسی لمحے ایک لکھی سے ایک اور کار اس کار کے پیچھے لگ گئی جس میں باس دونوں جشی، وہ اطالوی اور شاری موجود تھا۔ پھر اس کار سے کسی میکینزم کی مدد سے باس والی کار پر بم پھینکا گیا۔ کار تباہ ہو گئی۔ لیکن چوکو کا ٹھنڈا ساخت کی جشی اور بم پرفت بنائی گئی تھی اس لئے کار میں سوار افراد ہلاک نہ ہوئے بلکہ زخمی ہو گئے۔ انہیں فوری طور پر ہسپتال پہنچایا گیا۔ جہاں آپریشن قیصر میں شاری ہلاک ہو گیا۔ باقی کو دارو میں پہنچا دیا گیا۔ اور ابھی ابھی اطلاع ملی ہے کہ باس رچرڈ بھی ہلاک ہو گیا ہے۔ اطالوی اور دونوں جشی ابھی زندہ ہیں اور دارو میں موجود ہیں۔ باس کے مرنے کی اطلاع ملے ہی میں نے آپ کو کال کی ہے تاکہ آپ سے تازہ ترین ہدایات

حاصل کی جا سکیں۔" واکر نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔
"وہ اطالوی کون ہے۔ معلوم کیا؟"۔ دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"نہیں جناب!۔ ویسے آپ حکم دیں تو میں اُسے افوا کر کے اس کی اصدیت کا پتہ کر سکتا ہوں۔" واکر نے جواب دیا۔
"ان کی کار پر جلسہ کرنے کیا تھا؟"۔ دوسری طرف سے پوچھا گیا۔
"معلوم نہیں جناب!۔ وہ کار اچانک غائب ہو گئی تھی۔" واکر نے جان بوجھ کر لاعلمی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"ہوں۔ ٹھیک ہے۔ رچرڈ کے مرنے کے بعد میں تمہیں باقاعدہ طور گرد و پ کا بائارج بناتا ہوں۔ تمہیں باس کار ڈیوینج جائے گا۔ ہنری نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد کہا اور واکر کا چہرہ خوشی سے کھل اٹھا۔ پادری لینڈ گرد و پ کا باس بن جانا اس کے لئے بہت بڑا اعزاز تھا۔

"ٹھیک ٹو باس!۔ میں آپ کی توقعات پر پورا اتروں گا۔" واکر نے انتہائی خوشی سے انار میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن موجودہ مین کی تکمیل تک تم اور تمہارا گرد و پ ہڈی کو مارٹر سے بھیجے گئے خصوصی نمائندے مارٹر کے تحت کام کرے گا۔ تم نے اس کے احکامات کی مکمل تعمیل کرنی ہے، ہر لحاظ سے۔" ہنری نے سخت ہلچے میں کہا اور واکر کو یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے اس کے جسم سے تمام غمون نچوڑ لیا ہو۔

"مارٹر!۔ باس!۔ یہ مارٹر صاحب کون ہیں۔ اور ان سے رابطہ کیسے قائم ہوگا؟"۔ واکر نے کچھ کچھ لیجے لیجے میں پوچھا۔

”تھیک ہے باس! — حکم کی تعمیل ہوگی“ — مارکوئس نے جواب دیا۔
 ”تعمیل ہوتے ہی مجھے رپورٹ دو — اور سنو! — میں کوتاہی اور ناکامی
 کے الفاظ برداشت نہیں کروں گا“ — واکر نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔
 ”آپ نے ٹکڑی میں جناب! — مارکوئس کبھی اپنے مشن میں ناکام نہیں
 ہوا — مارکوئس نے جواب دیا۔

”میں تمہاری رپورٹ کا منتظر ہوں گا“ — واکر نے کہا اور اس کے
 ماتھے پر اس نے ریسور رکھ دیا۔ اب وہ سوچ رہا تھا کہ اس کی زندگی صرف
 سی صورت میں بچ سکتی ہے کہ مارٹن چیف باس سے رابطہ قائم ہونے
 سے پہلے ہی ختم ہو جاتے۔ اور اُسے یقین تھا کہ مارکوئس اپنے مقصد میں
 کامیاب ہو جائے گا۔ کیونکہ مارکوئس کی فطرت کو وہ اچھی طرح جانتا تھا۔ وہ
 انتہائی دلیر اور سچا انسان تھا۔ اس لئے اسے امید تھی کہ وہ حکم کی تعمیل
 اپنی جان تک لڑا دے گا۔

”وہ تم سے خود ہی رابطہ قائم کرے گا — میں اسے ہدایات دے
 دوں گا۔“ — ہنری نے سخت لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ قائم ہو گیا۔
 واکر نے شین آف کی اور چہرے تھکے تھکے قدموں سے سیڑھیاں چڑھتا ہوا
 دوبارہ دفتر میں پہنچ گیا۔ اس کے ذہن میں بدحوالہ سا آیا ہوا تھا۔ اب وہ
 خود ہی اپنے حال میں ترقی طرح چھنسا گیا تھا۔ اس نے چیف باس سے مارٹن
 کے بارے میں لاطمی کا اظہار کیا تھا۔ جب کہ وہ نہ صرف مارٹن سے مل چکا
 تھا بلکہ اسے اپنا نام بھی بتا چکا تھا۔ اب جبکہ چیف باس اس سے رابطہ قائم
 کرے گا تو تمام صورت حال سامنے آجائے گی اور اس طرح اس کی وفاداری
 مشکوک ہو جائے گی اور پھر اس کا نتیجہ مولے اس کی فوری موت کے اور کچھ
 نہ بچ سکے گا۔

واکر بیٹھا یہی بات سوچ رہا تھا کہ اچانک میز پر پڑے ہوئے ٹیلیفون
 کی گھنٹی بج اٹھی۔ اور واکر نے چونک کر ریسور اٹھا لیا۔

”ہیں۔“ — واکر سیکنگ — واکر نے کچھ نہ سمجھ لہجے میں کہا۔

”مارکوئس بول رہا ہوں سر۔“ — مارٹن کی کار کو پولیس والے اپنے
 ہیڈ کوارٹر کی درگاہ میں لے گئے ہیں۔ مارٹن کو اس کی اطلاع نہیں
 دی گئی۔ مزید یہ کہ پولیس کے افراد سفید کپڑوں میں مارٹن کے کمرے
 کی باقاعدہ نگرانی کر رہے ہیں۔“ — مارٹن نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔
 ”اوہ! — اب میری نئی ہدایت سنو! — تم نے مارٹن کو فوری طور
 پر ہلاک کرنا ہے۔ ہر قیمت پر۔“ — اُسے بیدریغ گولیوں سے چھلنی
 کر دو۔ چلتے اس کے لئے تمہیں کتنا بڑا رسک ہی کیوں نہ لینا پڑے
 واکر نے سخت لہجے میں مارکوئس کو ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

”سنو دوست! ہم لوگ بھی عوام کے لئے کام کرتے ہیں اس کے باوجود معلومات کا معقول معاوضہ بھی ادا کرتے ہیں۔ کیا آپس ڈالر تمہیں مہرے لگتے ہیں؟“ صفدر نے دوسرا داؤ استعمال کیا اور ساتھ ہی اس نے جیب سے پچاس ڈالر کا نوٹ نکال کر اسے انگلیوں میں مروڑنا شروع کر دیا۔ اس ملک میں پینینے سے پہلے ہی عمران نے انہیں خاصی بڑی کرنسی دے دی تھی تاکہ انہیں کسی پریشانی کا شکار نہ ہونا پڑے۔

”اس مہنگائی کے دور میں پچاس ڈالر کی کیا وقعت ہے۔ کم از کم سو ڈالر کی بات کرو تو شاید میں تمہارے حق میں سوچنے کی کوشش کروں۔“ کاؤنٹر کلرک نے جواب دیا۔ البتہ اس کی آنکھوں میں پیدا ہونے والی چمک صفدر نے بخوبی دیکھ لی۔

”ٹھیک ہے۔ مجھے منظور ہے؟“ صفدر نے جیب سے ایک اونٹ نوٹ نکالتے ہوئے کہا۔ کاؤنٹر کلرک نے تیزی سے دونوں نوٹ صفدر کے ہاتھوں سے جھپٹ لئے اور اس کے چہرے پر اب مسکراہٹ دوڑنے لگی تھی۔

”فریٹے جناب! آپ کی خدمت کے لئے تو ہم ہر وقت تیار رہتے ہیں۔ نمبر بتائیے؟“ انکوائری کلرک نے تیزی سے مسکراتے ہوئے کہا اور صفدر نے اسے کارڈ نمبر اور ماڈل بتا دیا۔ انکوائری کلرک نے سامنے رکھے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور پھر مختلف نمبر دیتے۔

”ہیلو۔ گریسی بول رہا ہوں۔ انکوائری۔ پولیس ہیڈ کوارٹر نے ایک کار کی رجسٹریشن تفصیلات فوری طور پر طلب کی ہیں۔“ انکوائری کلرک نے صفدر کو آنکھ مارتے ہوئے کہا اور پھر دوسری طرف سے بات

صفدر نے ہسپتال سے نکلنے ہی ایک خالی ٹیکسی انجن کی اداسٹ موٹر رجسٹریشن آفس چمنے کے لئے کہا۔ اور پھر مختلف رشکوں سے گزرنے کے بعد مقور ٹی سی دیر میں ٹیکسی نے اسے موٹر رجسٹریشن آفس کے سامنے اتار دیا۔ یہ ایک بہت بڑی عمارت تھی جس میں کئی شعبے تھے۔ صفدر ٹیکسی کو فارغ کر کے تیز تر قدم اٹھاتا ہوا انکوائری کی طرف بڑھا چلا گیا۔

”میں ڈبلی یوز سروس کا خصوصی رپورٹر ہوں۔ مجھے ایک کار کی رجسٹریشن کے بارے میں معلومات چاہئیں۔“ صفدر نے انکوائری کلرک کے پاس جا کر بڑے نرم لہجے میں کہا۔

”سواری! سوائے پولیس کے ہم قانوناً رجسٹریشن ریکارڈ کے بارے میں کسی کو معلومات مہیا نہیں کر سکتے۔“ انکوائری کلرک نے بڑے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

میں کہ اس نے صفدر کے بتائے ہوئے نمبر دوہرا دیئے۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

ابھی چند لمحوں میں تفصیلات مل جائیں گی۔ ویسے ہائی وی فے یہ تو بتاؤ کہ اخبار کو اس کار کی رجسٹریشن سے کیا دلچسپی پیدا ہوگئی ہے؟ انکوائری کلرک نے آنکھیں جھپکاتے ہوئے کہا۔

سوڈا لینے کے بعد ہمیں اس سوال کا حق نہیں رہا دوست۔ ویسے بھی معلومات اگر فروخت ہوتی ہیں تو پھر خریدی بھی جاتی ہیں۔ اگر تم دلچسپی لینا چاہتے ہو تو دو سو ڈالر دو۔ میں بتا دیتا ہوں۔ صفدر نے جواب دیا۔

”ادہ اب۔ مجھے کیا ضرورت پڑی ہے۔ ہوگی کچھ۔“ انکوائری کلرک نے بڑا سامعہ بناتے ہوئے جواب دیا اور صفدر مسکرا دیا۔

چند لمحوں بعد ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی اور انکوائری کلرک نے رسیور اٹھالیا وہ دوسری طرف سے ہونے والی بات سن رہا تھا۔ پھر اس نے تھینک یو کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

”یہ کار ماڈل موٹر کار کمپنی کی ملکیت ہے۔ اس کمپنی کا صدر دفتر ولنگٹن روڈ پر ہے۔“ انکوائری کلرک نے کہا اور صفدر اس کا شکریہ ادا کرتے ہوئے تیزی سے واپس لوٹ گیا۔ مسئلہ مزید الجھ گیا تھا کہ کار کرایہ پر حاصل کی گئی تھی۔ اب اسے ہائر کمپنی سے معلومات حاصل کرنا ہوں گی۔ کیونکہ وہ لوگ گرین کارڈ کے بغیر موٹر کرایہ پر نہیں دیتے اور گرین کارڈ ایسی چیز ہے جسے نہ ہی جعلی طور پر بنایا جاسکا تھا اور نہ اسے چھاپا جاسکتا ہے۔ چنانچہ اس نے عمارت سے باہر آکر ایک خالی ٹیکسی انیج کی اور پھر اسے

ولنگٹن روڈ پر پہنچنے کے لئے کہا۔ انٹیکسی آگے بڑھ گئی۔

ایک موٹر پر سڑتے ہی جیسے ٹیکسی آگے بڑھی اُسے ٹکنا پڑا۔ کیونکہ ٹرک بلیاک تھی اور وہاں بہت سے لوگ اکٹھے تھے۔ درمیان میں ایک کار پچکی ہوئی پڑی تھی۔ پولیس کے افراد بھی وہاں موجود تھے۔ اور وہ وہاں ٹرکی ہوئی ٹریفک کو کھل کرانے کی کوششوں میں مصروف تھے۔

تھوڑی دیر بعد ٹیکسی کو راستہ ملا اور وہ آہستہ آہستہ رینگتی ہوئی آگے بڑھی مگر جب وہ پچکی ہوئی کار کے قریب سے گزری تو صفدر بے اختیار چونک ڈالا کیونکہ پچکی ہوئی کار پر موجود نمبر پلیٹ وہی تھی جسے صفدر تلاش کر رہا تھا۔

ٹیکسی آگے کر کے روک دو دوست۔ مجھے یہاں ایک دوست نظر آگیا ہے۔ اس سے فوری مٹا مندری ہے۔“ صفدر نے کہا اور ٹیکسی ڈرائیونے نے ہلاتے ہوئے ٹیکسی ایک طرف کر کے روک دی۔ صفدر نے میٹر دیکھ کر کرایہ ادا کیا اور پھر تیزی سے واپس اسی پچکی ہوئی کار کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

چند ہی لمحوں بعد صفدر کو معلوم ہو گیا تھا کہ کار تیز رفتار کی وجہ سے ایک بڑے ٹریلے سے ٹکرا گئی تھی اور اس میں سوار واحد آدمی جو کار ڈرائیونہ کر رہا تھا شدید زخمی ہو گیا ہے۔ اسے فوری طور پر نزدیکی پورٹ فلیو ہسپتال میں پہنچا دیا گیا ہے۔ پھر صفدر نے پورٹ فلیو ہسپتال کا ریتہ معلوم کر لیا۔ وہ چند بلاک دور تھا۔ اس قسم کے چھوٹے چھوٹے ہسپتال ایرینمنی سے نمٹنے کے لئے نزدیک نزدیک بنائے گئے تھے۔

صفدر پیدل چلتا ہوا پورٹ فلیو ہسپتال کی عمارت تک پہنچ گیا اور پھر

وہاں بھی انکار ہی کرک کر کو پچاس ڈالر کا نوٹ دینا پڑا۔ البتہ پچاس ڈالر کے نوٹ نے اُسے ڈر تو یہ کہ متعلق معلومات حاصل کرنے میں خاصی مدد دی۔ اس کی جیب سے نکلنے والے کاغذات کی بنیاد پر اس کا نام کارل تھا۔ تو سمیت فن لینڈ کی تھی۔ اس کی رہائش گرین وڈ بلاکس میں تھی فلیٹ نمبر ۱۱۲۔ صفدر نے دوسرے لمحے گرین وڈ بلاک میں پہنچنے کا فیصلہ کر لیا کیونکہ اس کے خیال کے مطابق اس کی رہائش گاہ سے شاید اس کے متعلق مزید معلومات حاصل ہو سکیں۔

گرین وڈ بلاک ایک پانچ منزلہ عمارت تھی جس میں تمام رہائشی فلیٹ تھے۔ صفدر لفٹ کے ذریعے چوتھی منزل پر پہنچ گیا۔ کیونکہ نیچے لگے ہوئے بورڈ کی مدد سے اس نے معلوم کر لیا تھا کہ کمرہ نمبر ایک سو بارہ چوتھی منزل پر ہے۔ چوتھی منزل کی گیلری میں داخل ہوتے ہی وہ تیزی سے مطلوبہ کمرے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

گیلری سنسان پڑی ہوئی تھی اور تقریباً تمام کمروں کے دروازے بند تھے۔ سب لوگ شاید کام پر گئے ہوئے تھے۔ کمرہ نمبر ایک سو بارہ کے باہر کارل آکر اس کے نام کی پلیٹ موجود تھی۔ صفدر نے بڑے اطمینان سے ایک تار کی مدد سے آؤٹسٹک لاک کھول لیا اور پھر دروازہ دھکیلا ہوا وہ فلیٹ میں داخل ہو گیا۔

یہ دو کمروں پر مشتمل ایک چھوٹا سا فلیٹ تھا۔ لیکن فلیٹ میں داخل ہوتے ہی صفدر چونکا ہوا۔ کیونکہ فلیٹ کی ہر چیز پر گرد و کیوبز تھرہ موجود تھی۔ بول لگتا تھا جیسے کئی دنوں سے اس میں کوئی داخل نہیں ہوا۔ اور صفدر سمجھ گیا کہ فلیٹ میں کارل کی رہائش نہیں ہے بلکہ صرف گرین وڈ

میں کسی نہ کسی پتے کے اندراج کے لئے اسے کرایہ پر لیا گیا ہے۔ اس لئے صفدر قدرے یابوس ضرور ہوا لیکن اس کے باوجود اس نے تلاشی لینے کا فیصلہ کر لیا۔ کیونکہ اب یہاں تک پہنچ جانے کے بعد یوں واپس چلا جانا اس کے لئے ناممکن تھا۔

تھوڑی ہی دیر میں اس نے فلیٹ کی ہر چیز کھنگال ڈالی۔ لیکن کوئی ایسی چیز اُسے نہ ملی جس سے کوئی کیلو مل جاتا۔ وہ یابوس ہو کر واپس لوٹنے ہی لگا تھا کہ اچانک اس کی نظر میں ایک طرف پڑی ہوئی روئی کی ٹوکر رہی۔ پڑیوں جس میں پھاڑے ہوئے کاغذات کے ٹکڑے موجود تھے۔ صفدر نے روئی کی ٹوکر کی اٹھا کر میز پر پلٹ دی اور پھر ایک ایک ٹکڑے کو غور سے دیکھنے لگا۔

چند لمحوں بعد صفدر کی آنکھیں جھپک اٹھیں۔ اس کی نظر میں ایک مٹھ کے کاڈ پر پڑ گئی تھیں۔ اس کاڈ کے کونے میں ایک سات زخموں کا دائرہ مابنا ہوا تھا جس کے نیچے باریک الفاظ میں پاور لینڈ پرنٹ تھا۔ کارڈ کی پشت پر کیفے شانی لاک کمرہ نمبر ایس اور مارٹن چیف ہاس کے الفاظ درج تھے۔ یہ ایک اہم کیلو تھا۔ اس لئے صفدر نے کارڈ جیب میں ڈالا اور پھر فلیٹ سے نکل کر وہ چند لمحوں بعد واپس شکر پر پہنچ گیا۔ اب اس نے فوری طور پر کیفے شانی لاک پہنچنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ تاکہ مارٹن کا وعدہ وار بعد معلوم کر سکے۔ جسے چیف ہاس نکلا گیا تھا۔

چیف ہاس کے الفاظ سے تو یہی ظاہر ہوا تھا کہ وہی اس گروہ کا بچہ مارٹن ہے جس گروہ نے اس طرح دن دھاڑے بھرے ہسپتال میں یوں بیدار ویری سے عمران اور اس کے ساتھیوں کو قتل کرنے کے لئے حملہ

کر دیا تھا۔

اب صفدر کو یہ بھی یقین آگیا تھا کہ کار تباہ کرنے والا گروپ بھی اسی مارٹن کا ہی ہوگا۔ اور جب اسے علم ہوا ہوگا کہ عمران اور اس کے ساتھی صرف زخمی ہوئے ہیں تو پھر اس نے ہسپتال پر حملہ کر دیا۔

ٹیکسی تیزی سے سڑکوں پر دوڑتی جا رہی تھی اور صفدر خاموش بیٹھا اپنی خیالات میں غرق تھا۔ اب تک اسے عمران کے من لینڈ آنے کا مقصد سمجھ میں نہ آیا تھا۔ یاد رہے من لینڈ میں تو نہ تھا۔ اور نہ ہی عمران نے کسی خاص ٹارگٹ کی نشاندہی کی تھی۔ لیکن من لینڈ پہنچتے ہی چلے درپے جو واقعات ہوئے تھے اس سے یہی ظاہر ہوتا تھا کہ یہاں پاور لینڈ ٹارگٹ کوئی ایسا ٹارگٹ موجود ہے جسے وہ عمران کے مقصود میں نہ بدلنے دینا چاہتے ہوں گے۔ لیکن سوال یہ تھا کہ ان کی یہاں آمد کا انہیں کیسے پتہ چل گیا اور پھر ایک اور بہتر بھی اسے دعوت نکلوے رہا تھا کہ حملے صرف عمران، جوزف اور جوانا پر کرنا ہوتے ہیں۔ جب کہ ٹیم کے باقی ممبران حسب معمول پرسکون تھے۔ اس کی کوئی وجہ صفدر کی سمجھ میں نہ آ رہی تھی کہ اچانک جیسے سیاہ بادلوں میں جھلک کودتی ہے اسی طرح صفدر کے ذہن میں جھماکا ہوا اور وجہ اس کی سمجھ میں آگئی۔

جوانا مارٹر کلر کا ممبر تھا۔ اور مارٹر کلر کا گروپ ان علاقوں میں یقیناً بنا رہا تھا۔ اس لئے جوانا کو پہچان لیا گیا ہوگا۔ اور پھر جوانا کی مدد سے عمران کو ٹارگٹ بنایا گیا ہوگا۔ جوانا کی شخصیت ایسی تھی کہ اگر اس کا میک اپ بھی کر دیا جاتا تب بھی وہ اپنے مخصوص ڈویل ڈول کی وجہ سے پہچانا جاسکتا تھا۔ اور پھر شاید عمران بھی اسے ہمراہ لے لے آیا ہوگا۔

پارے کے طور پر استعمال کر سکے۔

اب صورت حال واضح ہوتی جا رہی تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ یہاں عمران کے خلاف دو گروپ کام کر رہے تھے۔ ایک گروپ نے جوانا کے ذریعے عمران سے رابطہ قائم کیا ہوگا جب کہ دوسرے گروپ نے اس پر براہ راست حملہ کر دیا۔ اور یہ دوسرا گروپ یقیناً مارٹن کا ہوگا۔

”صاحب! کیسے شانی لگا لگایا ہے؟“ اچانک ڈرائیور کی موبائل آواز سنائی دی اور صفدر مری طرح جھوک اٹھا۔ اسے احساس تک نہ ہوا تھا کہ ٹیکسی اپنی منزل پر پہنچ کر کڑک بھی گئی تھی۔

صفدر سر ہلاتا ہوا ٹیکسی سے اترا اور پھر کہہ ادا کر کے وہ کیسے شانی لاک کے مین گیٹ میں داخل ہو گیا۔ چونکہ اسے مارٹن کے کمرے کا نمبر معلوم تھا اس لئے وہ گاؤنٹر کی طرف جانے کی بجائے یہ ہال فٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

چند ہی لمحوں میں لفٹ نے اسے دوسری منزل پر پہنچا دیا۔ لیکن لفٹ سے اترتے ہی وہ یہ دیکھ کر بوکھلا گیا کہ کمرہ نمبر ۱۱۱ کے سلسٹے چار پولیس آفیسران کھڑے تھے اور ان میں سے ایک ٹری شدت سے دروازہ کھٹکھٹا رہا تھا۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھٹکا اور صفدر کو مارٹن کی ایک جھلک نظر آئی۔ وہ خاصا خوبصورت اور ذہین نوجوان تھا۔ پولیس آفیسران کے اندر جاتے ہی آٹومیٹک دروازہ خود بخود بند ہو گیا۔

دروازہ بند ہوتے ہی صفدر ستون کی آڑ سے آگے بڑھا۔ وہ پولیس آفیسران کی وجہ سے آگے بڑھنے کی بجائے ستون کی آڑ میں ہو گیا تھا۔ ساتھ دسلے کمرے کا دروازہ بند تھا اور اس کے ہینڈل پر موجود گرد کی تہہ تیار ہی تھی کہ کمرہ خالی ہے۔ صفدر تیزی سے اس کمرے کی طرف بڑھا اور پھر اس

میں سے صاف ظاہر تھا کہ پہلی آواز مارٹن کی تھی۔

پھر وہ کمرے میں ہونے والی گفتگو سن رہا تھا۔ اسے اس وقت بے حد حیرت ہوئی جب مارٹن نے خود ہی سب کچھ بتانے کی حامی بھر لی۔ اس کی چھٹی جس صحت کا اصرار بنانے لگی کیونکہ وہ ایسے مجرموں کی نفسیات سے اچھی طرح واقف تھا۔ یہ لوگ اس انداز میں بھی ڈانچ دیا کرتے تھے۔

مارٹن اب پولیس سے اپنا تحفظ اور اپنی حفاظت کی گارنٹی مانگ رہا تھا اور صفدر سوچ رہا تھا کہ دن و رات سے ہسپتال میں حملہ کرنے والے گروپ کا بیچارہ آنا ہوا اور بدزلوں نہیں ہو سکتا۔ یقیناً مارٹن کوئی خاص چال چل رہا تھا۔ چنانچہ اس نے رسک لینے کا فیصلہ کیا۔ اور پھر اس نے انتہائی آہستگی سے چوکھٹ سے اپنا سر اوپر کواٹھایا۔ دوسرے لمحے وہ قدرے مطمئن ہو گیا کیونکہ کھڑکی پر پردے پڑے ہوئے تھے۔ اس نے اُسے اندر سے نہ دیکھا جاسکتا تھا۔ دو پردوں کے درمیان ایک معمولی سی جھری سے اس نے ہاتھ لگا دی۔ اب اُسے کمرے کا منظر صاف دکھائی دے رہا تھا۔

کمرے میں اس کی خوبصورت اور دلچسپ آدمی کے ساتھ وہی چادروں پولیس خیران موجود تھے۔ عموماً صفدر کے سامنے کمرے میں داخل ہوتے تھے۔ لیکن پولیس آفیسر مرکز دروازے کو چھٹنی چڑھا رہا تھا۔ جب کہ دوسرے نے جیب سے نوٹ بک اوپنیشن نکالی تھی۔ وہ مارتن کا بیان نوٹ کرنے کے لئے تیار ہو رہے تھے۔

انٹرفیو رکھتے — اور مجھے اجازت دیجئے کہ میں آپ کو ایک اہم حوالہ دے دوں گا۔ — مارٹن کے لہجہ میں اطمینان کی جھلک تھی۔ اور صفدر چونکا ہو گیا۔ وہ مارٹن کے لہجے میں پنہاں پراسراریت بھانپ گیا تھا جب کہ

نے جیسے ہی ہینڈل دیا، دروازہ کھلتا چلا گیا۔ صفدر نے اندر داخل ہو کر دروازے کی چھٹنی پکڑ کر آہستہ سے چڑھائی اور پھر اس نے کمرے کا جائزہ لینا شروع کر دیا۔

دونوں کمروں کے درمیان کوئی روشندان تک نہ تھا جس سے وہ دوسری طرف جھانک سکتا۔ یا ان کے درمیان ہونے والی گفتگو سن سکتا۔ اس لئے وہ تیزی سے عقبی کھڑکی کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے عقبی کھڑکی کھول کر جھانکا تو اس کے چہرے پر مسکراہٹ دوڑ گئی۔ کھڑکی کے نیچے ایک بڑا آرائشی ڈبہ بنا ہوا تھا جس میں ایک آدمی آسانی سے چھپ سکتا تھا۔ یہ کھڑکی کے نیچے۔ اسی طرح کے ڈبے نے ہوتے تھے جن کی بلندی آجی تھی کہ آدمی کھڑکیاں ان ڈبوں میں چھپ گئی تھیں۔

صفدر ٹی آہستگی سے ڈبے کے اندر اتر گیا۔ ساتھ والے کمرے کی کھڑکی آدمی کھلی ہوئی تھی۔ صفدر نے ادھر ادھر دیکھا نیچے مرکز رٹرنک باری تھی۔ اور پھر صفدر بڑی آہستگی سے ساتھ والے ڈبے میں اتر گیا۔ اب وہ قدرے جھک کر کھڑا ہوا۔ اس طرح اُسے باہر سے بھی نہ دیکھا جاسکتا تھا اور اب اندر ہونے والی گفتگو اُسے واضح طور پر سنائی دے رہی تھی۔ البتہ وہ خود کھڑکی کے پٹ کی آڑ میں تھا۔

”مگر کس جرم میں — اور کیوں —“ ایک حیرت بھری آواز صفدر کے کانوں میں پڑی۔

”بھول بگرنز کے عقب میں آپ کی کار سے ایک کار پریم مارا گیا ہے۔ اس سلسلے میں تم نفیض کر رہے ہیں“ — ایک گرفتاری آواز سنائی دی اور صفدر سمجھ گیا کہ یہ آواز یقیناً پولیس آفیسر کی ہو سکتی ہے اور

سیدھے ساوھے پولیس آفیسران ہر خطرے سے بے نیاز مطمئن کھڑے تھے اور پھر صفدر نے مارٹن کے ہاتھ میں ایک عجیب ساخت کا چٹا سا پستول ڈال دیا۔ پولیس آفیسران کے ہاتھ تیزی سے سائیڈ ہولسٹروں کی طرف بڑھے مگر مارٹن نے پستول کا ٹریگر دبا دیا۔

پستول میں سے نیلے رنگ کی شعاع نکلی اور دھماکی صورت میں دیکھے لہجہ دیکھے ان چاروں کے سینوں پر پڑی اور ان چاروں پولیس آفیسران کی آنکھیں ایک لمحے کے لئے چھٹیں، دوسرے لمحے ان کے سر ڈھلکتے پڑ گئے۔ وہ چاروں ہی بغیر کوئی آواز نہ کئے ختم ہو چکے تھے۔

مارٹن نے بڑے اطمینان سے پستول واپس جیب میں رکھ لیا تھا۔ اور صفدر یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ ان چاروں پولیس آفیسران کے مردہ جسموں میں کچلے کچلے دھماکوں کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی ان کے مردہ جسموں میں سے نیلے رنگ کا دھواں نکلنے لگا۔ دھواں ان کے جسم کے برابر سے نکل رہا تھا۔ دھواں لمحہ لمحہ دہن ہوتا چلا جا رہا تھا۔ اور ساتھ ساتھ ان کے جسموں پر موجود دریاں دھیلی پڑتی چلی جا رہی تھیں۔

اور پھر تھوڑی سی دیر بعد فرسٹ پر مرٹن دریاں اور بوٹ پڑے ہوئے تھے۔ پولیس آفیسران کے جسم دھوئیں میں تبدیل ہو کر غائب ہو چکے تھے اور دھواں پرروں کی جھری سے باہر نکل رہا تھا۔ صفدر نے سانس روک لیا اور اُسے خطرہ تھا کہ یہ دھواں جو اس کے اوپر سے گز رہا تھا کہیں اُسے پہنچ نہ پہنچے۔ لیکن دھواں تیزی سے بجھ رہا تھا۔

مارٹن نے آگے بڑھ کر فرسٹ پر پڑی ہوئی دریاں اور بوٹ میٹھے ریواں اور ہولسٹر اٹھائے اور پھر وہ دروازے کے ساتھ والے دروازے میں داخل ہوئے۔

جو صفدر کے خیال کے مطابق ہاتھروم کا دروازہ تھا۔ دروازہ کھٹکا۔

صفدر سمجھ گیا کہ وہ ان درروں کو جھانکنے کے لئے اندر گھسنا ہے مگر پولیس آفیسران کی دہان موجودگی کا کوئی نشان تک باقی نہ رہے۔ چنانچہ اب اس نے مارٹن سے براہ راست دو دو ہاتھ کرنے کا فیصلہ کر لیا کیونکہ اب اس بات کا تو علم ہو چکا تھا کہ کارپرم چھینکنے والا مارٹن ہی تھا۔

ابھی وہ سوچ ہی رہا تھا کہ کھڑکی کراس کر کے اندر داخل ہو لیکن اس سے پہلے کہ وہ اپنے اراوے پر عمل کرتا، ہاتھروم کا دروازہ کھٹکا اور مارٹن باہر نکلتا نظر آیا۔ اب اس کے ہاتھ میں ایک بیگ تھا شاپنگ بیگ کے سے انداز کا۔ مارٹن تیزی سے کھڑکی کے قریب موجود الماری کی طرف بڑھا اور صفدر نیچے جھبک گیا۔ پھر اس نے سر اٹھا دیا تو اس نے مارٹن کو سامان سمیٹتے ہوئے دیکھا۔ صفدر سمجھ گیا کہ اب وہ فار ہو رہا ہے۔ چنانچہ وہ واپس مڑا اور پھر انتہائی احتیاط اور آہستہ تنگی سے ساتھ والے ڈبے میں اترا اور دہان سے کھڑکی کے ذریعے واپس کرے میں پہنچا۔ اس نے بڑی آہستگی سے چوٹنی بٹائی اور پھر دروازہ کھول کر باہر گیا۔

اسی لمحے مارٹن ہاتھ میں ایک بیگ اٹھائے اپنے کمرے سے باہر آیا۔ اس نے ایک نظر صفدر پر ڈالی اور پھر تیزی سے لفٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ صفدر بھی رکے بغیر اس کے ساتھ چلا۔ ہوا لفٹ میں پہنچ گیا۔ لفٹ میں دونوں اکٹھے ہی تھے۔ لیکن ایک دوسرے سے بالکل اجنبی۔

مارٹن کا چہرہ طبعی پرسکون تھا۔ جیسے چار پولیس آفیسران کو قتل کرنے کی بجائے اس نے چائیکھان مارڈالی ہوئی۔

لفٹ نے چند لمحوں میں انہیں ہال میں پہنچا دیا۔ پھر مارٹن تو کاؤنٹر کی

طرف بڑھتا چلا گیا۔ جب یہ نصفہ تیز تیز قدم اٹھاتا تو گیت کی طرف بڑھا وہ مارٹن سے پہلے باہر پہنچ کر اس کے تعاقب کے لئے کسی ٹیکسی کا بندوبست کرنا چاہتا تھا۔

گماؤٹر گیت سے باہر نکلتے ہی صفد کی نظریں سڑک کے پار ایک گلی پر پڑیں جہاں ایک دروازے کے سامنے ایک ہیوی موٹر سائیکل کھڑا ہوا تھا۔ صفد نے سر ہلایا اور پھر تیزی سے سڑک کو اس کر کے کہ وہ اس گلی کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ وہ اس موٹر سائیکل کو استعمال کرنے کا فیصلہ کر چکا تھا۔ کیونکہ اس طرح اُسے تعاقب کرنے میں آسانی رہتی۔

صفد موٹر سائیکل کے سامنے ایک لمحے کے لئے ٹکا اور پھر اس نے جیب سے چابیوں کا ایک کچھا نکالا۔ اس میں مارٹر کی موجودگی تھی۔ اس نے اُدھر اُدھر دیکھا اور دوسرے لمحے مارٹر کی تیزی سے موٹر سائیکل کے سینڈل کے تالے میں گھس کر تیزی سے گھوم گئی۔ ساتھ ہی کھٹک کی ہلکی سی آواز ابھری اور لاک کھلا چلا گیا۔ صفد نے چابی باہر نکالی اور پھر وہ سڑک کی طرف دوبارہ بڑھا۔ اس کا انداز ایسا تھا جسے وہ کسی ہنگامے سے ٹہلنے کے لئے باہر نکلا ہو۔ اسی لمحے اُسے مارٹن کا ڈنڈہ گیت سے باہر نکلا نظر آیا۔ اور وہ گیت سے باہر نکلتے ہی رُکے بغیر فٹ پاتھ پر پیدل ہی دایمیں طرف چلنے لگا۔

اب صفد الجھن میں چھٹس کیا کہ وہ پیدل ہی کہیں جانے کا ارادہ رکھتا ہے یا بالکل احمال وقتی طور پر کیفتے سے ڈور نکل جانا چاہتا تھا۔ لیکن تھوڑی ہی دور آگے ایک بس اسٹاپ پر اس کے رُکتے ہی صفد نے ایک طویل سانس لیا۔ وہ بس کے ذریعے سفر کرنا چاہتا تھا۔ کیونکہ وہ بس اسٹاپ پر موجود طویل قطار کے آخر میں ہو گیا تھا۔ صفد کو اندازہ ہو گیا کہ ایک دو بسوں

میں اس کے سوار ہونے کا کوئی امکان نہیں۔ کیونکہ قطار خاصی طویل تھی۔

اب صفد کے لئے دو صورتیں تھیں کہ وہ اس کے ساتھ ہی بس میں سوار ہو جائے۔ یا پھر موٹر سائیکل کے ذریعے بس کے تعاقب کرے۔ اور پھر اس نے موٹر سائیکل کے ذریعے ہی تعاقب کرنے کا فیصلہ کیا۔ کیونکہ ہو سکتا تھا کہ وہ بس سے کسی بھی اسٹاپ پر اتر کر ٹیکسی لے لیتا۔ اور صفد ہاتھ ملتا رہ جاتا۔ دوسری بات یہ بھی تھی کہ وہ اُسے اپنے ساتھ بس میں دیکھ کر خوفناک بھی ہو سکتا تھا۔

صفد تیزی سے واپس مڑا اور پھر اس گلی کی طرف بڑھنے لگا۔ بس میں موٹر سائیکل کھڑی تھی۔ موٹر سائیکل وہاں موجود تھی۔ صفد نے اچھٹ میں کچڑی ہوئی مارٹر کی اس کے سویرج میں ڈالی کہ گھمائی تو نمونل لاسٹ چل اٹھی اور دوسرے لمحے صفد اچھٹ کر اس پر بیٹھا اور پھر خود کار سارٹنگ بٹن دبا تے ہی موٹر سائیکل کا لفٹس انجن جاگ پڑا۔ صفد نے گتہ لگا کر اچھٹ لٹکایا تو موٹر سائیکل ایک جھٹکا کھا کر آگے بڑھی اور دوسرے لمحے وہ سڑک پر آکر تیزی سے ٹریفک میں شامل ہو گئی۔ اس نے صرف ایک لمحے کے لئے سڑک گلی کی طرف دیکھا لیکن وہاں خاموشی تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ موٹر سائیکل کا مالک ابھی تک اس کی چوری سے واقف نہ ہو سکا تھا۔ اب صفد مطمئن ہو گیا۔ اس نے بس اسٹاپ سے تھوڑا آگے بڑھ کر موٹر سائیکل روک لی۔

مارٹن ابھی تک قطار میں کھڑا تھا لیکن اب قطار خاصی سکڑ چکی تھی اور پھر چند لمحوں بعد ایک بس اسٹاپ پر آکر رکی اور مارٹن بس میں سوار ہو گیا۔

جب بس آگے بڑھ کر صفد کو اس کر گئی تب صفد اس کے پیچھے چلنے لگا۔ وہ ہر اسٹاپ پر رُکنا آہستہ کر کے موٹر سائیکل کو کسی نہ کسی سائیڈ

میں روک لیتا اور پھر بس سے اترنے والوں کو چمک کر تباہ چوتھے اسٹاپ پر مارٹن بس سے اترا اور پھر پیدل ہی آگے بڑھتا چلا گیا۔ تھوڑی دُور آگے ملنے کے بعد اس نے ایک ٹیکسی ایجنجی کر لی۔ اور پھر صفدر کو کافی فاصلہ رکھ کر ٹیکسی کا تعاقب کرنے لگا۔

مختلف روشروں سے گذرنے کے بعد ٹیکسی ایجنجی روڈ پر پہنچ کر ایک چوک پر رُک گئی اور مارٹن نیچے اُتر آیا۔ اس کے ہاتھ میں دستور بیگ موجود تھا۔ صفدر نے کافی دُور ہی ایک درخت کی آڑ میں موٹر سائیکل روک دی۔ جب ٹیکسی آگے بڑھ گئی تو مارٹن روک کر اس کے آگے بڑھ گیا۔ تھوڑی سی دیر بعد وہ سبز رنگ کی ایک چھوٹی سی کوٹھی کے گیٹ پر پہنچ گیا۔ ادھر چھ بھانگ کھل گیا۔ صفدر نے اطمینان کی ایک طویل سانس لی۔ ایک بار تو اس نے سوچا کہ کوٹھی کے اندر داخل ہو کر مارٹن سے کچھ معلومات کرے۔ لیکن پھر اس نے سوچا کہ جریلا کو اطلاع کر دی جاوے۔ ہو سکتا ہے کہ اُسے اس بارے میں کچھ معلومات حاصل ہو چکی ہوں۔ یا کم از کم وہ ہسپتال میں عمران اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں معلومات تو حاصل کر سکتی ہے۔ چنانچہ اس نے موٹر سائیکل کو وہیں درخت کی آڑ میں سینڈ کیا اور اس کا انجن بند کر کے وہ چوک کی طرف بڑھنے لگا۔ جہاں ایک پبلک فون بوٹھ موجود تھا۔

مارٹن نے کوٹھی میں داخل ہوتے ہی سیدھا تہ خانے کی سیڑھیوں کو رخ کیا۔ اور پھر شریعیاں اترتا چلا گیا۔ تہ خانے میں ایک دیوار کے ساتھ چھوٹی سی مشین نصب تھی جس پر مختلف رنگوں کے بلب موجود تھے۔ درمیان میں ایک سکریں تھی۔

مارٹن نے اپنا بیگ ایک طرف رکھا اور پھر مشین کے سامنے بیٹھ کر اُسے کن کرنے کے لئے ہاتھ بڑھا رہی تھا کہ بیگ میں سے تیز سیٹی کی آواز بلند ہوئی اور مارٹن نے مشین کے سوچ کی طرف بڑھتا ہوا اپنا ہاتھ روک لیا۔ اس نے تیزی سے بیگ اٹھا کر اُسے کھولا اور پھر اس میں سے وہ کیسٹ ریکارڈ نکال لیا جو دراصل ایک جدید ترین ٹرانسپیر تھا۔ اس نے ٹرانسپیر آن کیا۔

”ہیلو۔ اشارہ کنگ بلیک سن۔ اوور“ ٹرانسپیر آن ہوتے ہی دوسری طرف سے اشارہ کی آواز سنائی دی۔

”یس۔ بلیک سن سیگنلنگ! تم کہاں رہ گئے تھے۔ اتنی دیر بعد

کال کیا ہے۔ اور۔۔۔۔۔ مارٹن نے حلق کے بل چیتے ہوئے کہا۔
 "سوری باس!۔۔۔۔۔ واقعات ہی ایسے پیش آگئے تھے۔ اور۔۔۔۔۔
 اشارے سمجھتے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔
 "کیا واقعات پیش آگئے۔۔۔۔۔ تفصیل سے بتاؤ۔ اور۔۔۔۔۔ مارٹن نے
 چونکتے ہوئے پوچھا۔

"باس!۔۔۔۔۔ اسکاٹی اور مون نے اس اطالوی اور جیشیوں کے کمرے پر
 حملہ کرنے کے لئے اس کے عقبی دروازے کا شیٹ ٹوٹا ہی تھا کہ دو افراد
 ان پر چڑھوڑے۔ اور پھر وہاں خوفناک جنگ ہوئی۔ مون چونچتا
 منزل سے گر کر دم توڑ گیا۔ جب کہ اسکاٹی فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا۔ مگر
 اس کی کار کا ایکسٹرنٹ ہو گیا اور اس کی لاش کسی ٹکڑوں میں تقسیم ہو گئی
 اور۔۔۔۔۔ اسٹار نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔ اور مارٹن یوں حیرت سے
 بُت بنا رپورٹ سن رہا تھا جیسے کسی سنسنی خیز ڈرامے کی کہانی سن رہا ہوئے
 یقین نہ آ رہا تھا کہ اس کے گروپ کے ساتھ ایسا بھی ہو سکتا ہے۔ اسکاٹی اور
 مون توڑ پھاڑی بھڑائی کے فن میں طاق تھے۔

"اتر تم کہاں تھے۔ اور۔۔۔۔۔ چند لمحوں بعد مارٹن نے دانست
 پیتے ہوئے کہا۔

"آپ نے مجھے صرف نگرانی کا حکم دیا تھا۔ اس لئے میں نے کوئی
 مداخلت نہ کی اور میرا وہاں مداخلت کرنے کا جواز بھی نہ تھا۔۔۔۔۔ ورنہ میں
 بھی دھریا جاتا۔۔۔۔۔ وہاں پولیس موجود تھی۔ اسکاٹی اور مون نے بغیر
 کچھ دیکھے جانے حملہ کر دیا تھا۔ اندھا حملہ۔ جب اسکاٹی فرار ہوا تو میں
 اس کے پیچھے گیا۔ لیکن وہ اتنی بے کشادہ تیز رفتاری سے چلا رہا تھا۔ جیسے وہ

پاگل ہو گیا ہو۔ اور پھر میری نظروں کے سامنے اس کا ایکسٹرنٹ ہو گیا۔
 جب میں نے اس کی لاشیں دیکھی تو میں نے آپ سے ہدایت لئے بغیر
 ان کا مشن مکمل کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ تاکہ مشن جی مکمل ہو جائے اور ان دونوں کی
 موت کا انتقام بھی لیا جاسکے۔ چنانچہ میں واپس پٹا اور پھر ہسپتال پہنچا
 لیکن ابھی میں ٹیکسی اسٹینڈ کے پاس پہنچا تھا کہ ہمارا اصل شکار یعنی اس
 اطالوی کو ایک بڑا اور کوٹ پہننے ایک ٹیکسی میں بیٹھتے ہوئے میں نے
 دیکھا۔ چونکہ آپ نے بتایا تھا کہ ہمارا اصل شکار وہی اطالوی ہے
 اس لئے میں نے اس کی ٹیکسی کا تعاقب کیا۔ وہ ٹیکسی میں بیٹھ کر انگلیں
 روڈ پہنچا اور ایک کیفے کے سامنے اتر گیا۔ ٹیکسی کے چلے جانے کے بعد وہ
 پیدل چلتا ہوا یہاں کی ایک کوٹھی میں داخل ہوا ہے۔ یہ کوٹھی کسی
 ڈاکٹر وکسی کی ہے۔ وہ اب تک کوٹھی کے اندر ہے۔ اور۔۔۔۔۔
 اشارے جواب دیا اور مارٹن رپورٹ کا آخری حصہ سن کر بے اختیار چہل پڑا
 کیا کہہ رہے ہو۔ ڈاکٹر وکسی کی کوٹھی میں۔ اور۔۔۔۔۔ مارٹن نے
 زور دیتے ہوئے کہا۔

"میں سرا۔۔۔۔۔ میں نے خود اُسے اپنی آنکھوں سے اندر داخل ہوتے
 ہوئے دیکھا ہے۔ اور میں اس کوٹھی کی نگرانی کر رہا ہوں۔ اور۔۔۔۔۔ اشارے
 نے جواب دیا۔

"تم اس وقت کوٹھی کے کتے فاصلے پر ہو۔ اور۔۔۔۔۔ مارٹن نے
 پوچھا۔

"میں کیفے کے پاس ایک پنک بوتھ میں کھڑا ہوں۔ رنڈا ہر میں نے
 ریسورٹ اٹھا رکھا ہے۔ لیکن واپس ٹرانسپیر آپ سے بات کر رہا ہوں۔

یہاں سے وہ کوٹھی صاف نظر آرہی ہے۔ اور۔ اشارے جواب دیا۔
 اُسے کوٹھی میں گتے گتے دیر ہوئی ہے۔ اور۔ اشارے نے
 ایک خیال کے آتے ہی پوچھا۔
 ”دس منٹ ہو گئے ہیں جناب!۔۔۔ بوٹھ خالی نہ تھا اس لئے میں
 انتظار کرتا رہا۔ اس کے علاوہ چونکہ یہ سڑک خاصی پُرجوم ہے اس لئے
 ہو سکتا ہے کہ مجھے مشکوک سمجھ لیا جاتا۔ اور۔ اشارے جواب دیا۔
 ”اور کب!۔۔۔ تم نے بے حد قیمتی معلومات پہنچائی ہیں۔ تمہاری ڈیوٹی
 اب صرف اتنی ہے کہ اس کوٹھی کی نگرانی کرو۔ اگر وہ اطلاع دی اس کوٹھی سے
 نکلے تو اس کی نگرانی کرنا۔ اُسے کسی حالت میں بھی ہاتھ سے نہ پھینک دینا۔
 اور نہ!۔۔۔ میں بھی اس وقت ڈاکٹر وکسی کی کوٹھی کے بالمقابل سبز رنگ کی
 کوٹھی میں موجود ہوں۔ کیسے میں نے چھوڑ دیا ہے۔ نگرانی اس وقت
 تک جاری رہے گی جب تک میں تمہیں مزید ہدایات نہ دوں۔ اور۔
 مارٹن نے کہا۔

”لیس سر!۔۔۔ مگر سبز کوٹھی میں آپ کب پہنچے۔۔۔ میں نے تو
 آپ کو چیک نہیں کیا۔ اور۔ اشارے نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
 ”میں ابھی چند لمحے پہلے ہی پہنچا ہوں۔ اور چونک سے اتر کر پیدل
 ہی آیا ہوں۔ اور۔ مارٹن نے جواب دیا۔
 ”ادھ!۔۔۔ شاید اس وقت میں نزدیکی کیسے کے ہاتھ روم میں تھا۔ میں
 مجبور ہو گیا تھا۔ اور۔ اشارے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔۔۔ تم نگرانی کرو۔ میں جلد ہی تمہیں کال کروں گا۔
 اور اینڈ آف!۔۔۔ مارٹن نے کہا اور اس نے ٹرانسیفر آف کروا کر ڈائریکٹ

لے ہی وہ ایچ کھڑا ہو گیا۔ اس نے مشین آن کرنے کا ارادہ بدل دیا تھا۔
 مشین کے ذریعے وہ ڈاکٹر کی شکایت چیف اس سے کرنا چاہتا تھا لیکن
 یہ مسئلہ زیادہ پیچیدہ ہو گیا تھا۔ اس کے دو بہترین کارکن مارے جا چکے
 تھے اور وہ اطلاع دی جو یقیناً علی عمران تھا اس نے والی کوٹھی میں موجود تھا۔
 اب اس نے فیصلہ کیا تھا کہ اس کوٹھی کا اندرونی محل وقوع چیک کر کے خود
 ہی کوٹھی میں داخل ہو اور عمران کو اپنے ہاتھوں سے موت کے گھاٹ
 ڈر دے۔ اس کے بعد چیف ہاں سے بات چیت کرتا رہے گا۔

چنانچہ اس نے ایک الماری سے طاقت ور ڈور بین نکالی اور پھر
 دروازے کی ٹیڑھیاں چڑھتا ہوا عمارت کی پہلی منزل پر پہنچا اور پھر رآمد
 سے اوپر جانے والی ٹیڑھیاں چڑھتا ہوا وہ سٹارٹے والی بالکونی کے چھ
 چوکے میں آ گیا۔ اس نے کھڑکی کھولی۔ یہاں سے ڈاکٹر وکسی کی کوٹھی
 اندرونی منظر صاف نظر آ رہا تھا۔
 اس نے ڈور بین آنکھوں سے لگاتی اور ڈاکٹر وکسی کی کوٹھی کی اندرونی
 محبت حال کا معائنہ کرنے لگا۔

ڈاکٹر وکسی کی کوٹھی خاصی وسیع و عریض تھی اور پھر اُسے رآمد سے
 صاف افراؤ کھڑے نظر آ گئے اور مارٹن کے چہرے پر سڑکوں میں پڑنے لگیں۔ ان
 سب ذرا کی یہاں موجودگی کا مطلب تھا کہ یہاں آسانی سے داخل نہیں
 ہو جا سکتا۔

مارٹن کافی دیر تک جائزہ لیتا رہا۔ پھر وہ اوپر والی منزل سے اتر کر
 نیچے چلا گیا۔ اب وہ سوچ رہا تھا کہ ڈاکٹر وکسی کی کوٹھی میں کیسے داخل ہوا
 جائے۔ آخر سوچ سوچ کر اس نے ایک فیصلہ کر لیا اور پھر وہ میک اپ

باس لے کر بیٹھ گیا۔ اس کے ہاتھ تیزی سے چلنے لگے۔
 تقریباً آدھے گھنٹے بعد اس نے جب تک آپ باس بند کیا تو وہ
 ایک نئے چہرے کا مالک ہو چکا تھا۔ ایک آپ باس واپس الماری میں
 کر وہ ڈیسک روم میں گھس گیا۔ اور اس نے ایک قیمتی لباس پہنا اور پھر
 میں اپنا اچھی طرح مازہ لینے کے بعد وہ ڈیسک روم سے نکل کر دوبارہ
 اس تہ خانے میں پہنچا جہاں اس کا ٹرانسپیر موجود تھا۔ اس نے ٹرانسپیر
 تھوڑی ہی دیر بعد اشارے سے اس کا رابطہ قائم ہو گیا۔
 "ہیلو۔ بلیک سن کا ٹک۔ اور" مارٹن بار بار یہی فقرہ دہر
 رہا تھا۔

"یس۔ اشارہ ڈسٹنگ۔ اور" رابطہ قائم ہوتے ہی ٹرانسپیر
 اشارہ کی آواز ابھری۔

"کیا رپورٹ ہے۔ اور" "؟ مارٹن نے پوچھا۔
 "باس! ابھی تک وہ اطلاوی کوٹھی سے باہر نہیں نکلا۔ البتہ
 لے ایک اور بات نوٹ کی ہے۔ ڈاکٹر کسی کی کوٹھی سے موشخ افزع
 نکلے ہیں۔ وہ آپ والی سبز کوٹھی کے گرد جھپٹے ہوئے ہیں۔ شاید وہ آپ
 کی کوٹھی کی نگرانی کر رہے ہیں۔ یا پھر ہو سکتا ہے کہ وہ خود اپنی کوٹھی
 کی نگرانی کر رہے ہوں۔ کیونکہ ان کا انداز ایسا ہے کہ دونوں ہی صورتیں
 ممکن ہو سکتی ہیں۔ اور" اشارے نے جواب دیا۔

"اوہ! وہ میری کوٹھی کی کس طرف موجود ہیں۔ اور" "؟ مارٹن
 نے چونکتے ہوئے پوچھا۔
 "ایک آدمی دائیں سائیڈ پر ہے۔ ایک عقب سے ذرا ہٹ کر

جھپٹے۔ اور" "۔ اشارے نے جواب دیا۔
 "اوہ! ٹھیک ہے۔ تم ان کا خیال رکھو اور جب یہ نگرانی ختم
 ہوگی تب مجھے اطلاع کرنا۔ اور" "۔ مارٹن نے کہا۔
 "مگر باس! اگر اس دوران وہ اطلاوی کوٹھی سے نکل آیا تو؟
 اور" "۔ اشارے نے پوچھا۔
 "تو تم مجھے اطلاع کر کے اس کی نگرانی کرنا۔ اور" "۔ مارٹن نے
 جواب دیا۔

"ٹھیک ہے باس۔ اور" "۔ اشارے نے جواب دیا۔
 "اور اینڈ آف"۔ مارٹن نے کہا اور ٹرانسپیر آف کر دیا۔ اس کی
 فانی پر سوچ کی سلوٹیں ایک بار پھر اٹھ اٹھیں۔
 اب وہ سوچ رہا تھا کہ اس کو کتنی میں داخل ہو کر عمران کو ختم کرے۔
 اس کو کتنی سے اس کے نکلنے کا انتظار کیا جائے۔؟ کوٹھی میں
 بھی مسخ افراد اور پھر نگرانی کرنے والے انسانوں کے ساتھ بند
 ہوا تھا۔

ہو سکتا ہے کہ ان لوگوں کی وجہ سے وہ اپنے مشن میں کامیاب
 ہو سکے۔ اور مارٹن علی عمران کو اچھی طرح جانتا تھا کہ اگر اُسے ذرا سا
 موقع مل گیا تو پھر نہ صرف اس کا ہلاک ہونا ناممکن ہو جائے گا۔
 بلکہ خود بھی اس کے ہاتھوں میں چھس جائے گا۔ اس لئے اس
 مسخ کار میں فیصلہ کیا کہ عمران کو کوٹھی سے باہر نکلنے دیا جائے۔ اس کے
 بھی کئی مشکل جگہ پر اسے گھیر کر مارا جاسکتا ہے۔
 چنانچہ وہ اب اشارے کی اطلاع کے انتظار میں بیٹھ گیا۔ لیکن اُسے

انتظار کرتے کرتے آدھا گھنٹہ گزر گیا۔ لیکن اشار کی کال وصول نہ ہوئی۔
اس کو بے چینی سی محسوس ہونے لگی۔ اور پھر اس نے ٹرانسمیٹر کو اٹھایا
اس کا بٹن دبا کر اشار کو کال کرنے میں مصروف ہو گیا۔
لیکن کافی دیر تک کال کرنے کے باوجود جب اشار کی طرف نہ
کوئی جواب نہ ملا تو اس نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔
ابھی ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے اُسے بیگ میں رکھا ہی تھا
اُسے دروازے سے باہر کھٹکا سا محسوس ہوا اور وہ چونک کر اٹھ کھڑا
ہوا۔ اس کے اعصاب یکجہت تن گئے تھے۔

مارکوئیس کو مارٹن کے قتل کی ہدایت تو مل گئی اور اس نے حامی بھی بھولی
تھی لیکن یہاں ماحول ایسا تھا کہ وہ اٹھا اٹھندہ رسک نہ لے سکتا تھا۔ اُسے
معلوم تھا کہ اگر وہ بچہ دیا گیا تو کنگ ڈاگ اپنے اصول کے مطابق اس کے پیچھے
نہ آئے گا۔ کنگ ڈاگ نے ہمیشہ ہاتھ پیچھا کر کام کرنے کی ہدایت کی تھی۔
چونکہ مارٹن کے کمرے کے باہر پولیس والے موجود تھے اس لئے مارکوئیس نے
کوئی خاص موقع ڈھونڈنے تک اپنا مشن ملتوی کر دیا۔

کافی دیر بعد مارکوئیس یہ دیکھ کر چونک پڑا کہ چار پولیس افسران مارٹن کے
کمرے کا دروازہ کھلوا کر داخل ہو گئے تھے۔ معاملہ اب زیادہ گھمبیر ہوتا چلا جا رہا
تھا۔ مارکوئیس، مارٹن کے سامنے والے خالی کمرے میں چھپا ہوا تھا اور بند
دروازے کی معمولی سی بھری سے نگرانی میں مصروف تھا۔ پولیس افسران
کے اندر جاتے ہی سفید کپڑوں میں نگرانی کرنے والے ایک ایک کر کے چلے
گئے۔ پولیس افسران کو اندر گئے ہوئے جب کافی دیر ہو گئی تو اُسے بے چینی

سی محسوس ہونے لگی لیکن چار پولیس افسران کی موجودگی میں مارٹن پر گولی چلنے کا مطلب صریحاً خودکشی تھی۔ اس لئے مجبوراً وہ انتظار کرتا رہا۔
 کافی دیر بعد مارٹن کے کمرے کا دروازہ کھلا اور مارٹن اکیلے لمبا تھکے میں ایک بیگ اٹھائے باہر نکلا۔ ابھی مارکوئیس سوچ رہا تھا کہ وہ چاروں پولیس افسران کہاں گئے کہ اسی لمحے ساتھ والے کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک لمبا ڈنگا نوجوان بھی باہر آگیا۔ یہ نوجوان اس کے سامنے ہی ساتھ والے کمرے میں گیا تھا اس کا انداز بتا رہا تھا کہ اس کا تعلق بھی پولیس سے ہے۔ وہ دونوں ساتھ ساتھ چلتے ہوئے لفٹ میں سوار ہو کر نیچے چلے گئے تو مارکوئیس تیزی سے باہر نکلا اور اس نے مارٹن کے کمرے کا دروازہ کھول کر اندر جھانکا۔ اس کا خیال تھا کہ شاید مارٹن نے چاروں پولیس افسران کو یہ ہوش کر دیا ہوگا۔ لیکن کمرہ اور ہاتھ درم دو دونوں خالی پڑے ہوئے تھے۔

مارکوئیس حیرت کے عالم میں تیزی سے واپس مڑا اور پھر لفٹ کے ذریعے نیچے ہال میں آیا تو مارٹن اس وقت تک وہاں سے جا چکا تھا۔ وہ تیز رفتار دم اٹھانا مین گیٹ سے باہر آیا تو اس نے مارٹن کو کیا وہ مین گیٹ سے نکل کر دائیں طرف مڑتے ہوئے دیکھا اب وہ متوقع لگتا تھا جب وہ اپنا مشن مکمل کر سکتا تھا چنانچہ اس نے تیزی سے کوٹ کی جیب میں ہاتھ ڈالا اور پھر کہاؤنڈ گیٹ کی طرف بڑھنے لگا۔ باہر اگر وہ جیسے ہی دائیں طرف مڑا وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ مارٹن بس اسٹاپ پر کھڑے مسافروں کی طویل قطاریں شامل تھا۔ چونکہ اس کے پیچھے بھی قطار میں پانچ پھر افسران تھے اس لئے وہ صحیح نشانہ نہ لے سکتا تھا۔ چنانچہ وہ آہستہ آہستہ چلتا ہوا آگے بڑھا اور پھر خود بھی جا کر بس اسٹاپ کی قطاریں شامل ہو گیا۔ اب مارٹن اس سے سات افراد

آگے تھا لیکن وہاں لوگوں کا جھوم اتنا تھا کہ مارکوئیس اگر مارٹن کو یہاں گولی مار دیتا تو اس کا پتہ نکلنا انتہائی مشکل ہو جاتا۔ چنانچہ وہ خاموش کھڑا رہا۔
 مختصر دیر بعد ایک بس میں وہ مارٹن سمیت سوار ہو گیا۔ اس نے آخری اسٹاپ کا ٹکٹ لے لیا۔ کیونکہ مارٹن کو اس سے کافی دور نشست ملی تھی اور بس کچھ دیر بھری ہوتی تھی اور اسے معلوم نہ تھا کہ مارٹن نے کہاں کا ٹکٹ لیا تھا۔ چوتھے اسٹاپ پر مارٹن اچانک اتر گیا۔ اور مارکوئیس کو بچکنے میں چند لمحوں کی دیر نہ ہو گئی اور پھر وہ یہ نیچے اتر کر جب مارٹن کو تلاش کرنے لگا تو اس نے مارٹن کو ایک ٹیکسی میں بیٹھے ہوئے دیکھا۔ ٹیکسی اس کے سامنے ہی آگے دھکی گئی تھی۔ اور مارکوئیس حیران پریشان ادھر ادھر خالی ٹیکسی کو تلاش کرتا رہ گیا۔ اور پھر اسے خالی ٹیکسی ملتے ملتے دس منٹ تک گئے۔ مارکوئیس نے اسے تیز رفتار می سے سیدھا چلنے کے لئے کہا۔ اور ساتھ ہی ایک بڑا نوٹ ٹیکسی ڈرائیور کی گود میں پھینک دیا۔ ٹیکسی ڈرائیور نے سر ہلادیا۔
 ”حکم جاب“ ڈرائیور نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

”زیر دس تھری ناؤں بڑکی ٹیکسی دس منٹ پہلے چلی ہے۔ اُسے ڈش کر کے اس کا تعاقب کرنا ہے۔“ مارکوئیس نے تیز لہجے میں کہا اور ٹیکسی ڈرائیور نے سر ہلاتے ہوئے ٹیکسی کی رفتار تیز کر دی۔ وہ گاڑیوں کو اس کرتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔

آگے چوک پر پہنچ کر اس نے ٹیکسی کی رفتار آہستہ کر لی۔ شاید وہ سوچ رہا تھا کہ اب کس طرف کو مڑے۔ مارکوئیس بھی خاموش بیٹھا ہوا تھا کیونکہ اسے بھی معلوم نہ تھا کہ مارٹن کی ٹیکسی کس طرف کو گئی ہے۔ آپ کا آدمی کسی رہائشی کالونی کی طرف گیا ہوگا۔ یا تجارتی علاقے

ک طرف؟ ڈرائیور نے پوچھا۔

میرا خیال ہے کہ۔ ہاشی کا کوئی کی طرف ہی گیا ہوگا۔ مارکویس نے چند لمبے سوچتے ہوئے کہا اور ڈرائیور نے سر ہلاتے ہوئے ٹیکسی وائیں طرف موڑ لی اور پھر اسی طرح وہ مختلف چوکوں سے ٹیکسی موڑتا چلا گیا لیکن مارٹن کی ٹیکسی کہیں بھی نظر نہ آئی۔

جب وہ ایگن روڈ پر پہنچے تو اچانک وہی ٹیکسی انہیں واپس آتی دکھائی دی۔ وہ خالی تھی۔ ڈرائیور نے ہاتھ باہر نکال کر اُسے روکا۔
"سافز کمال امارا ہے دوست۔" ٹیکسی ڈرائیور نے اٹھ مارے ہوئے پوچھا۔

"پہلے چوک پر۔" اس ڈرائیور نے مسکاتے ہوئے جواب دیا اور ٹیکسی ڈرائیور نے سر ہلاتے ہوئے ٹیکسی آگے بڑھا دی۔

"آپ کا آدمی چوک پر اترتا ہے جناب۔" ڈرائیور نے چوک کے قریب کار روکتے ہوئے کہا۔

"ٹیکسی ہے۔" میں سمجھ گیا۔ "تھینک یو۔" مارکویس نے جواب دیا اور پھر وہ دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا۔ اب وہ اوھر اوھر دیکھ رہا تھا۔ ٹریفک اس روڈ پر خاصی تھی۔ فٹ پاتھوں پر بہت سے افراد پیدل ہی چل رہے تھے لیکن مارٹن اُسے کہیں بھی نظر نہ آ رہا تھا وہ خاموشی سے آگے بڑھتا چلا گیا۔ اُسے یقین تھا کہ کہیں کہیں قریب ہی کسی کو بھی یا گھٹا ہوگا۔ لیکن کس کو بھی میں۔۔۔؟ یہی بات اُسے معلوم نہ تھا۔

اب ظاہر ہے وہ ہر کوئی میں گھس کر تو مارٹن کی تلاش نہ کر سکتا تھا۔ اور اوھر دیکھتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ پوری انجین روڈ گھومنے کے بعد وہ

واپس مڑا تو اچانک ایک کو بھی کی بالکونی سے اُسے چمک سی موس ہوئی۔ وہ ایک درخت کی اڑ میں ہو کر اس جگہ کو غور سے دیکھنے لگا۔ چمک سہی بار اُسے دکھائی دی۔ اب وہ چمک کو چمک کر چکا تھا۔ یہ دُور بین کے شیشے کی چمک تھی اور سبز رنگ کی ایک چھوٹی سی کو بھی کی بالکونی کے پیچھے کھڑکی میں سے دکھائی دے رہی تھی۔ اس کو بھی میں سے کوئی دُور بین سے چمک کر رہا تھا۔ وہ خاموش کھڑا دیکھتا رہا۔

چند لمحوں بعد چمک ختم ہو گئی اور اس کے ساتھ ہی کھڑکی بھی بند ہو گئی مارکویس کو بھی کی شکل نظر نہ آئی تھی۔ ابھی وہ کھڑا سوچ ہی رہا تھا کہ اب مارٹن کو کہاں ڈھونڈے کہ وہ ڈیڑی دیر بعد اس نے سبز رنگ کی کو بھی کے سامنے والی کو بھی کا ہاتھ لٹک کھتے دیکھا اور اس میں سے دو افراد تیزی سے باہر نکلے اور سبز رنگ کی کو بھی کی سائیں میں آکر مخصوص جگہوں پر چھپ گئے۔ ان کا انداز تیار تھا کہ وہ اس کو بھی کی نگراں کر رہے ہیں۔ مارکویس خاموش کھڑا تھا۔ وہ کافی دیر تک سوچتا رہا کہ واکر کو اپنی ناکامی کی رپورٹ دے کر یہاں سے نکل جائے لیکن وہ جانتا تھا کہ واکر نے ناکامی کی رپورٹ سننے ہی اُسے پہلی فرصت میں گولی مار دی ہے۔ یہ بھی ان کے گرد پکا اصول تھا۔ اچانک اُسے ایک خیال آیا کہ کیوں نہ اس سبز رنگ کی کو بھی میں گھس کر کسی شخص کو ختم کر دے اور پھر واکر کو رپورٹ دے دے کہ اس نے مارٹن کو ختم کر دیا ہے۔ لیکن ہو سکتا ہے کہ مارٹن کا رابطہ واکر کے ساتھ ہو۔ اور اس طرح وہ چھن چلتے۔

"بھائی صاحب!۔۔۔ آپ یہاں کیوں کھڑے ہیں؟" اچانک اُسے ایک آواز سنا دی اور وہ چونک کر مڑا۔ تو ایک دربان ٹاپ کا شخص

اس کے قریب کھڑا اُسے بڑے مشکوک انداز میں دیکھ رہا تھا۔ وہ شاید کچھلی کو بھی کا دربان تھا۔

میرا ایک دوست یہاں آیا ہے۔ مجھے اس کی کو بھی کا نمبر نہیں معلوم۔ اُسے تلاش کر رہا ہوں۔ مارکوئس نے نرم لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

کب آیا ہے؟ کیا نام ہے اس کا؟ دربان نے پوچھا۔
اس کا نام گارنر ہے۔ ابھی پندرہ منٹ پہلے یہاں پہنچا ہے۔ اس کے ہاتھ میں بیگ تھا اور اس نے کٹھنی پر ایک سا سوٹ پہن رکھا تھا۔ مارکوئس نے مارٹن کا نام تو غلط بتا دیا، البتہ لباس مارٹن کا ہی بتا دیا۔

اوہ! وہ صاحب تو اس سامنے والی خالی کو بھی میں گئے ہیں میں نے انہیں جاتے ہوئے دیکھا ہے۔ دربان نے چونکتے ہوئے کہا۔

اچھا۔ بہت بہت شکریہ۔ مارکوئس اس اتفاق پر حیران رہ گیا کہ جب کلیوٹنے پر آئے تو کس طرح مل جاتا ہے۔

اُہ! میں کو بھی کے باہر پہرہ دے رہا تھا۔ میں نے انہیں خود اندر جاتے دیکھا ہے۔ بڑا خوبصورت سا آدمی ہے آپ کا دوست۔ دربان نے کہا اور مارکوئس کو یقین لگایا کہ دربان نے ٹھیک حلیہ بتایا ہے۔ شکریہ شکریہ! آپ نے میری الجھن دور کر دی۔ مارکوئس نے کہا اور پھر تیزی سے سبز رنگ کی کو بھی کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ دربان سر ہلاتا ہوا واپس تشر گیا۔ وہ سچپی کو بھی کی طرف جا رہا تھا۔ مارکوئس آگے بڑھتا ہوا اچانک سائیڈ کی گلی میں گھس گیا کیونکہ اُسے

معلوم تھا کہ سبز کو بھی کی نگرانی ہو رہی ہوگی۔ اس لئے براہ راست اندر جانے سے وہ چپک ہو جائے گا۔ چنانچہ اس نے سائیڈ کی کو بھی سے اندر داخل ہونے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

سائیڈ روڈ سے گذر کر وہ سبز کو بھی کے عقب میں بنی ہوئی کو بھی کے گیٹ پر پہنچا اور دوسرے لمحے اس کے چہرے پر مسکراہٹ دوڑنے لگی۔ کیونکہ عقیبی کو بھی کے گیٹ پر بڑا سا کالا صاف دکھائی دے رہا تھا۔ صاف ظاہر تھا کہ کو بھی خالی پڑی ہوئی ہے۔ اب مارکوئس کے سامنے کوئی رکاوٹ باقی نہ رہی تھی۔

اس نے ادھر ادھر دیکھا اور دوسرے لمحے وہ کو بھی کی چھوٹی سی دیوار کو آسانی سے چھانڈ گیا۔ کو بھی واقعی خالی پڑی ہوئی تھی۔ وہ کو بھی کی سائیڈ سے ہوتا ہوا عقیبی دیوار تک پہنچ گیا۔ اس طرف سبز کو بھی کی عقیبی دیوار تھی۔ مارکوئس چند لمحے خاموش کھڑا دوسری طرف سے ہونے والی کسی آہٹ کا جائزہ لیتا رہا۔ لیکن سبز کو بھی میں بھی خاموشی تھی۔ چنانچہ اس نے ایک بار پھر جھانک لگا لی اور دوسرے لمحے وہ کو بھی کی عقیبی دیوار پر چڑھ گیا۔ اندر خاموشی طاری تھی وہ آہستہ سے اندر کود گیا۔ اور پھر دبے قدموں چلتا ہوا وہ آگے بڑھتا چلا گیا۔

عمارت کے اندر پہنچ کر اس نے تمام کمرے چیک کر ڈالے، مگر وہاں کوئی شخص موجود نہ تھا۔ اب تو وہ بے حد حیران ہوا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ آخر مارٹن کہاں گیا اور اچانک اُسے ایک دروازے کی جھری میں روشنی سی نظر آئی وہ ٹھٹھک گیا۔ اس نے آہستہ سے دروازہ کھولا تو نیچے چھیاں جا رہی تھیں۔ بیڑھیوں پر روشنی تھی اور بیڑھیوں کے اقدام پر ایک اور

دروازہ نظر آ رہا تھا جو یقیناً کسی تہہ خانے کا دروازہ تھا۔

مارکوئیس نے جیب سے ریولور نکالا اور پھر انتہائی آہستگی سے چلتا ہوا پیشیاں اتر گیا۔ آخری طرعی پر پہنچ کر اچانک اس کا پیرو پیلا اس نے اپنے آپ کو سنبھالنے کے لئے دیوار کا سہارا لیا تو ہاتھ میں پکڑا ہوا ریولور دیوار سے ٹکرا گیا۔ کھٹکھٹا سا ہوا لیکن مارکوئیس گرنے سے بچ گیا۔ وہ چند لمحوں خاموش کھڑا رہا لیکن جب بند دروازے کی دوسری طرف کوئی رد عمل نہ ہوا تو اس نے آہستگی سے دروازے کو دھکیلا تو دروازہ کھلتا چلا گیا۔ اس نے ایک طرف ہموک اندر جھانکا۔ اُسے کمرے کے اندر دیوار کے ساتھ ایک مشین نصب دکھائی دی اور اس مشین کو دیکھتے ہی وہ چونک پڑا کیونکہ وہ اس مشین کو اچھی طرح پہچانتا تھا۔ یہ پاور سینڈ کے ہیڈ کوارٹر سے رابطے کی مخصوص مشین تھی اور مارکوئیس، گنگ ڈاگ کے دفتر کے نیچے بننے ہوئے خفیہ کمرے میں اس مشین کو اچھی طرح دیکھ چکا تھا۔ مشین کو دیکھتے ہی اس کا ذہن گھوم گیا۔

”تو اس کا مطلب ہے کہ مارٹن پاولینڈ کا شہری ہے۔“ اس نے بے اختیار بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

”مارٹن سنو!۔ اگر تم اندر موجود ہو تو میری بات سنو!۔ میں بھی پاور سینڈ کا آدمی ہوں۔ گنگ ڈاگ کا آدمی۔ مجھے شاید غلطی سے تمہیں قتل کرنے کا مشن سونپا گیا ہے۔ اگر تم واقعی پاور سینڈ کے آدمی ہو تو میں تمہیں قتل نہیں کر سکتا۔ کیونکہ پاور لینڈ کے ہر آدمی کی حفاظت ہم سب کا فرض ہے۔“ مارکوئیس نے اونچی آواز میں کہا۔

”تم کون ہو۔ اور کس نے تمہیں بھیجا ہے۔“ ہ اندر سے ایک

کرنٹ آواز سنائی دی۔

”میرا نام مارکوئیس ہے۔ مجھے گنگ ڈاگ کے نمبر ٹو واکر نے تمہارے قتل کا حکم دیا تھا۔“ مارکوئیس نے جواب دیا۔

”میں پاور سینڈ کے ہیڈ کوارٹر کا آدمی ہوں۔ چیف باس کا خاص آدمی۔ واکر پاولینڈ کا غلام ہے۔ اگر تم پاولینڈ کے آدمی ہو تو اپنا ریولور اندر چھپک دو۔“ اندر سے سخت ہنسنے میں کہا گیا اور پھر مارکوئیس نے ہاتھ میں پکڑا ہوا ریولور اندر چھپک دیا۔ دوسرے لمحے ایک شخص تیزی سے دروازے میں نمودار ہوا۔ مگر اس کی شکل دیکھتے ہی مارکوئیس بری طرح چونک پڑا کیونکہ وہ مارٹن ہرگز نہ ہوسکتا تھا۔

”تم۔ تم مارٹن تو نہیں ہو۔“ مارکوئیس نے کرنٹ ہلچل میں کہا۔

”میں میک اپ میں ہوں۔ اندر آ جاؤ۔“ دروازے پر کھڑے ہوئے آدمی نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا اور مارکوئیس اندر تہہ خانے میں داخل ہو گیا۔

”مجھے تفصیل بتاؤ کہ تم میرے پیچھے کہاں تک کیسے پہنچ گئے۔ میرے آدمیوں نے اطلاع دی ہے کہ اس کو بھیگی ہوئی لنگوانی ہو رہی ہے۔“

مارٹن نے کہا اور ساتھ ہی اس نے اپنی ایک پنڈلی نیکی کر دی اور مارکوئیس کی نظریں اس کی پنڈلی پر جم گئیں جہاں ہیڈ کوارٹر کی مخصوص نیلی کیسٹ صاف نظر آ رہی تھی۔

”ہاں!۔ لنگوانی تو ہو رہی ہے۔ سانسے والی کو بھیگی کے دو آدمی موجود ہیں۔ مگر میں عصبی کو بھی پھلانگ کر اندر کھٹا ہوں۔“ مارکوئیس نے بتایا اور پھر اس نے کیفیت شافی لاک سے لیکر اب تک کے تمام واقعات

تفصیل سے سنا دیتے۔ اس کو اب مارٹن کے ہیڈ کو اڑنے کے آدمی ہونے کا مکمل ثبوت مل چکا تھا۔

ہوں!۔ اس کا مطلب ہے کہ واکر اب کھل کر غداری پر اتر آیا ہے اب مجھے پہلے اس کا بندہ ولست کرنا ہوگا۔ تمہارا گروپ میں کیا نمبر ہے؟ مارٹن نے ہنکارہ بھرتے ہوئے کہا۔

”نمبر تھری۔ میں واکر کے بعد ہوں۔“ مارکوئیس نے جواب دیا۔
”اوہ کے!۔ پھر تم ہی اس گروپ کے انچارج بننے کے لائق ہو۔ میں ابھی چیف باس سے رابطہ قائم کر کے تمہاری سفارش کرتا ہوں۔ دروازہ بند کر دو۔“ مارٹن نے غصیلے لہجے میں کہا اور مارکوئیس نے مڑ کر دروازہ بند کر دیا۔

مارٹن غصے میں بل کھانا ہوا سٹول پر بیٹھ کر مشین کو آن کرنے میں مصروف ہو گیا۔ مارکوئیس ساتھ ہی خاموش کھڑا تھا اور اپنے انچارج بننے کا مشن کر اس کا دل خوشی سے اچھل رہا تھا۔

صفدر جب بینک فون بوتھ کے قریب پہنچا تو بوتھ پر لگا ہوا آؤٹ آف درک کا بورڈ دیکھ کر اس کا منہ بن گیا۔ اب ایک ہی صورت تھی کہ وہ نزدیکی کیفے سے فون کرے۔ چنانچہ وہ مڑ کر کیفے کی طرف بڑھنے لگا۔ کیفے میں داخل ہو کر وہ سیدھا کاؤنٹر کی طرف بڑھا۔ لیکن کاؤنٹر پر اُسے ٹیلیفون سیٹ نظر نہ آیا۔

”فرمائیے۔“ کاؤنٹر پر کھڑی ہوئی لڑکی نے صفدر کے قریب آتے ہی کا دبدبائی انداز میں سکرلاتے ہوئے پوچھا۔

”مجھے فون کرنا ہے۔“ صفدر نے کہا۔

”اوہ سوری!۔ ابھی ہمارے کیفے کو فون نہیں ملا۔ ہم نے ابھی حال ہی میں کیفے کا افتتاح کیا ہے۔ آپ باہر بینک بوتھ سے کال کر لیں۔“ لڑکی نے جواب دیا۔

لیکن اس پر آؤٹ آف درک کا بورڈ لگا ہوا ہے۔“ صفدر نے

جواب دیا۔

”ارے آپ دایں طرف والے پبلک بوتھ کی طرف گئے ہوں گے۔ وہ تو آؤٹ آف دھک ہے۔“ بایں طرف بھی فون بوتھ ہے۔ وہ صبح کام کر رہا ہے۔“ لڑکی نے کہا۔

”شکریہ۔“ صفدر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور پھر واپس گیٹ کی طرف مڑ گیا۔

کیفے سے نکل کر وہ بائیں طرف مڑا چلا گیا۔ کیفے کے اختتام پر ذرا سا ہسٹل کر فون بوتھ موجود تھا۔ صفدر اس کے قریب پہنچا تو اس نے ایک لمبے ترنگے نوجوان کو اندر موجود پایا۔ اس نوجوان کا رخ رشک کی طرف تھا جب کہ صفدر سائیڈ سے آ رہا تھا اس نے شاید وہ اسے نہ دیکھ سکا تھا۔ بوتھ کی سائیڈ کا اندھا شیٹ درمیان سے کٹا ہوا تھا۔ شاید اسے ہوا کے نکاس کے لئے گول کاٹا گیا تھا۔ نوجوان کی آواز باہر آ رہی تھی اور پھر صفدر کے کانوں میں جیسے ہی اس کی آواز پڑی، وہ ٹھٹھک گیا۔ اور پھر دوسرے لمحے وہ آہستہ سے آگے بڑھتا ہوا اندھے شیٹ کے ساتھ چٹ کر کھڑا ہو گیا۔ اب اندر کھڑے نوجوان کو وہ اس وقت تک نظر نہ آ سکتا تھا جب تک وہ فون بوتھ سے نکل کر رشک سائیڈ میں نہ پہنچ جائے۔

”میں نے اس اطالوی کو ایک بڑا سا اودھ کوٹ پہننے ایک ٹیکسی میں بیٹھے ہوئے دیکھا۔ چونکہ آپ نے بتایا تھا کہ ہمارا اصل شکار دوسری اطالوی ہے اس لئے میں نے اس کی ٹیکسی کو تعاقب کیا۔ وہ ٹیکسی میں بیٹھ کر انگلیں روڈ پہنچا اور ایک کیفے کے سامنے اتر گیا۔“ ٹیکسی چلے جانے کے بعد وہ پیدل چلتا ہوا یہاں کی ایک کوٹھی میں داخل ہوا ہے۔ یہ کوٹھی کسی

ڈاکٹر کسی کی ہے۔ وہ اب تک کوٹھی کے اندر ہے۔ اور۔“ نوجوان کہہ رہا تھا اور پھر اس کا لفظ سن کر صفدر سمجھ گیا کہ نوجوان نے بظاہر سیور اخٹا رکھا ہے لیکن وہ بات ٹرانسپیر کر رہا ہے۔ وہ دراصل اطالوی کے لفظ سے چونکا تھا۔ اس سے پہلے ہسپتال کا لفظ بھی اس کے کانوں میں پڑ چکا تھا۔ ”یس سر۔“ میں نے خود اسے اپنی آنکھوں سے اندر داخل ہوتے دیکھا ہے۔ اور میں اس کوٹھی کی نگہانی کر رہا ہوں۔ اور۔“ نوجوان نے دوسری طرف سے کوئی بات سن کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

”میں کیفے کے پاس ایک پبلک بوتھ میں کھڑا ہوں۔ بظاہر میں نے سیور اخٹا رکھا ہے لیکن وایچ ٹرانسپیر کر رہا ہے۔ بات کر رہا ہوں یہاں سے وہ کوٹھی صاف نظر آ رہی ہے۔ اور۔“ نوجوان کی آواز سنائی دی۔ ”دس منٹ ہو گئے ہیں جناب! بوتھ خالی نہ تھا اس لئے میں انتظار کر رہا۔“ اس کے علاوہ چونکہ یہ رشک خاموشی پر عہد ہے اس لئے ہوسکتا ہے کہ مجھے مشکوک سمجھا لیا جاتا۔ اور۔“ نوجوان باتوں میں مصروف تھا صفدر صرف اس کی آواز ہی سن سکتا تھا۔

”کچھ دیر خاموشی۔ ہی۔ وہ نوجوان دوسری طرف سے بات سن رہا تھا۔“ ”یس سر۔“ مگر کوٹھی میں آپ کب پہنچے۔ میں نے تو آپ کو کچھ نہیں کہا۔ اور۔“ نوجوان کی حیرت بھری آواز سنائی دی اور اس بار صفدر واقعی اچھل پڑا۔ سبز کوٹھی کا حوالہ دیتے ہی وہ ساری بات سمجھ گیا کہ یہ نوجوان ماڈن کا سامتی ہے۔ کیونکہ ماڈن اس کے سامنے ہی سبز کوٹھی میں داخل ہوا تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ عمران ہسپتال سے نکل کر یہاں کسی ڈاکٹر کسی کی کوٹھی میں داخل ہوا ہے۔ اور یہ نوجوان ہسپتال سے تعاقب کرتا ہوا

یہاں تک پہنچا ہے۔ اسے شاید مارٹن کے یہاں آنے کی اطلاع نہیں ہے
اس لئے وہ ٹرانسڈیڈ بات کر رہا تھا۔

”اسی لمحے اُسے رسیور رکھے جانے کی آواز سنائی دی اور صفدر چونک
کر تیزی سے پلٹا اور فون بوتھ کے دروازے کے عکسی طرف پلٹ گیا۔
نوجوان فون بوتھ سے نکل کر مڑا اور پھر رشک کراس کرتا ہوا ایک بجٹال
کی طرف بڑھنے لگا۔ صفدر سمجھ گیا کہ وہ اب بجٹال پر پھہر کر نگرانی کرے گا
اُسے شاید نگرانی کا حکم ملا ہوگا۔ جب اس نوجوان کی فون بوتھ کی طرف
پشت ہوتی تو صفدر تیزی سے فون بوتھ میں داخل ہوا۔ اس نے جب سے
سکے نکال کر خانے میں ڈالے اور پھر رسیور اٹھا کر اس نے جولیا کے ہونٹ کے
نمبر ڈائل کئے۔

”یس۔ سٹی جادنگ ہٹل۔“ چند لمحوں بعد ایک ساندواچی آؤڈر رسیور
میں سنائی دی۔

”مرہ نمبر ایک سو بارہ۔ مس ریٹلے سے بات کراؤں؟“ صفدر نے نرم
لہجے میں کہا۔

”یس سر۔ بولڈ آن کریں۔“ دوسری طرف سے مردانہ لہجے میں کہا گیا۔
”یس ریٹا پیکنگ۔“ چند لمحوں بعد جولیا کی آواز سنائی دی۔

”مس ریٹا! میں چارلی بول رہا ہوں۔“ صفدر نے اپنا نمبر
بالتے ہوئے کہا۔

”اوہ چارلی! تم کہاں غائب ہو گئے تھے۔ میں اب خود تمہاری
تلاش کے لئے جانے والی تھی۔“ جولیا نے تندے غصیلے لہجے میں کہا۔

”مس ریٹا! میں ایک خاص کیلو کے پیچھے تھا۔ آپ کو ہسپتال

کے واقعات کا تو علم ہوگا۔“ صفدر نے کہا۔

”ہاں!۔۔۔ ابھی وکٹر کا بھی فون آیا تھا۔“ ٹیک پولیس ہیڈ کوارٹر
میں ہے۔ تمہارے پاس کیا اطلاعات ہیں؟“ جولیا نے جواب دیا۔

”وکرٹ نے کہاں سے فون کیا تھا؟“ صفدر نے چونک کر پوچھا۔
”یہ تو مجھے معلوم نہیں۔ البتہ اس نے مفور حملہ آور کی تلاش کا کہا ہے
اور اس نے کسی ڈاکٹر کو کسی کے فون نمبر زیریو ایون پر رپورٹ دینے کے
لئے کہا ہے۔“ جولیا نے جواب دیا۔

”میں سمجھ گیا۔ میں نے حملہ آوروں کے سرغنہ کو تلاش کر لیا ہے۔ اور
سنیں! کسی کو مفور حملہ آور کی تلاش میں بھیجنے کی ضرورت نہیں ہے
وہ کار کے ایجنڈنٹ میں ہلاک ہو چکا ہے۔“ صفدر نے سرھلاتے
ہوئے جواب دیا۔

”حملہ آوروں کا سرغنہ۔۔۔ مگر وہ کہاں ہے؟“ جولیا نے
چونکتے ہوئے پوچھا۔

”ڈاکٹر کو کسی کی سانسے والی کوٹھی میں۔ اس کا ایک ساتھی بھی میری
نظروں میں آچکا ہے۔ بہر حال میں وکٹر سے براہ راست بات کر لینا
میں کیونکر دیر خطر کا بھی ہو سکتی ہے۔ اور کے۔“ صفدر نے تیز

لہجے میں کہا اور پھر جولیا کی بات سے بغیر اس نے کرڈل دیا۔ اس کے بعد
اس نے جب سے اور کئے نکال کر بوتھ میں ڈالے۔ پورب کا ماحول

چونکوا اور اچھی طرح جانتا تھا کہ یہاں سکوت کے بغیر فون نہیں ہو سکتا اس لئے
کوٹ کی چھوٹی جیب وہ سکوت سے بھر لیتا تھا۔

کئے ڈال کر صفدر نے زیریو ایون زیریو نمبر گھماتے۔ چند لمحے دوسری طرف

گھنٹی بجتی رہی پھر کسی نے سیور اٹھالیا۔
 "یس۔" فائبر کسی ریڈیو ٹیلس۔ ایک کھرت سہی آواز سنائی دی۔
 یہاں ایک اطالوی آئے ہوں گے۔ وہ میرے ساتھی ہیں۔ ان سے
 امریکی بات کرنی ہے۔ انہیں کہہ دیں کہ لائن پر چارلی ہے۔ صفد
 نے کہا۔ اس نے عمران کا نام اس لئے نہ لیا تھا کہ معلوم نہیں عمران نے اپنے
 آپ کو کیا کچھ کر متعارف کرایا ہو۔
 "اوہ پرسن!۔ وہ تو کار میں بیٹھ کر جا رہے ہیں۔" دوسری طرف
 سے کہا گیا۔

"انہیں فوراً روکیں اور میری بات کرائیں۔ یہ ضروری ہے۔" صفد
 نے تیز لہجے میں کہا۔
 "اوسکے۔ آپ ہوائ کریں۔ اگر وہ چلے نہیں گئے تو میں بات کرتا
 ہوں۔" دوسری طرف سے کہا گیا۔

تھوڑی ہی دیر بعد ملکی سی کٹنگ کی آواز سنائی دی۔
 "یس چارلی چین صاحب!۔ فریٹے!۔ آجکل کوئی فلم چل رہی
 ہے۔" سیور پر عمران کی مخصوص آواز ابھری اور صفد کے چہرے پر
 بے اختیار مسکراہٹ نہ لگنے لگی۔

"فلم آپ کے سامنے والی کوٹھی میں چل رہی ہے۔ مار دھاڑ سے
 بھر لو۔" صفد نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔
 "اوہ!۔" وہاں سے تو خود فلم دیکھنے کی کوشش کی گئی تھی۔ شاید دوسری
 سے۔ عمران کی آواز سنائی دی۔
 "ہو سکتا ہے۔ بہر حال آپ پر ہسپتال میں حملہ آور دونوں افراد اور آپ

کی کار پر ہم چھپکنے والے گروپ کا سرغنہ سامنے والی سبز رنگ کی کوٹھی میں موجود
 ہے۔ اس کا نام مارٹن ہے۔ وہ پہلے کینے شانی لاکھ میں رہائش پزیر
 تھا۔ اس نے وہاں چار پولیس آفیسروں کو عجیب ساخت کے پستول سے
 دھوئیں میں تبدیل کر دیا اور خود یہاں آ گیا۔ اس کا ایک ساتھی بھی یہاں
 قریب ہی موجود ہے جس نے آپ کو ڈاکٹر کسی کی کوٹھی میں داخل ہوتے
 چیک کیا ہے اور مارٹن کو اس کی اطلاع بھی دے دی ہے۔ وہ آپ کا
 تعاقب ہسپتال سے کر رہا تھا۔" صفد نے کہا۔

"اوہ!۔ تم تو پر چوٹی شاہ ٹائپ کی الہامی باتیں کر رہے ہو۔ مجھے
 تفصیل بتاؤ۔" اس بار عمران کا لہجہ بے حد عجیبہ تھا۔
 اور پھر صفد نے ہوشل سٹی جدمنگ سے نکل کر عمران کو فون کرنے تک
 کے تمام واقعات تفصیل سے سنا دیئے۔

"اوہ!۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ پاور لینڈ کا دوسرا گروپ ہے۔
 بہر حال تم نے بے حد کام کی بات معلوم کی ہے۔ اس کا ساتھی کہاں
 ہے۔؟ عمران نے پوچھا۔
 "وہ سامنے ایک بج ٹائل پر گھڑا شاید آپ کی کوٹھی کی نگراں کر رہا ہے۔"
 صفد نے جواب دیا۔

"اس کا پورا حلیہ اور لباس کے متعلق بتاؤ۔" عمران نے پوچھا اور
 صفد نے اس نوجوان کا حلیہ اور لباس کی تفصیلات بتا دیں۔
 "اوکے! تم وہیں مقیم ہو۔ جب کچھ لوگ اس آدمی کو اغوا کر
 کے ڈاکٹر کسی کی کوٹھی میں لے جائیں تو تم مارٹن کی کوٹھی کے قریب پہنچ
 جانا۔ میں میک آپ میں کوٹھی سے نکل کر آؤنگا اور پھر مارٹن سے

”یہی بات ہو جائے گی“ — عمران نے اسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔
 ”ٹھیک ہے“ — صفدر نے جواب دیا اور پھر دوسری طرف سے
 ریسور رکھ جانے کی آواز سن کر اس نے بھی ریسور رکھ دیا۔ اور پھر اطمینان
 سے چلتا ہوا فون بوتھ سے باہر نکلا۔ اس نے ایک نفر اس بکٹال پر ڈالی جہاں
 مارٹن کا آومی موجود تھا۔ وہ ایک مٹاسا رسالہ پڑھنے میں مصروف تھا۔ صفدر
 اطمینان سے چلتا ہوا اپنے موٹر سائیکل کی طرف بڑھنے لگا۔ مگر ابھی اس نے
 چند ہی قدم اٹھائے ہوں گے کہ اس نے ایک پولیس کار کو اس موٹر سائیکل
 کے قریب رکتے دیکھا اور صفدر یوں تیزی سے شرک کی طرف مڑ گیا جیسے
 اُسے جوت نظر آگئے ہوں۔ وہ بال بال پچا تھا۔ موٹر سائیکل کے مالک نے
 یقیناً چوری کی رپورٹ لکھوا دی تھی اور پولیس نے وہ موٹر سائیکل برآمد کر لی تھی
 اب ظاہر ہے صفدر اس پر سوار ہوتا تو وہ بھی ساتھ ہی برآمد ہو جاتا۔ چنانچہ
 اس نے شرک کو اس کرنے میں ہی عافیت سمجھی اور پھر شرک کو اس کر کے وہ
 آہستہ آہستہ چلتا ہوا اس بکٹال کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ جہاں مارٹن کا ساتھی موجود
 تھا۔ جب کٹال سے دو کاغذیں پہلے ایک بزرگ شاپ تھی۔ صفدر اس کے کاؤنٹر
 پر رکا اور اس نے ایک بزرگ طلبہ کیا۔ اب ظاہر ہے اُسے انتظار کرنا تھا اور
 اس نے سوچا کہ انتظار کے دوران اگر بزرگ ہی کھالیا جائے تو کوئی مضائقہ نہ تھا۔

”کیا بات ہے — کس کا فون تھا پرنس“ — ڈاکٹر وکسی نے کسے
 میں داخل ہوتے ہوئے پوچھا۔

عمران اس وقت ریسور رکھ کر مڑا ہی تھا۔

عمران کا میں بیٹھ ہی رہا تھا کہ ملازم نے آکر اطلاع دی کہ کوئی چارلی ان
 اسے ایمر جنسی بات کرنا چاہتا ہے اور چارلی کا نام سنتے ہی عمران سمجھ گیا کہ کمال
 صفدر کی ہوگی۔ ظاہر ہے صفدر نے کسی خاص بات کے لئے ہی جو کیا اور پورٹ
 دینے کی بجائے براہ راست کال کرنا مناسب سمجھا ہوگا۔

”وہ جس کی تلاش میں ہم کنوؤں میں ہائس ڈالنے کی تیاریاں کر رہے تھے
 وہ آپ کا ہمایہ نکلا“ — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کیا مطلب — میں سمجھا نہیں — میرا ہمایہ“ — ڈاکٹر وکسی نے
 پوچھتے ہوئے پوچھا۔

”ہاں! — تجھ پر حملہ کرنے والے گروپ کا سرغنہ۔ دوسرے لفظوں

میں پاور لینڈ کا آدمی سامنے والی سبز رنگ کی کوٹھی میں موجود ہے۔ اس کا نام مارٹن ہے۔ اس کا ایک ساتھی یہاں سے قریب چوک پر ایک کبٹا پر موجود ہے۔ عمران نے بتایا۔

”اوہ۔۔۔ اسی لئے تو میں کہہ رہا تھا کہ اُسے یہاں اغوا کرالوں۔ مگر تم نے نگرانی کا چکر چلا دیا۔“ ڈاکٹر کسی نے بڑے جو شیلے بلجے میں کہا۔

”نگرانی کے نتیجے میں ہی تو معلوم ہوا کہ وہ کون ہے۔۔۔ ورنہ شاید معلوم ہی نہ ہوتا۔ اور اس کا ساتھی اپنے پرے گرد پ کو طلب کرالیتا۔ آپ ایسا کریں کہ اپنے آدمی بھیج کر اس کے ساتھی کو اغوا کرالیں۔ مارٹن سے میں خود منٹ لونگکا۔ عمران نے کہا۔

”اس کا حلیہ بتاؤ۔ ابھی پانچ منٹ میں وہ یہاں ہوگا۔“ ڈاکٹر کسی نے جو شیلے بلجے میں کہا۔

عمران نے صفر دکھاتا ہوا حلیہ ڈاکٹر کسی کو سنا دیا۔ ڈاکٹر کسی حلیہ سننے ہی تیزی سے چلتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔ وہ عمران ظاہر ہے اب باہر جا کر کیا کرتا۔ وہ وہیں کرسی پر بیٹھ گیا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ کاش ان لوگوں کے جسموں میں وہ ٹرانسمٹ فیوز موجود ہو۔ چروکی پنڈے تو صاف تھی۔ وہ دراصل فن سینڈیا ہی اس لئے تھا کہ یہاں پاور لینڈ کے کسی ایسے آدمی کو ڈھونڈ نکالے جس کی پنڈلی میں ٹرانسمٹ فیوز موجود ہو۔ وہ اس ٹرانسمٹ فیوز کو درست حاصل میں حاصل کرنا چاہتا تھا تاکہ اس پر ریسرچ کر کے وہ خود اس نظام کو سمجھ سکے۔ اور اس کے بعد وہ اپنے اور اپنے ساتھیوں میں وہ ٹرانسمٹ فیوز لگا کر پاور لینڈ میں داخلے کا راستہ بنا سکے۔

جب ڈاکٹر کسی کو کمرے سے گئے ہوئے دس منٹ سے بھی زیادہ گزر گیا تو عمران اٹھ کر کمرے سے باہر نکل آیا۔ ڈاکٹر کسی پورچ میں موجود تھا۔ عمران جب ڈاکٹر کے پاس پہنچا تو اسی لمحے کوٹھی کے ادھ کھلے چٹانک لے سے ایک کار اندر داخل ہوئی۔ کار تیزی سے دوڑتی ہوئی پورچ میں جا کر دوسرے لمحے اس کے دروازے کھلے اور دو انسٹراڈونے باہر نکل ایک بیہوش آدمی کو باہر کھینچ لیا۔ اس پر نظریں ڈالتے ہی عمران سمجھ گیا کہ مارٹن کا ساتھی ہے۔

”یہ آگیا پرلن۔“ ڈاکٹر کسی نے مسکراتے ہوئے بیہوش آدمی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

”اے اٹھا کر اندر پہنچاؤ۔ میں فوراً اس کو ٹیٹول لوں کہ اس کے جسم پر مارکوسٹ ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور پھر ڈاکٹر کسی کے اشارے پر ان میں سے ایک نے اُسے اٹھا کر کمرے پر لا دیا اور کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ عمران اور ڈاکٹر کسی اس کے پیچھے تھے۔ عمران کے کہنے پر اس بیہوش آدمی کو ایک صوفے پر ڈال دیا گیا عمران تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے اس کی پٹون کے پانچ اوپر کی طرف حملے۔ دوسرے لمحے اس کا چہرہ کھل اٹھا۔ اس آدمی کی پنڈلی پر نیلے رنگ کی وہ مخصوص کی صرف نظر آ رہی تھی۔ جو اس نے نیڈی ایٹلے کی پنڈلی پر بھی تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ ٹرانسمٹ فیوز اس کی پنڈلی میں موجود ہے۔ ڈاکٹر! فوراً لیبارٹری میں چلو۔ یہ میرے مطالب کا آدمی ہے۔

عمران نے تیزی سے جبکہ اس آدمی کو اٹھا کر اپنے کاڈھے پر لا دیا اور پھر لیبارٹری کی طرف تفریباً جھانکنے لگا۔ ڈاکٹر کسی اس کے پیچھے تھا۔

لیبارٹری کے بند دروازے پر پہنچ کر عمران نکلیا۔ اس کے انداز میں بے چینی تھی۔ اُسے صرف یہ خطرہ تھا کہ کہیں پاس لائبریری ہیکٹو گارڈ والے اسے چیک نہ کر رہے ہوں اور وہ ٹرانسمٹ فونز ہی نہ اڑا دیں۔
ڈاکٹر نے اُسے بڑھ کر لیبارٹری کا بند دروازہ کھولا اور علم نے آگے بڑھ کر اُسے پہنچ لایا۔

۱۳۳
ڈاکٹر! میں نے اس کا آپریشن کر لیا ہے۔ گہری بیہوشی کی بنا عمران نے کوٹ کی اندرونی جیب سے تیز دھار خنجر نکالتے ہوئے کہا اور ڈاکٹر کسی سرھٹاتا ہوا ایک الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری میں سے ایک بوتل اٹھائی اور پھر دالیں اُگراس نے اس کا ڈھکن کھولا اور اُسے پہنچ پر پڑے ہوئے شخص کی ناک سے لگا دیا۔ ڈھکن کھلتے ہی بوتل میں سے گیس کی طرح نکلی جیسے پریش سے چھینکی جارہی ہو۔ اور دوسرے لمحے ڈاکٹر نے بوتل ہٹا کر ڈھکن دوبارہ لگا دیا۔

اب یہ چار پانچ گھنٹوں سے پہلے ہوش میں نہیں آسکتا۔ اور ہم بیہوشی اتنی گہری ہوگئی کہ اس کے جسم کے ٹکڑے اڑا دو۔ اسے محسوس نہ ہوگا۔ ڈاکٹر کو کسی نے مس کرتے ہوئے کہا اور عمران سرھٹاتا ہوئے اس کی ننگی پٹلی پر جھک گیا۔
عمران نے خنجر کی مدد سے بڑی مہارت سے اس کی پٹلی کے گوشہ کو اس پٹلی گیر کے قریب سے کاٹنا شروع کر دیا۔
مقوی در لید خنجر ہوسے لٹھ چکا تھا اور عمران کے ہاتھ میں ایک نیلے رنگ کی چھٹی سی پتی موجود تھی جس پر جگر سے عمران نے وہ چھٹی پتی نکالی تھی وہاں اب ٹکٹا نظر آ رہا تھا جس میں سے خون نکل رہا تھا۔

اب یہ چار پانچ گھنٹوں سے پہلے ہوش میں نہیں آسکتا۔ اور ہم بیہوشی اتنی گہری ہوگئی کہ اس کے جسم کے ٹکڑے اڑا دو۔ اسے محسوس نہ ہوگا۔ ڈاکٹر کو کسی نے مس کرتے ہوئے کہا اور عمران سرھٹاتا ہوئے اس کی ننگی پٹلی پر جھک گیا۔
عمران نے خنجر کی مدد سے بڑی مہارت سے اس کی پٹلی کے گوشہ کو اس پٹلی گیر کے قریب سے کاٹنا شروع کر دیا۔
مقوی در لید خنجر ہوسے لٹھ چکا تھا اور عمران کے ہاتھ میں ایک نیلے رنگ کی چھٹی سی پتی موجود تھی جس پر جگر سے عمران نے وہ چھٹی پتی نکالی تھی وہاں اب ٹکٹا نظر آ رہا تھا جس میں سے خون نکل رہا تھا۔

کو ہدایات دینے میں مصروف ہو گیا۔ البتہ عمران کو صفد کا خیال آ گیا۔ اس نے ٹرانسمیٹ فیوڈ اپنی جیب میں ڈال لیا تھا۔ جب ڈاکٹر کسی نے اپنے آدمیوں کو ہدایات دے دیں تو وہ کار میں بیٹھ گیا۔ عمران اس کے ساتھ ہی بیٹھ گیا۔

”باہر ڈاکٹر روکنا۔ میں اپنے آدمی کو ساتھ لے لوں“ — عمران نے کہا اور ڈاکٹر نے سر ہلادیا۔

ڈاکٹر نے کار کو سٹی سے باہر نکال کر ایک طرف کر کے روک دی اور غریب دروازہ کھول کر نیچے اترا۔ اور پھر اسے سبز کوٹھی سے فلاحیٹ کر ایک درخت کے ساتھ کھڑا صفد نظر آ گیا۔ عمران نے سر پر ہاتھ رکھ کر اسے مخصوص اشارہ کیا تو صفد جو تک پڑا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا عمران کی طرف بڑھتا چلا آیا۔

”صفد! کار میں بیٹھو“ — عمران نے اس کے قریب آتے ہی آہستہ سے کہا اور صفد خاموشی سے سر ہلاتا ہوا کار کی پچھلی نشست پر بیٹھ گیا۔ عمران نے آگے والی نشست میں جالی اور پھر عمران کے کہنے پر ڈاکٹر کو کسی نے کار آگے بڑھا دی۔

صفد ڈاکٹر کو کسی کی وجہ سے خاموش تھا جب کہ عمران جیب سے وہ ٹرانسمیٹ فیوڈ نکال کر اس کے معاملے میں غرق ہو گیا۔ اس نے کار میں خاموشی ہی طاری رہی۔

مارٹن نے مشین کا سوچ آج کیا اور پھر جیسے ہی سکریں روشن ہوئی اس نے گفتگو نشر کرنے والا سوچ دبا دیا۔ سکریں پر پہلے تو آدھی ترجمہ لکیریں ہی نمودار ہوئیں پھر سکریں پر سبز رنگ چھا گیا۔ اس سبز رنگ میں مختلف رنگوں کا بنا ہوا دائرہ تیزی سے پھیلنے اور سمٹنے لگا۔ اور مارٹن کے ساتھ ساتھ مارکس بھی چوکنہ ہو گیا۔ کیونکہ اس دائرے کا مطلب تھا کہ دوسری طرف سے انہیں سکریں پر باقاعدہ چیک کیا جا رہا ہے۔ اس خصوصی مشین میں یہ خاصیت تھی کہ اس پر ہونے والی کال کو دنیا کے کسی بھی حصے میں کسی بھی طریقہ کی طرح چیک نہ کیا جاسکتا تھا اور ہیڈ کارڈ میں ایسی مشین ہی موجود تھی کہ کال کرنے والے کی آواز اور اس کی تصویر کو کمپیوٹر کے ذریعے ایک لمحے میں چیک کر لیا جاتا تھا اور رابطہ بھی اسی صورت میں قائم ہو سکتا تھا جب کہ کمپیوٹر مشین چلانے والے کو اس کے کر دیتا۔

”ہیلو — ہیلو مارٹن کا ٹنگ چیف باس۔ اور“ — سکریں پر

مٹلتے چھپتے دائرے کو دیکھتے ہی مارٹن نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

”ییس ہنری سیکینگ۔ اور“۔ دوسری طرف سے ہنری کی آواز سنائی دی۔

”باس!۔ اہم اطلاعات دینے کے لئے کال کی ہے۔ اور“۔ مارٹن نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

”ہلو۔ اور“۔ ہنری نے مختصر لفظوں میں جواب دیتے ہوئے کہا اور مارٹن نے شروع سے لیکر اب تک کی تمام تفصیل بتا دی کہ کس طرح عمران کی کار پر حملہ کیا گیا اور پھر کس طرح وہ زخمی ہو کر ہسپتال پہنچا۔ جہاں اسکاٹی اور مون نے حملہ کیا۔ مگر وہ نہ صرف ناکام رہے۔ بلکہ اپنی جانوں سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے اور پھر اس نے رجز دے مرنے کے ساتھ ساتھ واکر کی بخاری اور اس کی پولیس کو مخبری کے ساتھ ساتھ مادہ کوئیس کی آمد تک سب کچھ تفصیل سے بتا دیا۔

”تو علی عمران اطلاع کی کہ روپ میں تمہارے سامنے والی کوٹھی میں موجود ہے۔ اور“۔ ہنری نے بڑے ساٹھ لہجے میں پوچھا۔

”ییس باس!۔ وہ کسی ڈاکٹر دوسری کی کوٹھی سے۔ اور اسٹار نے رپورٹ دی ہے کہ ڈاکٹر دوسری کے آدمی میری کوٹھی کی نگرانی کر رہے ہیں۔ اور“۔ مارٹن نے جواب دیا۔

”ادہ تم ان نگرانی کرنے والوں کے ڈر سے اندر چھپے بیٹھے ہو۔ مارٹن!۔ تمہاری صلاحیتوں کو کیا ہوا ہے۔“ ہنری نے زہنی اور جہانی طور پر مغلوب ہو گئے ہو۔

”اور وہ تمہارا احمق ساتھی اٹار صرف علی عمران کی کار کی نگرانی کرتا رہا ہے۔ میں نے تمہیں کیا حکم دیا تھا کہ تجھے علی عمران

کی لاش چھپائے۔ ہر قیمت پر۔ ہر حالت میں چاہیے۔ اس کے لئے تمہیں پورا چھینری شہر ہی کیوں نہ اڑانا پڑے۔ کیا تم اس ڈاکٹر دوسری کی کوٹھی کو رینج ہم سے نہیں اڑا سکتے۔؟ زبرد پاور سے اس کوٹھی کی اینٹ سے اینٹ نہیں بجائی جاسکتی۔؟ کیا ٹیگی پر ہم نہ پھینکا جا سکتا تھا۔؟ کیا میں تمہارے اور تمہارے اس احمق ساتھی کے لئے ریڈ وائنگ جاری کر دو۔ اور“۔ ہنری نے غصے کی شدت سے دھاڑتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے سے صاف ظاہر ہوا تھا کہ وہ غصے کی شدت سے دانت پیس رہا ہے۔

”سوری باس!۔ میں نے واقعی اس لائن پر سوچا ہی نہ تھا۔ حالانکہ میرے پاس رینج ہم بھی موجود ہے اور زبرد ہم بھی۔ دراصل میں واکر کی مخبری کی وجہ سے ذہنی طور پر الجھ گیا تھا۔ اور“۔ مارٹن کا چہرہ ریڈ وائنگ کے الفاظ سننے ہی ہمدی کی طرح زرد پڑ گیا تھا۔

”واکر کو گوگی مار دو۔ یہ مسائل بعد میں نمٹتے ہیں گے۔ تم علی عمران کو نمٹ کر دو۔ ابھی اور اسی وقت۔ اور تجھے رپورٹ دو کر تم نے اس کی لاسٹس حاصل کر لی ہے۔ میں تمہاری کال کا انتظار کروں گا۔ اور سنو!۔ ناکامی کی صورت میں مجھے رپورٹ دینے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ خود کشی کر لینا۔ اور“۔ ہنری نے انتہائی کڑخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”آپ بے فکر رہیں باس!۔ آپ کو مایوسی نہیں ہوگی۔ اور“۔ مارٹن نے انتہائی مستعد لہجے میں جواب دیا۔

”اور ائیڈ آل“۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور مارٹن نے تیزی

سے مشین کے سوچ آف کرنے شروع کر دیئے۔ اس کے انداز میں ایسی پہلی سعی کر جیسے جسم میں خون کی بجائے پارہ دوڑنے لگا ہو۔

مشین آف کر کے اس نے اسی مشین کے پچلے حصے میں بنے ہوئے ایک خانہ کو کھولا اور پھر اس سے ایک نوے کا عدد ق سا باہر کھینچ لیا۔ یہ خاصا وزنی تھا اس کی ساخت موٹر بیڑی جیسی تھی۔ البتہ اس کی سائیں میں ایک پتلی سی تار اور اس کے ساتھ ہی سرخ رنگ کی پتلی سی ٹکی ہوئی تھی۔

”مارکوئس! — اسے میرے ساتھ اٹھا کر اوپر والی منزل میں پہنچاؤ۔ میں پہلے اس فاکٹر کی کوٹھی تباہ کر دوں۔ پھر جو ہوگا دیکھا جائے گا۔“ مارٹن نے قریب کھڑے ہوئے مارکوئس سے مخاطب ہو کر کہا اور مارکوئس نے سر ہلاتے ہوئے ایک طرف سے اس بیڑی نما حصہ وق کو اٹھا لیا اور دوسری طرف سے اسے مارٹن نے اٹھایا ہوا تھا۔ یہ اپنے حجم سے کہیں زیادہ وزنی تھا۔ ان دونوں کے چہرے وزن کی وجہ سے سرخ ہو رہے تھے۔ وہ اس مشین کو اٹھائے بیڑیاں چڑھتے ہوئے اوپر پہنچے اور پھر برآمدے میں پہنچ کر انہوں نے اوپر جانے والی بیڑیاں چڑھنا شروع کر دیں۔ تھوڑی دیر بعد وہ بالکونی کے پچلے کمرے میں پہنچ گئے۔ جب بالکونی کے اس کمرے میں پہنچ کر ان دونوں نے وہ مشین رکھی تو وہ دونوں بُری طرح ہانپ رہے تھے۔

”یہ کیا چیز ہے جناب! — بہت ہی وزنی ہے۔“ مارکوئس نے پوچھا۔

”یہ زیروم ہے۔ انتہائی خطرناک بم — تم دیکھنا کہ سامنے والی اتنی بڑی کوٹھی کیسے ایک لمحے میں راکھ کا ڈھیر بن جائے گی۔“ مارٹن نے جواب دیا اور پھر اس نے مشین کے ساتھ لگی ہوئی ایک چھوٹی سی تار کو یکے سے نکال

کر اس کے سرے کے تینوں تاریں دیوار کے ساتھ نصب پاؤر پلگ کے تینوں سوراخوں میں چھنوائیں اور پاؤر پلگ کا بٹن آن کر دیا۔

بٹن آن ہوتے ہی مشین کے اوپر والی سطح پر رنگی سی روشنی پھیل گئی اس کی سطح کے نیچے لگی ہوئی کوئی ٹیوب نما چیز جل اٹھی تھی۔ یہ روشنی سبز رنگ کی تھی۔

”سامنے والی کھڑکی کھول دو۔“ مارٹن نے مارکوئس سے مخاطب ہو کر کہا اور مارکوئس نے آگے بڑھ کر وہ کھڑکی کھول دی۔ اب اس کھڑکی میں سے ڈسٹر کو کسی کی کوٹھی صاف نظر آرہی تھی۔

مارٹن نے ایک نظر اس کوٹھی پر ڈالی اور پھر اس نے مشین کے ساتھ لگی ہوئی تار جس کے سرے پر سرخ رنگ کی پتلی سی تار لگی ہوئی تھی یکے سے نکالی اور سرنگ نما تار کو کھینچا ہوا وہ کھڑکی کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اسی لمحے اسے خیال آیا کہ جب تک زیروم پوری طرح چارج نہ ہو جائے وہ کیوں نہ اسٹار سے رپورٹ لے لے کہ وہ اخلاقی کہیں باہر تو نہیں نکل گیا۔ کیونکہ زیروم کو کام کرنے کے لئے تیار ہونے میں دس منٹ لگ جاتے تھے۔

مارکوئس نے مارٹن نے مڑ کر اپنے قریب کھڑے ہوئے مارکوئس سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ہاں۔“ مارکوئس نے کہا۔

”نیچے جا کر تہ خانے میں میرا بیگ پڑا ہوا ہے۔ وہ اٹھاؤ۔ لیکن فوراً جلدی۔“ مارٹن نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔“ مارکوئس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ ظاہر ہے اب وہ مارٹن کو ہی زمینی طرز پر اپنا پاس سمجھنے لگا تھا اور پھر وہ تیزی سے

مڑ کر نیچے جانے والی میٹھیوں کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

مارٹن ہاتھ میں سرخ رنگ کی پینل کپڑے کھڑکی کے پاس خاموش کھڑا تھا۔ ڈاکٹر کسی کی کو بھی اس کی نظروں کے سامنے تھی۔ اس کا پورچ خالی پڑا ہوا تھا۔ البتہ برآمدے میں ایک مسلح شخص موجود تھا جو بڑی بے چینی سے ادھر ادھر ٹھہل رہا تھا اور بار بار مڑ کر پھاٹک کی طرف دیکھ رہا تھا۔ مارٹن مڑ کر زبردہم کو دیکھ لیتا تھا۔ اس کی سطح پر چھیلی ہوئی روشنی ابھی تک سبز رنگ کی تھی۔ اسے اچھی طرح معلوم تھا کہ جیسے ہی یہ روشنی سرخ رنگ میں تبدیل ہوگی زبردہم خونخاک تا بھی پھیلانے کے لئے تیار ہو جائے گی۔ ابھی وہ زبردہم کو چپک کر رہا تھا کہ اُسے پچھلی منزل میں ایک بلکے سے کھینکے اور پھر کسی کے کراہنے کی آواز سنائی دی اور مارٹن بے اختیار چونک پڑا۔ اس نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی پینل کو کھڑکی کے پٹ کے ساتھ ہینڈل سے لٹکایا اور پھر جیب سے رول اوپننگ لٹا ہوا تیزی سے نیچے کی طرف لپکا۔ لیکن ابھی وہ میٹھیوں تک نہ پہنچا تھا کہ میٹھیوں کے دروازے میں سے کوئی سایہ اس پر چھٹا اور وہ اُسے دگیتا ہوا سائڈ کی دیوار تک لیتا چلا گیا۔ لیکن مارٹن کے جسم نے انتہائی پھرتی سے حرکت کی اور وہ سایہ جو تقریباً اس پر سوار تھا چھینٹا ہوا میٹھیوں کے دروازے سے جا نکل گیا۔ دوسرے لمحے ایک دھماکا ہوا اور مارٹن کے ہاتھ میں کپڑے ہوئے رول اوپن سے شعلہ نکلنا اور وہ سایہ جو دروازے سے ٹکرا کر اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا چھینٹا ہوا منہ کے بل میٹھیوں پر گرنا اور پھر قلابازان کھاتا ہوا میٹھیوں پر گرنا چلا گیا۔ گولی اس کے سینے پر لگی تھی۔

مارٹن تیزی سے اس کے پیچھے لپکا اور پھر وہ میٹھیوں اترتا چلا گیا۔ لیکن جیسے ہی وہ میٹھیوں کے اختتام پر پہنچا، اچانک ٹھٹک کی جلی سی آواز اُبھری اور

مارٹن کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے سینے میں دھکتا ہوا انگارہ گھستا چلا گیا ہو اور دوسرے لمحے وہ چیخ مار مارنے کے بل آخری میٹھی سے نیچے برآمدے کے فرش پر گرنا چلا گیا۔ لیکن ہاتھ میں پکڑا ہوا رول اوپن ابھی تک اس کے ہاتھوں میں تھا۔ اس کے ذہن پر یکجہت اندھیروں نے غلبہ کر دی تھی لیکن اس نے تیزی سے سر کو جھٹکا اور دوسرے لمحے اس نے بڑی پھرتی سے جسم کو قوس کی صورت میں گھمایا اور پھر اس نے ٹریگر دبا دیا۔ اور برآمدے میں ایک اور چیخ بلند ہوئی اور پھر دھماکے سے کوئی شخص نیچے گرنا ہوا محسوس ہوا۔ مارٹن نے سر کو بار بار جھٹکا کر اپنے ذہن پر چھانے والے اندھیروں کو دور کرنے کی کوشش کی۔ اس کے ایک ہاتھ میں رول اوپن تھا جب کہ دوسرا ہاتھ اس نے اپنے سینے پر رکھا ہوا تھا جہاں اُسے گولی لگی تھی۔ اور پھر وہ تقریباً لکھڑا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ برآمدے میں ہی اُسے میٹھیوں کے قریب مارکوس کی لاشیں پڑی ہوئی دکھائی دیں۔ اس کی پشت میں گولی لگی تھی اور وہ ہیلو کے بل پڑا ہوا تھا اس کے ہاتھ میں ابھی تک وہ بیگ موجود تھا جو مارٹن نے اُسے لانے کے لئے کہا تھا۔ مارٹن لکھڑا ہوا اٹھا اور پھر اُسی طرح سینے کو کپڑے وہ میٹھیوں چڑھنے لگا۔ وہ ایک ایک میٹھی بڑی مشکل سے چڑھ رہا تھا۔ کیونکہ اُسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے لمحہ بہ لمحہ اس کے جسم میں سے زندگی نکلی چلی جا رہی ہو۔ لیکن وہ اپنی بے پناہ قوت ارادی کے بل پر اوپر چڑھتا چلا گیا۔ کئی بار وہ اُس بڑی طرح لکھڑا کر جیسے ابھی لڑکھتا ہوا واپس نیچے جا کرے گا۔ لیکن اس نے عین آخری لمحات میں اپنے آپ کو سنبھال لیا اور پھر آخری میٹھی چڑھنے کے بعد اس کی ہمت اچانک جواب دے گئی۔ اور وہ منہ کے بل فرش پر گر گیا۔

چند لمحے دال پڑے رہنے کے بعد اس نے ایک بار پھر ہمت کی اور

اوپر پہنچا۔ مارٹن نے ایک بار پھر سفید بٹن دبا دیا۔

اس بار بٹن دبتے ہی مارٹن کے ہاتھ کو ایک زرد وار جھٹکا لگا اور اس کے ساتھ ہی زیروم مشین میں پیدا ہونے والی گڑگڑاہٹ ایک نلکے سے دھمکے کے ساتھ خاموش ہو گئی۔ پینل کے آخری سرے سے نیلے رنگ کی شعاع نکلی اور دوسرے لمحے کو مٹی کی عمارت پر موجود شعلہ تیزی سے عمارت پر گرنا چلا گیا۔

جیسے ہی وہ شعلہ عمارت سے ٹکرایا، ایک کان بھاڑ دینے والا دھماکہ ہوا۔ یہ دھماکہ اس قدر شدید تھا کہ مارٹن کو اپنے والی کو مٹی جی لرزتی ہوئی محسوس ہوئی اور وہ بے اختیار لڑکھڑاکر نیچے گر پڑا۔ دوسرے لمحے اس کا کمرہ تیز روشنی سے بھر گیا۔ اور مارٹن کے زرد چہرے پر سُرخ سی جھلکے لگی وہ گھنٹوں کے بل اٹھا اور اس نے کھڑکی میں سے دیکھا تو ڈاکٹر کو کسی کی کومٹی سے آگ کا ایک بلند مینار سا لوں اور اچھڑا ہوا تھا جسے آتش فشاں جھپٹنے سے اس میں سے آگ کا مینار بلند ہوتا ہے۔ اس آگ میں اس نے کومٹی کے بے کو تنکوں کی طرح فضا میں بکھرے ہوئے صاف طور پر دیکھا اور اس کے چہرے پر مسکراہٹ رنگ گئی۔ وہ اپنے مشن میں کامیاب ہو چکا تھا، ظاہر ہے کومٹی کے اندر موجود اطا لوی اب تک راکھ کا ڈھیر بن چکا ہوگا اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے مڑا اور اس بار وہ اچھڑا کھڑا ہونے میں کامیاب ہو گیا۔ ڈاکٹر کو کسی کی کومٹی کے تباہ ہوئے ہی اس کے جسم میں زندگی کی لہری دوڑ گئی اور پھر وہ تیزی سے ریڑھوں کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس کا ایک ہاتھ ابھی تک سینے پر جما ہوا تھا اور اس کے تمام پیرے اس کے اپنے خون سے لہوڑ چکے تھے۔ کیونکہ اس کے سینے سے خون مسلسل دس رہا تھا۔ لیکن مشن کی کامیابی نے

اس بار اچھڑا کر آگے بڑھنے کی بجائے وہ ریگتا ہوا کمرے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اُسے یوں محسوس ہوا تھا جیسے اس کے ذہن پر گہری دھند چھائی علی جا رہی ہو۔ اُسے ہر چیز دھند میں لپٹی ہوئی سی نظر آ رہی تھی۔ لیکن وہ مسلسل سر کو جھٹکنا ہوا آگے بڑھتا گیا اور تھوڑی دیر بعد وہ زیروم مشین کے پاس پہنچ گیا۔ زیروم مشین کی سطح پر اب سُرخ رنگ کی روشنی چھیلی ہوئی تھی۔ اور اس روشنی کو دیکھتے ہی اس کے ذہن سے یکدم دھند چھٹ گئی اور اُسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کا ڈوبتا ہوا دل پھر تیزی سے دھڑکنے لگا اور اس بار وہ اچھڑا کھڑا ہونے میں کامیاب ہو گیا۔ اور پھر لڑکھڑاتا ہوا وہ کھٹی کھڑکی کے پاس پہنچ گیا۔ اس نے ہاتھ میں پکڑا ہوا لہو اور ایک طرف پھینکا اور پھر کھڑکی کا سہارا لے کر وہ کھڑا ہو گیا۔ ڈاکٹر کو کسی کی کومٹی اُسے صاف نظر آ رہی تھی اس نے وائٹ جینتے ہوئے کھڑکی کے ہینڈل سے لٹکی ہوئی سُرخ رنگ کی پینل اتاری اور پھر اس کا سُرخ ڈاکٹر کو کسی کی کومٹی کی طرف کر کے اس نے ایک نظر مڑ کر زیروم کی مشین کی طرف دیکھا جس کی سطح پر سُرخ رنگ کی روشنی جھلکتی ہوئی صاف نظر آ رہی تھی۔

دوسرے لمحے مارٹن نے سُرخ پینل کے کونے میں اُبھرے ہوئے سفید رنگ کے ایک چھوٹے سے جن کو دبا دیا۔ بٹن دبتے ہی اس کے ہاتھ کو ایک جھٹکا لگا اور اس کے ساتھ ہی زیروم کی مشین میں گڑگڑاہٹ سی پیدا ہوئی۔ دوسرے لمحے پینل کے آخری سرے پر سُرخ رنگ کا شعلہ سا چمکا اور پھر وہ شعلہ فضا میں تیرتا ہوا ڈاکٹر کو کسی کی کومٹی کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

مارٹن کی نظریں اس شعلے پر جمی ہوئی تھیں اس وقت وہ اپنی تمام تکلیف بھول چکا تھا۔ جیسے ہی شعلہ ڈاکٹر کو کسی کی کومٹی کی اصل عمارت کے

نے اسی حالت میں جا کر کوٹھی اڑا دی ہے۔ اور۔۔۔ مارٹن نے ٹرک ترک کر بات مکمل کرتے ہوئے کہا۔
 مارٹن کو یہی خیال تھا کہ ان پر حملہ واکر کے آدمیوں نے کیا ہے کیونکہ اور تو کوئی اس کمین گاہ سے واقف ہی نہ تھا۔ اس لئے اس نے رپورٹ میں واکر کا ہی نام لے دیا۔

”اوہ۔۔۔ ویری گڈ۔۔۔ تم نے بے پناہ حوصلے سے کام لیا ہے مارٹن! میں واکر کو عبرت ناک موت ماروں گا۔۔۔ میں نے اس کے لئے ریڈ وارننگ دے دی ہے۔۔۔ لیکن کیا تم نے زیرو بم کا فائر کرنے سے پہلے اس بات کی تصدیق کر لی تھی کہ علی عثمان اس کوٹھی میں ہی موجود تھا۔ اور۔۔۔؟“ ہنری نے پوچھا۔

مارٹن ایک لمحے کے لئے خاموش رہا۔ وہ جھلکا جواب دینا کہ وہ اس بات کی تصدیق کرنا ہی چاہتا تھا کہ اس پر حملہ ہو گیا۔ لیکن اسی لمحے اسے خیال آیا کہ اگر اطلاعی کوٹھی سے نکلتا تو اسٹارٹسے ضرور اطلاع کر دیتا۔ لیکن اسٹار کی طرف سے کوئی اطلاع نہ ملی تھی۔

”لیس ہاں!۔۔۔ میں نے خود اپنی آنکھوں سے اُسے ڈاکٹر وکسی کی کوٹھی کے برآمدے میں کھڑے دیکھا تھا۔۔۔ اور میری آنکھوں کے سامنے وہ زیرو بم کا شکار ہوا تھا۔ اور۔۔۔“ مارٹن نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد جواب دیتے ہوئے کہا۔ ظاہر ہے اب وہ انکار کر کے اپنے مشن کا نتیجہ تو ہکا بھکا کر سکتا تھا۔

”ویری گڈ!۔۔۔ تم ایسا کرو کہ فوری طور پر مشین بند کر دو۔۔۔ میں تمہیں ٹرانسمٹ کر رہا ہوں تاکہ ہیڈ کوارٹر میں تمہارا فوری علاج ہو سکے۔

اُسے ایک نیا حوصلہ دے دیا تھا۔
 سڑھیاں اس نے تقریباً ٹوٹکتے ہوئے طے کیں اور پھر برآمدے میں موجود لاشوں کو جھانکنا ہوا وہ تہہ خانے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس کے وائٹ جینچے ہوئے ہتھے اور اس کے چہرے سے صاف ظاہر ہوا تھا کہ وہ صرف اپنی بے پناہ قوت ارادی کے بل پر حرکت کر رہا ہے۔ پھر گولی ایسی مہلک جگہ پر نہ لگی تھی کہ وہ فوری ہلاک ہو جاتا۔

وہ تہہ خانے کی سڑھیاں اتارتا ہوا دوبارہ تہہ خانے میں پہنچ گیا اور پھر چند لمحوں تک وہ سٹول پر بیٹھ کر برقی طرح ہا پٹارہا۔ اس کے بعد اس نے مشین کا سوئچ آن کر دیا۔

”لیس۔۔۔ ہنری فائرم ہیڈ کوارٹر۔۔۔ اور۔۔۔“ رابطہ قائم ہوتے ہی مشین سے ہنری کی آواز سنائی دی۔

”مارٹن سیکینگ باں!۔۔۔ ڈاکٹر وکسی کی کوٹھی تباہ ہو گئی ہے۔ میں نے زیرو بم مارا ہے۔ اور۔۔۔“ مارٹن نے دھیمے اور اچکتے ہوئے لہجے میں رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

”تمہیں کیا جواب ہے مارٹن!۔۔۔؟ تمہارے سینے سے خون نکل رہا ہے اور پٹے بھی خون سے لچھڑے ہوئے ہیں۔ اور۔۔۔؟“ دوسری طرف سے ہنری کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

”واکر کے آدمیوں نے حملہ کر دیا ہے۔۔۔ وہ مجھے قتل کرنا چاہتے تھے انہوں نے مارکوس کو بھی ہلاک کر دیا ہے اور مجھے بھی گولی مار دی ہے۔ میں نے ان دونوں کو ختم کر دیا ہے۔۔۔ میرا ذہن ڈوب گیا تھا۔ لیکن میں نے چونکہ آپ سے ہر قیمت پر مشن مکمل کرنے کا وعدہ کیا تھا اس لئے میں

اور اینڈ آل — ہنری نے کہا۔

مارٹن نے ڈھیلے ہاتھوں سے مشین کا سوئچ آف کر دیا۔ اب اس کے ذہن پر ایک بار پھر اندھیروں نے یلغار کر دی تھی۔ دوسرے لمحے اُسے اپنی پنڈلی میں ٹکی سی سرسراہٹ کا احساس ہوا اور اس کے ساتھ ہی اس کا ذہن گہرے اندھیروں میں ڈوبا چلا گیا۔

دوسرے لمحے دیوار کے ساتھ نصب مشین میں ایک زبردست دھماکہ ہوا۔ اور پھر اس مشین میں آگ بھڑک اٹھی۔ آگ نے مشین کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔
چند لمحوں بعد پوری مشین جل کر سیاہ ہو گئی۔

عمران نے کاچہرہ مشین کے ڈائل پر نظریں ڈالتے ہی مسرت سے چمک اٹھا۔ اس کے دل میں مسرت کی بے پناہ لہریں ابھی اور ایک طویل سانس لیتے ہوئے اس نے مشین کا بٹن آف کر دیا۔

”کیا ہوا عمران — کیا کامیابی ہوئی؟“ —؟ قریب بیٹھے ہوئے ڈاکٹر کو کسی نے اشتیاق آمیز لہجے میں پوچھا۔

”کامیابی — اسے کامیابی تو ہمارے گھر کی لونڈی ہے ڈاکٹر“ — عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”تو اس کا مطلب یہ ہے کہ تم نے ٹرانسٹ فیز کا فارمولا سمجھ لیا ہے۔“ ڈاکٹر کو کسی نے خوشی سے اچھل کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

”نہ صرف فارمولا سمجھ لیا ہے۔ بلکہ اس کا آپریٹنگ پروسیس بھی سمجھ لیا ہے۔“ اب میں آسانی سے نہ صرف پاور لینڈ میں ٹرانسٹ ہو سکتا ہوں بلکہ جب چاہوں واپس بھی آ سکتا ہوں“ — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

ساتھ لیبارٹری سے باہر نکلتا چلا آیا۔
 کیا ہوا عمران صاحب! کیا کام ہو گیا؟ — ہر صفحہ نے ان کے باہر آتے ہی پوچھا۔
 "کام نہیں — بلکہ کامیابی — کبھی تو مومنٹ کا بھی ذکر کر دیا کرو۔ ذرا جی ہی خوش ہو جاتا ہے" — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور صفحہ بے اختیار ہنس پڑا۔

ڈاکٹر کسی نے لیبارٹری انچارج کا شکر یہ ادا کیا۔ اور وہ تینوں ایک بار چکر میں بیٹھ کر ڈاکٹر آئیری کی کوٹھی سے باہر نکل آئے۔ ڈاکٹر کسی کا رڈ انڈیکس کر رہا تھا جب کہ عمران اس کے ساتھ والی سیٹ پر اور صفحہ پچھلی نشست پر بیٹھا تھا۔

ڈاکٹر آئیری کی کوٹھی ساتھ والی کالونی میں تھی اور چونکہ وہ اس کالونی کے آخری سرے پر الگ تھلک بنی ہوئی تھی اس لئے اس تک پہنچنے اور واپس جانے کے لئے خاصا بڑا چکر کاٹ کر جانا پڑتا تھا۔

کار چلتے ہی عمران نے جیب سے ایک کاغذ نکالا اور اسے بغور دیکھنے میں مصروف ہو گیا۔ اس نے ٹرانسمٹ فیوز پر اپنی ریسرچ کے نوٹس اس کاغذ پر تحریر کئے تھے۔ وہ انہیں اس نظریے سے چیک کر رہا تھا کہ ان کی مدد سے ٹرانسمٹ فیوز اور اس کے آپریٹس کے لئے مطلوبہ سامان کی فہرست تیار کیے۔ کار خاصہ تیز رفتاری سے سڑک پر دوڑتی چلی جا رہی تھی۔

ارے یہ کیا! — ڈاکٹر کسی کے منہ سے اچانک آواز بلند ہوئی اور ساتھ ہی کار ایک زوردار جھٹکا کھاکر لہرائی۔
 عمران نے چونک کر سر اٹھایا۔ اسی لمحے کار کو زوردار بریک لگے اور

وہ تقریباً اوجھ گھٹھ سے مسلسل لیبارٹری میں مختلف تجربات میں مصروف تھا۔ ڈاکٹر آئیری کی یہ لیبارٹری واقعی انتہائی جدید ترین تھی اور اس میں ہر قسم کی اعلیٰ ترین مشینری موجود تھی۔

جب عمران ڈاکٹر کسی اور صفحہ کے ہمراہ یہاں ڈاکٹر آئیری کی کوٹھی میں پہنچا تو اسے اس وقت بڑی مایوسی ہوئی جب ڈاکٹر آئیری کے متعلق معلوم ہوا کہ کسی تنس کانفرنس میں شرکت کے لئے باہر گیا ہوا ہے۔ لیکن چونکہ ڈاکٹر آئیری کا لیبارٹری انچارج ڈاکٹر کسی سے اچھی طرح واقف تھا اس لئے ڈاکٹر کسی کے زور دینے پر لیبارٹری کھول دی گئی اور پھر عمران صفحہ کو باہر چھوڑ کر ڈاکٹر کسی کے ہمراہ لیبارٹری میں داخل ہو گیا اور اب وہ کامیابی پر مسکرا رہا تھا۔

"تو کیا ان فیوز کی تیاری کے لئے لیبارٹری کی دوبارہ ضرورت پڑے گی؟ — ڈاکٹر کسی نے پوچھا۔

ہاں! — پڑے گی تو ضرور — لیکن اس کے لئے انتہائی قیمتی سامان خریدا پڑے گا۔ اور ہو سکتا ہے کہ سارا سامان یہاں چیمبر میں مہیا نہ ہو سکے۔ — عمران نے جواب دیا۔

"تم نکر نہ کرو — تم سامان کی فہرست مجھے دے دینا — میں اسے مہیا کروں گا۔ چاہے وہ دنیا کے کسی کونے سے ہی کیوں نہ میسر ہو سکا۔ ڈاکٹر کسی نے پُر جوش لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"گڈ ڈاکٹر! — تم واقعی عظیم ہر — آؤ اب چلیں — اب ذرا مارٹن سے بھی ملاقات ہو جائے۔ وہ یقیناً تمہاری کوٹھی میں پہنچ چکا ہوگا۔ — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ڈاکٹر کسی اثبات میں سر ہلانا ہوا اس کے

پھر ڈاکٹر کسی دروازہ کھول کر نیچے اترا اور آگے جھانک چلا گیا۔ عمران اور صفدر بھی اس کے پیچھے اترے اور پھر وہ دونوں بھی حیرت کا زبردست جوہنکھا کر رہ گئے۔ کیونکہ ڈاکٹر کسی کی کومٹی کے گرد پولیس اور فائر بریگیڈ کے انجن چلیے ہوئے تھے۔ اور بے شمار لوگ جمع تھے۔ اور کومٹی راکھ کا ڈھیر بن چکی تھی اس میں سے آگ کے شعلے ابھی تک نکل رہے تھے۔ فائر بریگیڈ کا عملہ اس آگ کو بجھانے میں مصروف تھا۔

”اوہ بے چارہ ڈاکٹر کسی“ عمران کے منہ سے نکلا اور پھر وہ تیزی سے آگے بڑھا۔ لیکن آگے موجود پولیس افسروں نے اسے آگے جانے سے روک دیا۔

”کومٹی کو کیا ہوا۔؟ یہ کیسے ملی؟“ عمران نے بے اختیار ہونکر پوچھا۔

”معلوم نہیں۔ اس میں اچانک آگ ہو کر اٹھی اور پوری کومٹی تباہ ہو گئی ہے۔ ویسے عینی شاہدوں کا بیان ہے کہ آگ کے شعلوں میں کومٹی کی عمارت کا مٹیہ تنکوں کی طرح اڑا پھرتا تھا۔ اس سے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس پر کوئی طاقت ور بم مارا گیا ہے۔“ پولیس آفیسر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”میں ڈاکٹر کسی کا مہمان ہوں۔ کیا میں اندر جاسکتا ہوں؟“ عمران نے دانت بھینچتے ہوئے کہا۔

”سوری سر! ابھی آپ یہیں ٹکیں۔ ڈاکٹر کسی صاحب اندر گئے ہیں۔ لیکن اب وہ راکھ کو دیکھ کر کیا کریں گے۔ کومٹی کی ہر چیز جل چکی ہے۔ راکھ کا ڈھیر بن چکی ہے۔“ پولیس آفیسر نے جواب دیا اور عمران

چند لمحوں خاموش کھڑا جلتی ہوئی کومٹی کی طرف دیکھتا رہا۔ پھر اچانک اس کی نظر میں مقابل کی سبز کومٹی پر پڑیں۔ اس کے اوپر والی بالکونی کے پیچھے کمرے کی کھڑکی پوری طرح کھلی ہوئی تھی۔ اور عمران کا ذہن تیزی سے گھوم گیا۔

”آؤ چارلی۔۔۔ عمران نے صفدر کا ہاتھ داتے ہوئے کہا۔ جو خود حیرت سے بہت بنا جلتی ہوئی کومٹی کو دیکھ رہا تھا۔ حالانکہ تقریباً ایک گھنٹہ پہلے وہ اسے بالکل درست حالت میں چھوڑ کر گئے تھے۔ عمران صفدر کو لئے تیزی سے پیچھے ہٹتا چلا گیا۔ اس نے سبز کومٹی میں داخل ہونے کا فیصلہ کیا تھا۔ کومٹی کی اس طرح اچانک تباہی میں اسے مارٹن کا ہاتھ نظر آتا تھا۔ یقیناً اس کھلی کھڑکی سے کومٹی پر کوئی خوفناک بم چھینکا گیا تھا۔ اور عمران سمجھ گیا تھا کہ یہ سب کچھ اس کی وجہ سے ہوا تھا انہیں شاید عمران کے کومٹی سے باہر نکلنے کا پتہ نہ مل سکا تھا۔ اور انہوں نے اسے ختم کرنے کے لئے پوری کومٹی ہی چھونک ڈالی تھی۔

پچھلی گلی میں سے ہوتے ہوئے وہ جلد ہی سبز کومٹی کے عقبی گیٹ کی طرف پہنچ گئے۔ اور دوسرے لمحوں پر دیکھ کر ٹھٹھک گیا کہ عقبی دروازہ کھلا ہوا تھا۔ اور کومٹی کے اندر مکمل خاموشی طاری تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے کومٹی خالی پڑی ہوئی ہے۔

عمران تیزی سے اندر داخل ہوا۔ صفدر بھی اس کے پیچھے تھا۔ اور پھر برآمدے میں پہنچے وہ یہ ٹھٹھک گئے۔ برآمدے میں اوپر جانے والی سیڑھیوں کے قریب ہی تین افراد کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں۔ ان میں سے دو کو تو عمران نے پہچان لیا۔ یہ دونوں ڈاکٹر کسی کے آدمی تھے۔ انہیں عمران نے اس وقت ڈاکٹر کسی کی کومٹی کے برآمدے میں کھڑے دیکھا

مہاجب عمران ڈاکٹر کسی کے پاس پہنچا تھا۔ تیسرا شخص البتہ اجنبی تھا اس کے ہاتھ میں ایک ساہ رنگ کا بیگ تھا۔

یہ بیگ مارٹن کے ہاتھ میں تھا جب وہ اس کو مٹھی میں داخل ہوا تھا۔
صغدر نے بیگ دیکھتے ہی کہا، اور عمران نے سر ہلادیا، اور پھر انہوں نے کوٹھی کے مختلف کمرے چیک کئے۔

مقوڑی سی دیر میں وہ تہہ خانے میں پہنچ گئے۔ جہاں دیوار کے ساتھ ایک مٹین نصب بھی مٹین کے سامنے رکھے ہوئے ستول پر خون کے دھبے موجود تھے اور ستول کے ارد گرد فرسش پر بھی خون کے گہرے دھبے موجود تھے۔ اسی طرح مٹین کے ایک دوسو پنوں پر بھی خود آلود انگلیوں کے نشانات ابھرے ہوئے صاف دکھائی دے رہے تھے۔ البتہ کمرہ خالی پڑا ہوا تھا۔ خون کے چند قطرے دروازے سے ستول تک جاتے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔ عمران غور سے مٹین کی ساخت کو دیکھتا اور پھر سر ہلادیا، جوا واپس مڑ گیا۔ مٹین جل کر سیاہ ہو چکی تھی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے مٹین کو آگ لگا کر باقاعدہ جلا لیا گیا ہو۔

یہ مٹین ہیڈ کوارٹر سے رابطے کا جدید ترین ٹرانسمیٹر معلوم ہوتا ہے۔ آؤ پہلے اوپر چیک کر لیں۔ عمران نے ریڑھیاں چڑھتے ہوئے صغدر سے کہا اور صغدر نے سر ہلادیا۔

مقوڑی دیر بعد وہ ریڑھیاں چڑھتے ہوئے اوپر پہنچے تو عمران کمرے میں پہنچتے ہی ہنسنے لگا۔ ایک بمیڑی نما مٹین کمرے کے وسط میں پڑی تھی جس سے نکلنے والی ایک تار ابھی تک پاور پلگ کے سوراخوں میں جھپٹی ہوئی تھی۔ ایک طرف ریڈیو لڑا ہوا تھا۔ جب کہ دوسری پہنچنے والا کمرہ

پر موجود سرخ رنگ کی پینل کھڑکی کے قریب گری پڑی تھی۔ کمرے میں اور خاص طور پر کھڑکی کے قریب خون کے خاصے گہرے دھبے موجود تھے۔ عمران نے پاور پلگ سے تار علیحدہ کر دی، اور پھر اس نے جھک کر زیرو بم کی مٹین کو غور سے دیکھا۔ چند لمحوں بعد وہ ایک طویل سانس لیتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

یہ کس چیز کی مٹین ہے۔۔۔ میڑی جیسی۔۔۔ ہ صغدر نے پوچھا۔
یہ ایک کم ریز چھینکنے والی مٹین ہے صغدر!۔۔۔ یہ ریز جہاں پڑ جائیں وہاں خون ناک تباہی مچا دیتی ہیں۔ اور ڈاکٹر کسی کی کوٹھی اسی مٹین سے تباہ کی گئی ہے۔۔۔ عمران نے تنبیہ کی لیکن اس نے کہا اور پھر واپس مڑ گیا۔
مٹین چلنے والے والا شدہ بھاگ گیا ہے۔ صغدر نے ریڑھیاں اترتے ہوئے کہا۔

وہ مارٹن تھا۔ میرا خیال ہے کہ وہ شدید زخمی ہو گیا تھا۔ اسی زخمی حالت میں اس نے ڈاکٹر کسی کی کوٹھی تباہ کر دی اور پھر اس نے جاکر ہیڈ کوارٹر رپورٹ دی اور مجھے یقین ہے کہ اُسے ٹرانسمیٹر کے کمرے کے واپس ہیڈ کوارٹر بلا لیا گیا ہے۔ عمران نے اندازہ لگاتے ہوئے کہا۔

یہ بیگ اٹھاؤ۔ شاید اس میں سے کوئی کام کی چیز مل جائے۔ عمران نے برآمدے میں پہنچتے ہوئے کہا۔

صغدر نے مڑوہ آدمی کے ہاتھ سے بیگ کا ہینڈل علیحدہ کر کے بیگ کو اپنے ہاتھ میں کپڑا لیا، اور پھر وہ دونوں عقبی دروازے سے نکلی کر گلی میں سے ہوتے ہوئے دوبارہ مرکز پر پہنچ گئے۔ اب وہاں مجمع پہلے سے بھی زیادہ تھا۔ پولیس کی نفری بھی بڑھ چکی تھی۔

کوٹھی کی آگ بجھ چکی تھی۔ عمران نے ایک پولیس آفیسر سے ڈاکٹر کسی

پر غور کر رہا تھا۔

اور پھر عمران اُسے غور کرتا چھوڑ کر پیچھے ہٹا اور پھر تیزی سے ہجوم میں شامل ہو گیا۔ صفدر بھی اس کے ساتھ تھا۔

وہ دونوں ہجوم میں شامل ہو کر کھسکتے ہوئے رد و کے بڑے چوک تک پہنچ گئے۔ جلد ہی انہیں ایک خالی ٹیکسی مل گئی۔

”سٹی چارمنگ ہوٹل“ عمران نے ٹیکسی میں بیٹھتے ہوئے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا اور ٹیکسی ڈرائیور نے سر ہلاتے ہوئے ٹیکسی آگے بڑھا دی۔ صفدر بھی عمران کے ساتھ ہی پچھلی نشست پر بیٹھ گیا تھا۔

کے متعلق پوچھا۔

”ڈاکٹر کسی — وہ بے پارہ تو صدمے کی وجہ سے ختم ہو گیا ہے۔“

پولیس آفیسر نے افسوس بھرے انداز میں سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

”کیا مطلب —؟ میں سمجھا نہیں“ —؟ عمران نے حیرت سے

آنکھیں میھاڑتے ہوئے پوچھا۔

”ڈاکٹر کسی کی ساری عمر کی کمائی اس کی لیا بڑی تھی — آگ نے

اس لیا بڑی کو چھوٹک ڈالا تھا — اور جب آگ بجھنے کے بعد انہوں

نے لیا بڑی کو دیکھا تو ان پر صدمے کی شدت سے دل کا درد پڑا۔

اور وہ ہسپتال پہنچنے سے پہلے ہی ختم ہو گئے“ — پولیس آفیسر نے

وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

اور عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کا دل و دماغ منطوق ہو گیا ہو۔

ڈاکٹر کسی کی اس طرح اچانک موت نے اس پر عجیب اثر ڈالا تھا۔

وہ جو موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالنے کا عادی تھا۔ ڈاکٹر کسی کی

موت کا شوق کر بے تاب کھڑا رہ گیا۔ اُسے سب سے زیادہ صدمہ اس بات کا

تھا کہ ڈاکٹر کسی اس کی وجہ سے موت کے گھاٹ اتر گیا تھا۔

”آپ ڈاکٹر کسی کو جانتے ہیں؟“ — پولیس آفیسر نے عمران کی

حالت دیکھتے ہوئے پوچھا۔

”ہاں! — وہ میرے چچا کے ماموں کی خالہ زاد بہن کے داماد کا چچا

بھائی تھا۔“ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے جواب دیا حیرت

اور اچانک صدمے کا جھٹکا وہ سہارا چکا تھا اور پولیس آفیسر حیرت بھرے

انداز میں عمران کو دیکھتا رہ گیا۔ وہ شاید دل ہی دل میں اس شخص کی پیچیدگیوں

”اے مادام!۔۔۔ بڑی مشکل سے اس شیطان کا خاتمہ ہوا ہے۔۔۔ بڑے کوارٹر کے چھ بہترین آدمی ضائع ہوئے ہیں۔ ایک شدید زخمی حالت میں یہاں ہسپتال میں پڑا ہوا ہے۔ بہر حال یہ بات مسرت خیز ہے کہ پاور لینڈ پر سے سب سے بڑا خطرہ مل گیا ہے۔“ ہنری نے جواب دیا۔

”مجھے تفصیل بتاؤ کہ وہ آخر کس طرح مرے۔ اس کی لاش کہاں ہے؟“

لیڈی ایشے نے پوچھا اور ہنری نے اسے پوری تفصیل بتائی شروع کر دی۔

”لیکن یہ سب کچھ تو مارٹن کا بیان ہے۔ جب تک اس کی لاش نہ دیکھی جائے اس وقت تک کیا کہا جاسکتا ہے؟“ لیڈی ایشے نے بے یقین سے لہجے میں کہا۔

”میں جتنی باتیں ہوں مادام!۔۔۔ میں نے بعد میں انکوائری کرائی ہے علی عمران کی منہ شدہ لاش کو کھٹی کے اندر سے مل گئی ہے۔ پوری طرح تسلی کر لینے کے بعد ہی میں نے آپ کو رپورٹ دی ہے۔“ ہنری نے پوری تسلی سے جھوٹ بولتے ہوئے کہا۔ ظاہر ہے اس نے ایسی کوئی انکوائری نہ کی تھی کیونکہ مارٹن اس کا خاص آدمی تھا اور اسے مارٹن کی بات پر سرفیض یقین تھا لیکن یہ بات وہ بھی جانتا تھا کہ لیڈی ایشے اور ترمذی صرف مارٹن کی بات پر اعتبار کرنے پر تیار نہ ہوں گے۔

”ادہ!۔۔۔ پھر تو ٹھیک ہے۔ بہر حال خدینک ٹو ہنری!۔ تم نے میرا انتقام بھی لے لیا۔ اور دوسری بات یہ کہ اب کم از کم تمہیں خود تو یقین آگیا کہ عمران ختم ہو گیا ہے۔“ لیڈی ایشے نے تدریے طنز پر لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور ہنری مسکرا کر رہ گیا۔

”مادام!۔۔۔ آپ سمجھ نہیں سکتیں کہ عمران کیا بلا تھا۔ اگر یہ ہلاک

پاور لینڈ کے ہیڈ کوارٹر میں لیڈی ایشے اور ترمذی اپنے بین دفتر میں بیٹھے اہم فائلوں کے مطالعے میں مصروف تھے کہ اچانک دفتر کا دروازہ کھلا اور ہنری مسکراتا ہوا اندر داخل ہوا۔

”ہیلو“۔۔۔ ہنری نے اندر داخل ہوتے ہوئے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہیلو ہنری! آؤ بیٹھو!۔۔۔ آج غلات توقع میں آفس میں کیے آنا ہو گیا۔“ ترمذی نے بھی مسکراتے ہوئے پوچھا۔

”مادام کو خوشخبری سنائے آیا ہوں۔ ان کے دشمن سے انتقام لے لیا گیا ہے۔ علی عمران ہلاک ہو چکا ہے۔“ ہنری نے میز کے سامنے بڑی ہونٹ کر کسی کو اپنی طرف گھسیٹتے ہوئے جواب دیا اور لیڈی ایشے چونک کر ہنری کو دیکھنے لگی۔

”اچھا۔ واقعی۔“ لیڈی ایشے نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

نہ ہوتا تو مجھے واقعی چین نہ آتا۔ ہنری نے کہا۔

”اچھا چھوڑو اس ٹاپک کو۔ ختم ہو گیا اس کا سلسلہ۔ مجھے یہ بتاؤ کہ پیشل سیمارڈی کی کارکردگی کہاں تک پہنچی ہے؟“ ترمذی نے جو خاموش بیٹھا ہوا تھا، پہلی بار گفتگو میں حصہ لیتے ہوئے ہنری سے سوال کیا۔ ”سام انتہائی تیز رفتاری سے بورا ہے۔ خاص طور پر پاکیشا کے سامندان تو بے حد ذہین ثابت ہو رہے ہیں۔ ان کی دجہ سے کام کی رفتار اور بھی زیادہ تیز ہو گئی ہے۔ بہر حال دو ماہ بعد میں تیار ہو جائے گا۔“ ہنری نے جواب دیا۔

”جلدی کر لو یا۔ تاکہ ہم دنیا پر قبضہ کریں۔“ ترمذی نے ہنری سے کہنا شروع کیا اور ہنری بھی ہنس پڑا۔

”اب ہو جائے گا۔ پاورلینڈ کو کون روک سکتا ہے قبضہ کرنے سے۔“ ہنری نے کہا اور پھر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

”ہنری!۔ اب میں پاکیشا جاسکتی ہوں۔“ اچانک لیڈی ایشلے نے کہا اور ہنری کے ساتھ ساتھ ترمذی بھی چونک پڑا۔

”کیوں؟“ پاکیشا کیوں جانا چاہتی ہو؟“ ہنری کی بھانپ ترمذی نے حیرت بھرے انداز میں سوال کرتے ہوئے کہا۔

”مجھے وہ ملک بے حد پسند آیا ہے ترمذی!۔ اب جبکہ عمران ختم ہو چکا ہے۔ میں وہاں چند روز رہنا چاہتی ہوں۔ میرے خیال میں اب تو ہنری کو بھی اعتراض نہ ہوگا۔“ لیڈی ایشلے نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہاں!۔ ظاہر ہے۔ اب مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ لیکن ایک

بتا دوں کہ وہاں سیکرٹ سروس ابھی تک موجود ہے۔ تم کسی چٹے سے میں ٹھیک نہ اٹا دینا۔ ایسا نہ ہو کہ وہ تمہارے پیچھے لگ جائیں۔“ ہنری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ہنری!۔ تم مسلسل پاورلینڈ کی توہین کرتے چلے جا رہے ہو۔ اگر پاورلینڈ کی حیثیت اتنی رہ گئی ہے کہ وہ سیکرٹ سروس اور کسی ایک آدمی سے بھی ڈرتا ہے۔ تو پھر اس کو ختم ہی کر دینا چاہیے۔“ لیڈی ایشلے نے طنز پر لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”یہ بات نہیں مادام!۔ میں بس احتیاط کو پسند کرتا ہوں۔“ ہنری نے بڑا سامنے بنا تے ہوئے کہا اور پھر مڑ کر تیزی سے آفس سے باہر نکلتا چلا گیا۔

”تم خواہ مخواہ ہنری کو ناراض کر دیتی ہو۔ اس وقت پاورلینڈ انتہائی اہم دور سے گذر رہا ہے۔ جب دنیا پر ہمارا قبضہ ہو جائے گا اس کے بعد پوری دنیا تمہاری اپنی ہوگی۔ خوب گھومنا پھرنا۔“ ترمذی نے بڑا سامنے بنا تے ہوئے کہا۔

”پتہ چھو ترمذی!۔ مجھے تو ہنری کی بات پر یقین نہیں آیا۔ جو تفصیل ہنری نے بتائی ہے وہ ناممکن ہے۔ وہ صرف مجھ پر اپنی برتری ثابت کرنے کے درپے ہے۔ اس لئے میں چاہتی ہوں کہ خود پاکیشا جا کر تحقیقات کر دوں۔“ لیڈی ایشلے نے کہا۔

”تو اس کے لئے پاکیشا جانے کی ضرورت کیا ہے۔؟ عمران یہاں چھوڑی میں ختم ہو جائے۔ وہاں جا کر بھی تحقیقات ہو سکتی ہیں۔“ ترمذی نے جواب دیا۔

”ہاں! — یہ بھی درست ہے — یہاں تو ہم دیے بھی اکثر ملتے رہتے ہیں اور یہاں جانے میں تو ہماری کو بھی کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ لیڈی ایٹھے نے تائید میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔“
”ظاہر ہے اب ہم پابند تو نہیں ہو گئے۔“ ترفی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تو ٹھیک ہے — میں آج ہی چینی پہنچتی ہوں — وہاں پہنچ کر میں خود ہی معلوم کر لوں گی کہ اصل صورت حال کیا ہے۔“ لیڈی ایٹھے نے جواب دیا اور ترفی نے سر ہلا دیا۔ لیڈی ایٹھے نے دوبارہ اپنے سامنے کبھی جوتی قابل کھولی اور اس کے مطالعے میں مصروف ہو گئی۔

سٹی چارمنگ ہٹل پہنچتے ہی عمران نے سب سے پہلے جوزف، جوانا اور کیپٹن شکیل کے بارے میں معلوم کیا۔

کیپٹن شکیل کو پولیس والوں نے خود ہی راکر دیا تھا کیونکہ وہ اس واردات میں حمداؤ شاہت نہ ہوا تھا اور جوزف اور جوانا نے تو اس تمام جھگڑے سے قطعی لاعلمی ظاہر کر دی تھی اس لئے پولیس نے ان کے ہٹل کا پتہ نوٹ کر کے انہیں بھی نارخ کر دیا تھا۔ البتہ پولیس والے بڑی شدت سے اس اطلاوی کو ڈھونڈ رہے تھے جو اچانک ہسپتال سے غائب ہو گیا تھا۔ لیکن ظاہر ہے اطلاوی ان کے ہاتھ کہاں آتا تھا۔

جوزف اور جوانا کو ہسپتال سے نارخ کر دیا گیا تھا اور وہ اب اپنے پہلے سے ملے شدہ ہٹل سیگال میں پہنچ گئے تھے۔ جب کہ کیپٹن شکیل پولیس سے راکر سٹی چارمنگ ہٹل آ گیا تھا۔ البتہ یہاں اس نے اپنا کمرہ الگ کر لیا تھا تاکہ اگر پولیس اس کی نگرانی کرے تو وہ اس کے سامنے کھڑے نہ ہو سکے۔

لیکن پولیس کی بخاری کا اب تک کوئی ثبوت نہ مل سکا تھا۔

”تم آکر کیا کرتے پھر رہے ہو۔ ہم مکمل اندھیرے میں رہ کر کام نہیں کر سکتے۔ ہمیں بتاؤ کہ تمہارا یہاں مشن کیا ہے۔“ جولیانے عمران سے مخاطب ہو کر غصیلے لہجے میں کہا۔

صفر اور تنویر بھی پاس ہی بیٹھے ہوئے تھے۔

”میں یہاں تنویر اور تمہاری شادی کرانے کے لئے آیا ہوں۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ یہاں بوڑھوں کی شادی کرانے والے کو انعام ملتا ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر تنویر کو مسکرا کر خاموش ہو گیا۔ البتہ جولیانے تیزی سے اپنا ماتھہ پیر میں پہنے ہوئے سینڈل کی طرف بڑھایا۔

”ارے ارے۔۔۔ ابھی اسے سلامت رہنے دو۔ ایسا نہ ہو کہ یہ تنویر کے سر سے پہلے ہی ٹوٹ جلتے۔“ عمران نے گھبراتے ہوئے بلبے میں کہا۔

”شٹ اپ!۔۔۔ اب تم حد سے بڑھتے جا رہے ہو۔“ تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا، لیکن صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ اس کا غصہ مصنوعی ہے۔

”حد سے بڑھنے کا نام ہی تو شادی سے مراد تنویر۔“ عمران نے جواب دیا اور اس بار صفر کے قہقہے سے گھر گونج اٹھا، جولیا مغربی لڑکی ہونے کے باوجود مشرقی لڑکی کی طرح شرما گئی۔ جب کہ تنویر کے چہرے پر بے اختیار مرترت کے گلاب کھل اٹھے۔

”تم باز نہیں آؤ گے سو۔۔۔ میں ابھی ایک ٹو سے بات کر رہی ہوں۔“ جولیانے جیب اور کوئی جواب نہ بنا تو وہ اٹھ کر تیزی سے اس بیز کی طرف بڑھی جس پر ٹیلیفون پڑا ہوا تھا۔

”ارے ارے۔۔۔ اُسے نہ بتانا۔۔۔ ورنہ یہ شادی نہ ٹک جاتے گی۔“ عمران نے گھبراتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اور جولیا مسکرا کر وا۔۔۔ پلٹ آئی۔

ظاہر ہے وہ اس طرح عام ہوٹل سے ایکسٹو کو کال تو نہ کر سکتی تھی۔

”ولیعہ عمران صاحب!۔۔۔ اب پروگرام کیا ہے؟“ غصیلے لہجے میں پوچھا۔

”پروگرام بدل گیا ہے۔۔۔ اب مشن میں یہاں مرکول گا۔ باقی سب وگ واپس چلے جائیں گے۔ یہاں کا مشن مکمل ہو گیا ہے۔“ عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اگر مشن ختم ہو گیا ہے تو تم یہاں کیوں ٹک رہے ہو؟“ جولیانے لہجے ہوئے لہجے میں کہا۔

”میرے اور تمہارے مشن میں بڑا فرق ہے۔“ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”کیا مطلب؟“ جولیا عمران کی سنجیدگی دیکھ کر چونک پڑی۔

”تمہارا۔۔۔ یعنی عورت کا مشن شادی کر کے نیچے سید کرنا ہے۔ اور میرا یعنی مرد۔۔۔“ عمران نے علیحدہ علیحدہ مشن کی تفصیل بتانا شروع کی۔

مگر دوسرے لمحے وہ تیزی سے نیچے جھکا اور جولیا کا چھٹکا ہوا پرس اس کے سر پر سے گزر کر کمرے کے دروازے سے جا چکا۔

”خود ہی تو پوچھ رہی ہو۔ اور جب میں نے بتانا شروع کیا تو۔۔۔“ عمران نے خوف زدہ ہوتے ہوئے کہا۔

”تم سے تو بات کرنا ہی حماقت ہے۔ میں ایکسٹو سے بات

کردوں گی۔۔۔ جولیا نے انتہائی فیصلے انداز میں کہا اور پھر اٹھ کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتی کمرے سے باہر نکل گئی۔
 ”آپ میں جولیا کو بے حد تنگ کرتے ہیں۔“ صفدر نے مسکرتے ہوئے کہا۔

”تنگ نہ کروں تو یہ بیمارٹ کیسے رہ سکتی ہے۔ یہ تو چھیل کر جھینسے بھی زیادہ موٹی ہو جائے گی اور پھر تنویر اس سے عشق کرنے کی بجائے اس کے چھیلے ہوئے سانسے سے بھی بچنے کا منصوبہ بنانا پھرے گا۔“
 عمران نے جواب دیا۔

”عمران صاحب!۔۔۔ مجھے اکیٹھونے یہاں آنے سے قبل سختی سے ہدایت کی تھی کہ میں آپ سے نہ الجھوں۔۔۔ لیکن آپ اب یہ میری برداشت سے باہر ہوئے جارہے ہیں۔“ تنویر نے چھٹکارے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

”تو بھائی تم بھی جولیا کی طرح کمرے برداشت سے باہر نکل جاؤ۔ اس میں غصے ہونے والی کوئی بات ہے۔“ عمران نے ٹٹے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر وہ اٹھ کر ٹیلیفون والی میز کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

عمران نے رسیور اٹھایا اور اکیس صبح کو اس نے ہٹل سیکال میں جوڑت اور جو مانے سے بات کرانے کے لئے کہا۔ پھر رسیور رکھ دیا۔ اس دوران جولیا بھی واپس آکر اپنی کرسی پر بیٹھ چکی تھی۔ کمرے میں اب مکمل خاموشی طاری تھی۔

چند لمحوں بعد ٹیلیفون کی گنگنی بج اٹھی۔

”یس۔۔۔“ عمران نے رسیور اٹھاتے ہوئے کہا۔
 ”ہٹل سیکال میں سٹر جو مانے سے بات کریں۔“ آپریٹر نے مودبانہ لہجے میں کہا اور چند لمحوں بعد جو مانے کی آواز رسیور پر ابھری۔
 ”ہیلو۔۔۔ کون بول رہا ہے۔۔۔“ جو مانے کی آواز میں ہکا سا غصہ شامل تھا۔

”تمہارے سامنے کون بول سکتا ہے سٹر جو مانے۔۔۔ کس کی جرأت ہے کہ دیو کے سامنے زبان ہلا کر اپنی بڈاں تڑواتے۔۔۔ ویسے تمہاری پسلی کی ہڈیوں کا کیا حال ہے۔۔۔؟ شاید تم نے اپنے سے بھی بڑے دیو کے سامنے زبان ہلا دی ہوگی۔“ عمران نے اپنے اصل لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”اوہ ماسٹر آپ!۔۔۔ میں اور جوڑت دونوں ٹھیک ہیں۔ لیکن کمروں میں بے کار بیٹھے ہوئے ہیں۔۔۔ میں نے ہسپتال سے فارغ ہوتے ہی ڈاکٹر وکسی کی کوٹھی پر دوپٹا لٹا۔ مگر یہ دیکھ کر وہ کوٹھی جل چکی ہے۔ اور ڈاکٹر وکسی فوت ہو چکا ہے۔“ جو مانے نے مودبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”وہ تمہارے ڈر سے اپنی کوٹھی کو آگ لگا کر مر گیا ہے۔ بجاوہ۔ بہنٹال تم اور جوڑت دونوں اب فارغ ہو۔۔۔ تم دونوں پہلی فرصت میں واپس چلے جاؤ۔۔۔ میں ابھی بعد میں آؤں گا۔“ عمران نے کہا۔

”منہیں باس!۔۔۔ جب تک مشن مکمل نہیں ہو جائے گا۔ ہم واپس نہیں جاتیں گے۔ پہلے ہم لائسنس میں مار کھائے تھے۔ لیکن اب۔۔۔“ جو مانے نے سخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لا علمی کی مار سے علم کی مار زیادہ سخت ہوتی ہے۔ مشن تو مکمل ہو گیا ہے۔ میں نے تو صرف ایک پرانے دوست کی یہاں قبر تلاش کر لی ہے اور پھر اس پر فاتحہ پڑھ کر واپس آ جاؤں گا۔" عمران نے جواب دیا۔

"فاتحہ! وہ کیا ہوتا ہے؟" جو مانے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔ اس نے شاید یہ لفظ پہلی بار سنا تھا۔
"جیسے فرانس میں فٹ بال ہوتی ہے۔ اسی طرح پاکستان میں فاتحہ ہوتا ہے۔ تلواروں سے لڑا جاتا ہے۔" عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ارے تو پھر میں کیسے جاسکتا ہوں۔ میں تمہیں سیکنڈ کرؤں گا۔" جو مانے چمکتے ہوئے کہا۔

"سیکنڈ کرنے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ مقابل تو پہلے ہی مر چکا ہے اسی لئے تو میں اب فاتحہ پڑھ رہا ہوں۔ اس کی زندگی میں فاتحہ پڑھ کر میں نے مرنا تھا۔" عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور کمرے میں بیٹھے ہوئے سب لوگوں کے چہروں پر مسکراہٹ رہنے لگی۔ عمران بڑی صفائی اور سنجیدگی سے پیپارے جو مانا کو احمق بنانے جا رہا تھا۔

"جیسے آپ کی مرضی مارٹر۔" جو مانا کو شاید بات پوری طرح سمجھ نہ نہ تھی اس لئے اس نے مزید الجھنے کی بجائے جان چھڑانے میں ہی غایت سمجھی ہوگی۔

"جوزف کہاں ہے؟" عمران نے پوچھا۔

"موجود ہے مارٹر۔" جو مانے کہا اور چھ شاہ عمران کا غندیہ سمجھ کر اس نے ریور جوزف کو دے دیا تھا۔

"لیس باس۔" جوزف کی آواز سنائی دی۔

"جوزف! تم جو مانا کے ساتھ واپس چلے جاؤ۔ میں بھی فاتحہ پڑھ کر واپس آ جاؤں گا۔" سمجھ گئے۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔
"لیس باس!۔ جیسے آپ کا حکم۔" جوزف نے بڑے فرمانبردارانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"نگڈ بائی۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ریور رکھ دیا۔

"عمران صاحب!۔ اب آپ کے یہاں رکنے کی وجہ تو بظاہر نظر نہیں آتی۔ اور پھر پاور لیڈ کا مشن تو ابھی شروع ہی نہیں ہوا۔" صفدر نے اس بار انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"دیکھو صفدر!۔ پہلے تو میرا خیال تھا کہ یہاں چینری میں ایسے لوگ مل جائیں گے جو پاور لیسنڈ میں داخلے کو کوئی نہ کوئی کلیو دے دیں گے۔ اور ہم سب اس کلیو کی بنا پر پاور لیڈ میں داخلے ہو جائیں گے۔ لیکن یہاں اگر بہت چلاکے دلوں کے داخلے کا صرف ایک ہی راستہ ہے۔ صرف ٹرانسٹ ہو کر ہی وہاں پہنچا جاسکتا ہے۔ ان لوگوں نے ایسی ریز پاور لیسنڈ کے گرد دھبیل رکھی ہیں کہ ٹھوس جسم کسی طور بھی اس میں داخل نہیں ہو سکتا۔ اب سہلہ یہ تھا کہ ٹرانسٹ ہونے اور اسے کنٹرول کرنے والی مشین کو کونسی ہے؟ چنانچہ میں نے ایسے آدمی کی تلاش شروع کر دی جس کے پاس وہ ٹرانسٹ فیوز ہو۔ چنانچہ ایک آدمی

قدم اٹھا کر سے باہر نکلتا چلا گیا۔ چونکہ اب وہ اطلاع کی بجائے نئے
میک آپ میں تھا اس لئے اسے یقین تھا کہ اسے کوئی نہیں جانتا اور وہ
اطمینان سے ہوٹل کے ہال میں سے بڑتا ہوا مین گیٹ سے باہر نکل آیا۔ باہر
سڑک پر اگر وہ چند لمحوں سوچا رہا، پھر اس نے ایک خالی ٹیکسی کو اشارہ کیا اور
پھر ٹیکسی کی پچھلی نشست پر بیٹھتے ہوئے ڈرائیور کو گرین پارک ہوٹل چلنے کے
لئے کہا۔ گرین پارک ہوٹل شہر سے ہٹ کر مضافات میں ایک جدید ترین ہوٹل
تھا۔ اور عمران کو اس کا ماحول بے حد پسند تھا۔ وہ جب بھی چینی آتا تھا
اسی ہوٹل میں چھٹہ رہتا تھا۔ اس لئے اس نے اس بار بھی اسی ہوٹل میں رہنے
کا پروگرام بنایا تاکہ وہاں رہ کر وہ ٹرانسٹ فیوز کے سامان کے متعلق معلومات
جمع کر سکے۔

ٹیکسی ایک جھٹکا کھار آگے بڑھی اور پھر سڑک پر دوڑنے والی بے شمار
گاڑیوں میں شامل ہو کر آگے بڑھتی چلی گئی۔

مل گیا۔ اور اس سے ٹرانسٹ فیوز حاصل کر کے میں نے ڈاکٹر آلبیری کی
لیبار ٹری میں اس پر لیبرج کی اور میں اس کا فارمولا اور اس کا آپریٹنگ
پروسیس سمجھ گیا۔ لیکن اب مسئلہ یہ ہے کہ ایسے ٹرانسٹ فیوز تیار کرنے
کے لئے ایسا جدید ترین سامان چاہیے جو شاید یہاں نہ ملے۔ اور
نہ ہی یہاں ایسی لیبار ٹری میسر ہو سکے جس میں وہ ٹرانسٹ فیوز اور اس
کی آپریٹنگ مشین تیار ہو سکے۔ چنانچہ میں نے فیصلہ کیا ہے کہ آپ لوگوں
کو یہاں سٹاپس بھیج کر میں واپس پاکستان جانے کی بجائے ایک میا جا کر اس
کا سامان مہیا کروں گا اور پھر اس سامان سے بہت سارے ٹرانسٹ فیوز
تیار کر کے ہم باقاعدہ ٹیم کی صورت میں پاور لنڈ میں داخل ہوں گے۔ اب
ظاہر ہے اس پر کچھ عرصہ لگ ہی جائے گا۔ ایسی صورت میں آپ
سب کا یہاں بے کار بیٹھنا فضول ہے۔ وہاں پاکستان میں بھی کوئی کام
پڑ سکتا ہے۔ عمران نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

ہاں!۔ واقعی اس صورت میں تو ہمارا یہاں رہنا بے کار ہی نہ
صفر دہانے سر چھلاتے ہوئے جواب دیا۔

”بس یہی بات میں سمجھنا چاہتا تھا۔ اس لئے میں جویا!۔ آپ
اپنی ٹیم کو لے کر واپس اکیٹونو کے پاس پہنچ جائیں۔ جب ٹرانسٹ
فیوز تیار ہو جائیں گے تو پھر ہم وہاں سے پوری ٹیم تیار کر کے پاور لنڈ میں
داخل ہو جائیں گے۔“ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا اور پھر
اُٹھ کھڑا ہوا۔ جویا کی سمجھ میں بھی ساری بات آگئی تھی اس لئے اس
نے بھی سر ہلادیا۔

”اوکے۔ گڈ بائی۔“ عمران نے کہا اور دوسرے لمحے وہ تیز تر

تھا۔ بعد ازاں ڈاکٹر وکسی اور وہ دونوں اجنبی کار میں واپس آئے تھے۔ ڈاکٹر وکسی تو اتر کر کوجھی کے اندر چلا گیا۔ جب کہ وہ دونوں اجنبی ایک شہادت کے مطابق اس سبز کوجھی کے عقبی حصے میں داخل ہوئے تھے۔ وہ کافی دیر بعد واپس آئے تو ان کے ہاتھ میں وہ بیگ تھا جو مارٹن لے کر اس کوجھی میں داخل ہوا تھا۔ انہیں جب پولیس آفیسر سے ڈاکٹر وکسی کے ہارٹ ایک سے فوت ہو جانے کا علم ہوا تو وہ دونوں ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر وہاں سے چلے گئے۔ میں نے اس ٹیکسی ڈرائیور کو ڈھونڈ نکالا اور اس نے بتایا کہ وہ دونوں ٹی چارمنگ ہٹل میں گئے تھے۔ اس ہٹل میں تحقیقات کی تو پتہ چلا کہ وہاں ایک گروپ ٹھہرا ہوا ہے جس کی لیڈر ایک یورپین عورت ہے۔ اس کا نام ریٹا ہے۔ انہوں نے اپنے آپ کو سیاح ظاہر کیا تھا۔ یہ دونوں اجنبی اس عورت کے کمرے میں گئے۔ پھر ہٹل سیگال میں کال کی گئی۔ چونکہ سٹی چارمنگ ہٹل ایک بلیک میلر کی ملکیت ہے۔ چنانچہ وہاں خفیہ طور پر تمام کاموں کا باقاعدہ ٹیپ ریکارڈ رکھا جاتا ہے تاکہ اعلیٰ حلقوں کے لوگوں کی کالوں سے مواد حاصل کر کے انہیں بلیک میل کیا جاسکے۔ چنانچہ اس کال کا ٹیپ میں نے حاصل کر لیا۔ اس ٹیپ کی مدد سے مجھے معلوم ہوا کہ ہٹل سیگال میں ٹھہرے ہوئے دو حبشیوں سے بات چیت کی گئی ہے۔ گو اس بات چیت کا کوئی سر پرچہ میں نہیں آتا۔ لیکن یہ دونوں حبشی وہی ہیں جو علی عمران کے ساتھ تھے بتائے جاتے ہیں۔ بار کرنے تفصیل بتائی اور پھر اس نے حبیب سے ایک کیٹ نکال کر لیڈی ایٹھ کی طرف بڑھا دی۔

دروازے پر دستک ہوئی تو صوفے پر تقریر بالیٹی ہوئی لیڈی ایٹھ چونک پڑی۔ وہ یہ بھی ہو کر بیٹھ گئی۔
 "نہیں کم ان"۔ اس نے کرخت بلجے میں کہا۔
 دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔ نوجوان کے چہرے پر جوش کے آثار نمایاں تھے۔
 "کیا رپورٹ ہے بارکر"۔ لیڈی ایٹھ نے اس کا چہرہ دیکھتے ہوئے چونک کر پوچھا۔

"مادام! میں نے معلومات حاصل کر لی ہیں۔ ڈاکٹر وکسی کی کوجھی کے جلنے سے پہلے اس میں سے ایک کار نکل گئی تھی۔ اس کار میں ڈاکٹر وکسی اور ایک اجنبی سوار تھے۔ اس اجنبی نے باہر نکل کر سامنے والی سبز کوجھی کی سائیڈ میں کھڑے ہوئے ایک اور آدمی کو بلایا اور پھر اسے بھی کار میں سوار کر کے کار چلی گئی۔ اس کے بعد کوجھی پر زیر و بم فائر کیا گیا

”گڈ۔۔۔ تم نے حیرت انگیز برق رفتاری سے کام لیا ہے۔ بارک۔۔۔ مجھے تمہاری کارکردگی پر فخر ہے۔“ لیڈی ایٹلے نے خوش ہوتے ہوئے کہا اور بارک سے وہ کیسٹ لے لی۔

”میڈم!۔۔۔ ہومل ٹی چارمنگ کا ایک پیسج آپریٹر میرا دوست تھا۔ اس لئے مجھے یہ معلومات بھی مل گئیں اور کیسٹ بھی۔۔۔ ورنہ تو بڑی مشکل جوتی بارک نے سترت جھپٹے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اب وہ اجنبی اسی ہومل میں ہے۔“ لیڈی ایٹلے نے پوچھا۔
”یس میڈم!۔۔۔ میں نوٹی کو وہاں چھوڑ آیا ہوں تاکہ اس اجنبی کی نگہ نہ کر سکے۔“ بارک نے جواب دیا۔

”گڈ۔۔۔ تم واقعی ذہین آدمی ہو۔“ آج سے پہلے تمہاری ایسی صلاحیتیں پاور لینڈ کے سامنے نہ آئی تھیں۔ بہر حال میں تمہیں پناہ فریڈ بنانے کو سوچ رہی ہوں۔“ لیڈی ایٹلے نے کہا اور بارک کا چہرہ سترت سے چمک اٹھا۔ مادام ایٹلے کا فریڈ ہونا ہیڈ کوارٹر میں بہت بڑا عہدہ تھلا۔ اتنا بڑا کہ شاید بارک اسے بڑے عہدے کا تصور بھی نہ کر سکتا تھا۔

”میں پاور لینڈ میں شامل ہونے سے پہلے ویلٹن کارمن کی ملٹری کیسٹ سروس میں شامل تھا۔۔۔ وہاں میرا چیف سے جھگڑا ہو گیا اور پھر میرا کوٹ مائل کر کے مجھے موت کی سزا دی گئی۔ جس پر میں فرار ہو گیا۔ اور پھر میں نے یہاں فن لینڈ میں آکر ایک بخا خانہ قبول لیا اور منشیات سرکشی سمگلنگ میں مصروف ہو گیا۔۔۔ میرا ایک طاقتور گروپ بن گیا تھا۔ اس کے بعد میں پاور لینڈ سے متعلق ہو گیا میڈم۔“ بارک نے اپنے متعلق بتاتے ہوئے کہا۔ وہ شاید فریڈ بننے کے لئے اپنی اہلیت جتانا چاہتا تھا۔

”گڈ۔۔۔ اسی لئے تم نے اتنی جلدی اتنی اہم معلومات حاصل کر لی ہیں۔ بہر حال تمہاری اس کارکردگی کا تمہیں شاندار انعام دیا جائے گا۔“ لیڈی ایٹلے نے کہا اور پھر اس نے سامنے کئی میز پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کا رسیور اٹھا کر اس کا ایک بٹن دبایا۔

”مورسپکنگ میڈم۔“ دوسری طرف سے ایک موبانہ آواز اُبھری۔
”میرے کمرے میں ایک کیسٹ ریکارڈر بھجوا دو۔“ میڈم نے سخت لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔

بارک ابھی تک موبانہ انداز میں کھڑا ہوا تھا۔
”تم بیٹھ جاؤ بارک!۔۔۔ اب کم از کم تم اس قابل ہو گئے ہو کہ میرے سامنے بیٹھ سکو۔“ مادام نے مسکراتے ہوئے کہا اور بارک نے اس عہداز پر جھک کر سلام کیا اور پھر بڑے موبانہ انداز میں سامنے رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا۔ مادام کی نظریں اس کے گھٹے ہوئے اور صحت مند جسم کا جائزہ لے رہی تھیں اور اس کی آنکھوں میں ایک عجیب سی چمک اُبھرتی تھی۔

”تم شادی شدہ ہو۔“ ہاں ایک میڈم نے سوال کیا۔
”نہ میڈم!۔۔۔ میں نے یہ کبھی کبھی نہیں بولا۔“ بارک نے چونکتے ہوئے جواب دیا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے آثار اُبھر آئے تھے۔

”گڈ۔۔۔“ مادام نے ہنسنے لگا۔ اور پھر اس سے پہلے گودہ مزید بات کرتی، دروازے پر دستک ہوئی۔

”یس۔ کم ان۔“ میڈم ایٹلے نے سخت لہجے میں کہا۔ اس کے ساتھ ہی کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ایک جدید قسم کا بڑا سا کیسٹ ریکارڈر تھا۔

”اے میز پر رکھ دو“ میڈم نے اپنے سامنے رکھی ہوئی میز کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اور نوجوان نے اُسے میز پر رکھ دیا۔ اور پھر مٹر کر تیز ترین قدم اٹھاتا کرے سے باہر نکل چلا گیا۔

”یکٹ اس میں لگا دو بارکر“ میڈم نے بارکر سے غلبہ ہو کر کہا اور بارکر نے اٹھ کر بڑی چھرتی سے کیٹ لگایا اور پھر بٹن ان کر دیا۔ دوسرے لمحے کمرے میں عمران کی آواز گونجی۔ وہ جوان سے باتیں کر رہا تھا۔ لیڈی ایٹنے عمران کی آواز سنتے ہی چوٹا ہو گئی۔ اس کے چہرے پر سیکھت مہترت کے آثار چھلکے۔ اس نے ہنری کے خلاف ایک غصہ ثبوت حاصل کر لیا تھا۔

ہنری کی رپورٹ غلط تھی کہ عمران ختم ہو چکا ہے۔ عمران زندہ تھا۔ لیڈی ایٹنے عمران کی آواز اچھی طرح پہچانی تھی۔ اس لئے آواز سنتے ہی اُسے یقین ہو گیا تھا کہ یہ اجنبی عمران ہی ہے۔ اس نے اپنا میک اپ بدل لیا تھا۔

اب صورت حال بھی اس پر واضح ہو گئی تھی کہ مارٹن نے جب ڈاکٹر کو کسی کی کوٹھی پر زیر و بم ناز کیا تھا تو اس سے پہلے ہی عمران ڈاکٹر کو کسی سمیت کوٹھی سے باہر جا چکا تھا۔ اس لئے وہ مرنے سے بچ گیا جبکہ ہنری نے صرف اپنے خاص آدمی مارٹن کے بیان پر ہی بھروسہ کر لیا تھا۔ بہر حال اب وہ آسانی سے عمران کو گرفتار کر کے ہنری کو تباہی دہشتی کر لیتا۔ ایٹنے صلاحیتوں کے لحاظ سے کسی سے کم نہیں ہے۔

کمرے میں خاموشی طاری تھی۔ بارکر کیٹ ریکارڈر کا بٹن آف کر کے دوبارہ کرسی پر بیٹھ گیا تھا۔

”یہ اجنبی ہی علی عمران ہے۔ میں اس کی آواز پہچانتی ہوں۔“ بارکر! تمہارے پاس کتنے آدمی ہیں یہاں“۔ لیڈی ایٹنے نے دوبارہ گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے کہا۔

”آپ حکم فرمیں میڈم!۔ یہ پورا چینی شہر آپ کے حکم کی تعمیل کے لئے دوڑ پڑے گا“۔ بارکر نے جواب دیا۔

”جو میں پوچھ رہی ہوں اس کا جواب دو۔“ مجھے خاتوا تین پسند نہیں ہیں“۔ مادام نے غصیلے لہجے میں کہا اور بارکر سمجھ گیا۔ دراصل وہ کچھ ضرورت سے زیادہ ہی مادام سے بے تکلف ہو گیا تھا۔

”سوری میڈم!۔ میرے گرد و پس میں کچھ اضافہ نہیں“۔ بارکر نے مودبانہ لہجے میں جواب دیا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ مادام مزید بات کرتی، میز پر پڑا ہوا ٹیلیفون بج اٹھا۔ مادام نے ہاتھ بڑھا کر ریسیور اٹھالیا۔

”یس“۔ مادام کا لہجہ تلخ تھا۔

”بارکر کے لئے کال ہے میڈم!۔ بولنے والا ٹونی ہے۔ اس کا اسٹرو ہے کہ بات اہم ہے اس لئے فوری رابطہ کر لیا جائے“۔ دوسری طرف سے مودبانہ لہجے میں کہا۔

مادام نے ٹونی کا نام سنتے ہی خاموشی سے ریسیور بارکر کی طرف بٹھا دیا۔ کیونکہ بارکر پہلے ہی بتا چکا تھا کہ وہ علی عمران کی نگرانی پر ٹونی کو چھوڑ آیا ہے۔

”یس۔ بارکر سیکیٹک“۔ بارکر نے اٹھ کر مادام کے ہاتھ سے ریسیور لیتے ہوئے کہا۔

”ٹونی بول رہا ہوں باس!۔ وہ اجنبی ٹی چارنگنگ ہوٹل سے نکل

کر گرین پارک ہوٹل میں پہنچا ہے۔ اس نے یہاں کمرہ نمبر تیرہ نمبر کرایا۔ اسے اور اس وقت وہ کمرے کے اندر موجود ہے۔ دوسری طرف سے ٹوٹی لے کہا۔

”اچھا۔ اس کی مکمل نگرانی کرو۔ وہ تمہاری نظروں سے ہرگز اونچل نہ ہونے پائے۔“ بارکر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور کر ٹیل پر رکھ دیا۔

”وہ اجنبی ہوٹل گرین پارک میں پہنچ گیا ہے مادام۔“ بارکر نے رسیور رکھ کر موبائے ہینڈ میں مایہ میں مغلطی ہو کر کہا۔

”سنو بارکر!۔ اب تمہاری اصل صلاحیتوں کا امتحان ہے۔ علی عمران کو اس کے ہوٹل سے اغوا کرو۔ اور اس کے تمام ساتھیوں کو ان کے ہوٹل سے۔ جشی جوزف اور جونا بھی اغوا ہونے چاہئیں۔ اور ان ب کو یہاں لاکر چینی ہیڈ کوارٹر کے بیورو میں قید کر دو۔ کیا تم ایسا کر سکتے ہو؟“ مادام نے کہا۔

”یہ کوئی مشکل کام نہیں ہے مادام!۔ کم از کم بارکر کے لئے یہ کام بائیک آسان ہے۔ حکم کی تعمیل ہوگی۔“ بارکر نے بڑے موبائے ہینڈ میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تم یہ مشن کیسے انجام دو گے۔؟ مجھے تفصیلات بتاؤ۔“ مادام نے کہا۔

”مادام!۔ علی عمران کو رات کو سوتے ہوئے بیروں کر دیا جائے گا۔ اس کے بعد اس کا اغوا آسان ہو جائے گا۔ اس کے ساتھیوں کو بھی آسانی سے اغوا کیا جاسکتا ہے کیونکہ جن کمروں میں وہ رہائش پذیر ہیں

وہاں سے خفیہ راستے باہر نکلتے ہیں۔ اور انہیں بھی زبردستی بیروں کر دینے والی گیس سے اغوا کیا جاسکتا ہے۔“ بارکر نے جواب دیا۔

”لیکن کیا ہوٹل کی انتظامیہ تم سے تعاون کرے گی۔؟ مادام نے چونکے ہوئے پوچھا۔

”مادام!۔ اب آپ سے کیا چھپنا۔ سٹی چارمنگ ہوٹل میری اپنی ملکیت ہے اور میں نے بطور سائیڈ بزنس یہ کام کیا ہوا ہے۔ اس لئے وہاں سب کچھ ہو سکتا ہے۔“ بارکر نے جواب دیا اور مادام کا چہرہ چمک اٹھا۔ بارکر اس کی توقع سے کہیں زیادہ تیز ثابت ہو رہا تھا۔ اب وہ سمجھ گئی تھی کہ بارکر اتنی آسانی سے کس طرح وہ ٹیپ لے آیا ہے۔ بارکر کا حوالہ اُسے ترندی نے دیا تھا۔ وہ ترندی کے سابق گروپ کا خاص آدمی تھا۔ اور ترندی کے کہنے پر ہی اُسے پادری سنڈے سے تعلق کیا گیا تھا۔ لیکن چونکہ وہ ترندی سے ہی مشک تھا اس لئے وہ اُسے براہ راست نہ جانتی تھی۔ ترندی نے اُسے بتایا تھا کہ جینی میں اس کا خاص آدمی بارکر موجود ہے۔ وہ تمہارے بے حد کام آئے گا اور پھر اس نے بارکر سے رابطہ قائم کر کے اُسے مادام ایشیے سے مکمل تعاون کا حکم بھی دے دیا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ وہ بارکر کی ان صلاحیتوں پر حیران ہو رہی تھی۔ جینی میں مادام ایشیے کے لئے شروع سے ہی ایک بڑی کوٹھی رہنم و رہتی تھی۔ جہاں اس کا مخصوص عمل رہتا تھا وہ جب بھی جینی آتی یہیں قیام کرتی تھی اور یہاں اس نے ہر قسم کے انتظامات کر رکھے تھے۔ اس نے بارکر کو یہیں بلا کر اس کے ذمے تحقیقات کا کام لگایا تھا۔

”گڈ۔ اور وہ جشی جوزف اور جونا؟“ مادام نے کہا۔

”میڈم!۔ جونا سے کسی زمانے میں میرے گہرے تعلقات رہے

ہیں۔ بعد میں وہ مارٹر کلرز میں شامل ہو گیا تھا۔ لیکن اب بھی میرے اس سے تعلقات موجود ہیں۔ میں دوستانہ تعلقات کی بنا پر بھی ان دونوں کو اغوا کر سکتا ہوں۔ صرف یہ ہو گا کہ انہیں لے آنے کے لئے مجھے خود جانا پڑے گا۔“ بارکر نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔ تمام کام ہوشیاری سے بڑھا جائیے۔ خاص طور پر علی عمران کا اغوا۔ وہ انتہائی خطرناک آدمی ہے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ ہوشیار ہو جائے اور سارا حیل بھی بگڑ جائے۔“ مادام نے اُسے تنبیہ کرتے ہوئے کہا۔
”آپ اپنے فکر میں مادام۔ اور بارکر کی صلاحیتوں پر اعتماد کریں۔“

بارکر نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ اب تہ جائز حکم کی تعمیل کرو۔ جب سب لوگ بیورو میں پہنچ جائیں تو مجھے مطلع کرو۔ میں تمہارا انتظار کروں گی۔“ مادام نے سر جھٹاتے ہوئے کہا۔

”یس مادام۔ میں جلد ہی آپ کو کامیابی کی خبر سناؤں گا۔“ بارکر نے مودبانہ لہجے میں کہا اور پھر مادام کو سلام کر کے وہ کمرے سے باہر نکلا چلا گیا۔
مادام کا چہرہ سرت سے چمک رہا تھا وہ سوچ رہی تھی کہ جیسے ہی یہ سب لوگ بیورو میں اکٹھے ہونگے وہ ہنری اور ترندی کو ہیڈ کوارٹر سے بلالے گی اور پھر انہیں بتائے گی کہ اصل حقیقت کیا ہے۔ اُسے یقین تھا کہ عمران کو اپنے اسٹے زندہ دیکھ کر ہنری چہر کبھی اس کے سامنے سرت اٹھا سکے گا۔

عمران نے کی آنکھ کھل تو ایک لمحے کے لئے وہ حیرت سے ادھر ادھر دیکھتا رہا۔ دوسرے لمحے اس نے اچھل کر، میٹھے کی کوشش کی لیکن پھر وہ ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ وہ ایک رطریج نما سخت سے پوری مضبوطی سے بندھا ہوا تھا۔ اس کے جسم کو چمڑے کے مقبوضاتوں سے رطریج سے باز رکھا گیا تھا۔ اس کے چمڑے کی وجہ سے تھی کہ اُسے کچھ کھنے پر اس نے اپنے آپ کو ہوٹل کے کمرے کی بجائے اجنبی عکبر پر دیکھا تھا۔

یہ ایک وسیع کمرہ تھا جس میں نہ کوئی دروازہ تھا اور نہ کوئی روشندان۔ پورا کمرہ مٹوس دیواروں پر مشتمل تھا۔ صرف اونچی چھت سے ایک فانوس ٹنک رہا تھا جس میں موجود بے شمار بلب جل رہے تھے۔

رات کو عمران اپنے کمرے میں سویا تھا اور اس نے اپنے طور پر دروازہ اندر سے بند کر دیا تھا۔ پھر وہ یہاں کسے پہنچ گیا۔ اس بات پر اُسے حیرت تھی۔ ظاہر ہے اُسے ہوٹل سے اغوا کیا گیا تھا۔ لیکن کس نے اغوا کیا تھا اور

سے اس سڑیچر سے نیچے اترا اور پھر اپنے ساتھیوں کی طرف بڑھا۔ اس نے باری باری ان کی بندشیں بھی اپنے ناخنوں کے بیڈوں سے کاٹ دیں اور پھر اس مے باری باری ہر ایک کی ناک اور منہ بند کر کے انہیں جبراً ہوش میں لانا شروع کر دیا جب وہ آخری آدمی کو بھی ہوش میں لے آیا تو اسے اس تمام کارروائی میں کم از کم بیس پچیس منٹ لگ ہی گئے۔

عمران صاحب! — یہ تم کہاں پہنچ گئے ہیں؟ — تقریباً سب نے
 ہی اپنے اپنے انداز میں یہی سوال کیا۔

جہاں تک میرا آئینہ یا بے کمر تم اور لینڈ کی قید میں ہیں۔ کیونکہ اس کے علاوہ اور کوئی دوسری پادری اس وقت ایسی نہیں ہے جو ہماری مہمانی کا بوجھ سنبھال سکے۔ — عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

ادب! — لیکن انہیں ہم سب کے بارے میں کیسے علم ہوا۔ اور پھر ہمیں احساس تک نہیں ہوا۔ ہم سب رات کو اپنے اپنے کمروں میں سوئے تھے ادب! ان کیجیں یہاں ٹھہری ہیں۔“ تقریباً سب نے کہا۔

عقل مند کہتے ہیں کہ زندہ موت کی بہن ہوتی ہے۔ تو شجر کو دیکھو زندہ ہیں جو بڑے کے باوجود اس کی بہن کے مہمان نہیں بن سکے۔ درخت اچھے قبر میں کھتی اور شجر کیمبر سر پر سوار ہوتے۔“ عزان نے مسکرا کر جواب دیا۔

”یہ سیکرہ بھی تو قرب کی طرح ہی ہے۔ کہیں کوئی دروازہ یا کھڑکی نہیں ہے۔ لیکن گھنٹن کا احساس بھی نہیں ہوتا۔“ صفدر نے بخجیہ لہجے میں کہا اور سب نے اس کی تائید میں سر ہلایا۔

یہ قبر اگر نہیں بھی ہے تو قبر میں تبدیل ہو سکتا ہے۔ پاورلینڈی اگر
علاء الدین مان ہے تو اس نے ہم کے کوئی رعایت نہیں کرنی۔ اس لئے آپ

کیسے۔۔۔ یہ بات اس کے ذہن میں نہ آ رہی تھی۔ اور پھر اس نے گویا وہ لوگ
ادھر اُدھر دیکھا تو اُسے حیرت کا دوسرا شہ پہنچ گیا۔ پوری ٹیم اس کی طرح شہ پہنچ
سے بندھی ہوئی اس بند کمرے میں موجود تھی۔ عجز اور حیرانہ محسوس ہو رہا تھا۔
حیرت ہے۔ یہ لوگ تو جاہل و معلوم ہو رہے ہیں۔“ عمران نے
مڑبڑاتے ہوئے کہا۔

عمران کے سب ساتھیوں کی آنکھیں بند تھیں اور یوں لگ رہا تھا جیسے وہ گہری نیند سو رہے ہوں۔ اور دوسری حیرت انگیز بات یہ تھی کہ سب اپنے اصل چہروں میں تھے۔ ان کے میک اپ صاف کر دیئے گئے تھے۔ عمران سمجھ گیا کہ کوئی ایسا چکر چل گیا ہے کہ وہ سب لوگ نہ صرف ٹریس ہو گئے ہیں بلکہ بڑے اطمینان سے انہیں اغوا بھی کر لیا گیا ہے۔ اس کے ساتھیوں کی حالت تاریخی تھی کہ وہ سب یہوش تھے اور ظاہر ہے عمران کو بھی گہری نیند سوتے ہوئے یہوش کر کے یہاں لایا گیا ہو گا۔ لیکن یہ لوگ کون ہیں۔ ان کا تعلق پادریستان سے ہے یا کوئی اور چکر ہے۔؟ اس بات کا اندازہ:

اس وقت ہو سکتا تھا جب ان میں سے کوئی سامنے آتا۔

عمران کے اہل شرع کے نیچے موکر باندھے گئے تھے اور عمران نے اپنے دونوں بندھے ہوئے اہتوں کو حرکت دی تو اس کا دل بیلیوں اچھل بڑھ اس کے دونوں اہتوں کو کھانی کے اوپر کر کے باندھا گیا تھا۔ اور وہ اس جڑ آسانی سے اپنے ناخنوں میں موجود تیزر بیلیوں کو استعمال کر سکتا تھا۔ چنانچہ اس نے فوری طور پر کام شروع ہی کر دیا۔ اور چند لمحوں بعد اس کی کھانیاں آزاد ہو گئیں۔ اب وہ آسانی سے جسم پر بندھے ہوئے دو بڑے ٹرپس بھی کھانے کے قابل ہو گیا۔ اور تھوڑی دیر بعد اس کا جسم بندشوں سے قطعی آزاد ہو گیا۔ وہ تیز

فاسٹ ایکشن کے لئے ہر لمحے تیار رہیں۔ اب سب دوبارہ سڑکیوں پر لیٹ جائیں اور سڑک پر کو اسی طرح سیٹ کر لیں کہ محسوس یہی ہو جیسے آپ لوگ بندھے ہوئے ہیں۔ اس طرح ملاقات کے لئے چند لمحے مل جائیں گے۔ عمران نے کہا اور پھر وہ خود اپنے سڑک پر چلنا چاہتے پر لیٹ گیا اور اس نے نیچے لٹکے ہوئے سڑک پر کودوں ہاتھوں سے سختے کے نیچے ایسی گانٹھیں دیکر ابھڑایا کہ بوقت ضرورت وہ جسم کے ایک ہی جھٹکے سے آزاد ہو سکے اور دونوں ہاتھ اسی انداز میں نیچے موڑ کر تختے کے درمیان کر لے۔ پوری ٹیم نے بھی عمران کی طرح کارروائی کی اور پھر وہ خاموش لیٹے کسی کی آمد کے منتظر ہو گئے۔ لیکن اس کمرے کی ہر دیوار اسی طرح اپنی جگہ پر قائم تھی۔ یوں لگتا تھا کہ جیسے وہ انہیں اس بند کمرے میں ڈال کر انہیں بھول گئے ہوں لیکن وہ جانتے تھے کہ یہ خاموشی بہر حال ٹوٹے گی اور پھر وہی جوا، تھوڑی دیر بعد خانوس میں چلنے والے بلبوں کی روشنی پیکھت تیز ہو گئی۔ روشنی اتنی تیز ہو گئی تھی کہ فی الواقع ان کی آنکھیں چندھیا گئیں۔

چند لمحوں بعد ہی روشنی دوبارہ ملکی ہو گئی اور پھر سرسری آواز سے ان کے دائیں طرف والی دیوار درمیان سے چھٹ کر دونوں اطراف میں سمٹی چلی گئی۔

لیڈی ایٹلے اپنے کمرے میں بڑی بے چینی سے ٹہل رہی تھی اس کے بہرے پر زبردست جوش کے آثار نمایاں تھے۔ آنکھوں میں فوج اور کامیابی کی چمک تھی۔ اس وقت صبح ہونے والی تھی اور بارگاہی اگر اطلاع دی تھی کہ علی عمران سمیت ان کی پوری ٹیم چینی ہیڈ کوارٹر کے بیورو میں قید ہو چکی ہے۔ ان سب کو سوتے ہوئے زوداثر بیہوشی کی گیس چھوڑ کر بیہوش کیا گیا اور پھر بڑی آسانی سے انہیں اغوا کر کے بیورو میں پہنچا دیا گیا۔ لیڈی ایٹلے نے بارگاہ کو دیں تھہر کر ان سب کی لنگرائی کا حکم دیا اور پھر خود اس نے ہیڈ کوارٹر میں ترمذی اور سبزی سے رابطہ قائم کرنے کے لئے اپنے اسسٹنٹ موڑ کر کہہ دیا۔ وہ چاہتی تھی کہ ان دونوں کو بلا کر پہلے اپنی صلاحیتوں کا ان پر اظہار کرے اور پھر ان سب کے سامنے انہیں گولیوں سے بھرنے والے۔

چنانچہ اب وہ ہیڈ کوارٹر سے رابطہ قائم ہونے کی منتظر تھی۔ چونکہ لیڈی

ایشلے نے رابطہ فون پر کرنے کا حکم دیا تھا۔ اس لئے اس کا اسٹنٹ مور
ہیڈ کوارٹر ماکر رابطہ مشین کو فون کے ساتھ منسلک کرنے میں مصروف تھا اور
ظاہر ہے اس کے لئے کچھ دیر تو لگتی تھی۔ لیکن لیڈی ایشلے پر سرحد بھاری
پڑ رہا تھا۔ وہ جلد از جلد ہنری اور ترمڈی پر اپنی صلاحیتوں کا رغب ڈالنا
چاہتی تھی۔

اسی لمحے میز پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی اور لیڈی ایشلے
نے بھرتی سے ریور اٹھالیا۔
”ایشلے سیکنگ“۔ لیڈی ایشلے نے تیز لہجے میں کہا۔

”مامام!۔ میں مور بلول رہا ہوں۔“ ہیڈ کوارٹر میں لباس ہنری سے
رابطہ قائم ہو گیا ہے۔ بات کریں۔“ اس کے اسٹنٹ مور کی آواز
سنائی دی اور لیڈی ایشلے کی آنکھوں میں موجود چمک کچھ ادبڑھ گئی اور
پھر ہلکی سی کلک کی آواز سے ریور پر اٹھری۔
”ایں۔ ہنری فرام ہیڈ کوارٹر۔“ ہنری کے لہجے میں حکم اور سختی
نمایاں تھیں۔

”میں ایشلے بول رہی ہوں چیئری سے۔“ لیڈی ایشلے نے اپنے
جوش کو جبراً دبا کر ہوتے جواب دیا۔
”اوہ مامام آپ!۔ خیریت۔“ ہنری نے اس بار نرم لہجے میں
کہا۔ لیکن حیرت کا عنصر بھی اس کی آواز میں نمایاں تھا۔
”ہنری!۔ تمہارے لئے ایک خوشخبری ہے۔“ جس آدنی
عظمت کے سامنے تم خوفزدہ تھے۔ وہ اس وقت اپنے تمام ساتھیوں
سمیت میری قید میں ہے۔“ لیڈی ایشلے نے کٹیے اور طنز یہ ہے

میں کہا۔

”میں سمجھا نہیں میڈم!۔ آپ کیا کہنا چاہتی ہیں۔“ ہنری نے قد سے
بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

”میں نہیں سمجھاتی ہوں۔ تمہارے آدمی مارٹن نے تمہیں غلط رپورٹ
دی تھی۔“ ڈاکٹر وکسی کی کوٹھی میں اس وقت مارٹن نے زیر و بم خاتر کر کے تباہ کی
تھی اس وقت علی عمران کوٹھی میں موجود ہی نہ تھا۔ اس لئے وہ ہلکا
نہیں ہوا تھا بلکہ صاف بچ نکلا تھا۔ مامام ایشلے نے ٹک ٹک کر اور
الفاظ کو چبا چکا کر فقرہ مکمل کیا۔

”یکے ٹکٹن سے مامام!۔ آپ کو غلط رپورٹ دی گئی ہے۔ یہ
کوئی نقلی علی عمران ہوگا۔“ یہ لوگ بے حد چالاک اور انتہائی عیار ہیں۔
عمران کی موت کے بعد ان کے کسی ساتھی نے عمران کا روپ دھار لیا
ہوگا۔ اس کا میک آپ کر لیا ہوگا۔“ ہنری نے با اعتماد لہجے میں
جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اگر یہ بات بھی ہے تو میں نے تم سے رابطہ بھی اسی لئے قائم کیا ہے
کہ تم فوراً چیئری میں میسج کی کوٹھی پر پہنچو۔“ اور پھر اپنی آنکھوں
سے سب کچھ دیکھ کر تسلی کر لو کہ کیا حقیقت ہے اور کیا نہیں۔“ مامام
ایشلے نے طنز یہ لہجے میں کہا۔

”یہ لوگ کیا آپ کی کوٹھی میں موجود ہیں۔“ ہنری نے سوال
کرتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔“ میں نے ان سب کو چیئری ہیڈ کوارٹر کے بلور دم میں قید
کر رکھا ہے۔ اور یہ سب لوگ بے ہوشی کے عالم میں بندھے ہوئے

خطرہ ہے۔ میں بہر حال ایک گھنٹے کے اندر پہنچ جاؤں گا۔ ہنری نے جواب دیا۔

”اوس کے! میں انتظار کروں گی۔ ایک گھنٹے بعد ہی سہی“۔
 مادام ایٹلے نے کہا اور پھر رسیور رکھ دیا۔ اس کے پہرے پر سرت اور کامیابی کی جھلک کچھ اور بڑھ گئی تھی۔

مادام ایٹلے کو یقین تھا کہ بلیوروم سے ان قیدیوں کا فرار ناممکن ہے۔ اس لئے وہ مطمئن تھی۔ ویسے بھی بارکر اور مور وہاں موجود ہی تھے۔ چنانچہ اس نے میز پر پڑا ہوا ایک رسالہ اٹھایا اور پھر کمرے سے باہر کھڑے ہوئے۔ دربان کو بلا کر بلیک کافی لانے کی ہدایت کر دی۔ اب ایک گھنٹہ تو بہر حال گزرنا ہی تھا۔

”مادام ایٹلے نے جواب دیا۔

”یہ آپ کے بچے کیسے چڑھے؟“ — ہنری نے پوچھا۔ اس کے بچے میں حیرت کا عنصر نمایاں تھا۔
 ”یہ تفصیل بھی سناؤں گی۔ تم آ جاؤ۔ تاکہ یہ مسئلہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے۔“ لیڈی ایٹلے نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں پہنچ رہا ہوں۔“ ہنری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ترندی کو بھی ساتھ لیتے آنا۔ تاکہ وہ بھی دیکھ لے کہ ایٹلے کی صلاحیتوں کی کمی نہیں ہوتی۔“ لیڈی ایٹلے نے کہا۔

”لیکن اس طرح میں ہیڈ کو اسٹرخالی ہو جائے گا۔ اصول کے مطابق ایک کو لازماً ہیڈ کو اسٹرخ میں موجود رہنا چاہیے۔“ ہنری نے جواب دیا۔

”اوس کے! یہ بھی ٹھیک ہے۔ بہر حال وہ تو ویسے بھی اس معاملے میں غیبِ جانبدار ہے۔ یہ تو تمہارا اور میرا مسئلہ ہے۔ تم کیلئے ہی آ جاؤ۔“ مادام ایٹلے نے رضامند ہوتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں کچھ دیر بعد ٹرائل سمٹ ہو کر آپ کی کوٹھی میں پہنچ جاؤں گا۔“ میرا انتظار کریں۔“ ہنری نے جواب دیا۔

”تم کتنی دیر میں یہاں پہنچ رہے ہو۔ فوراً ہی آ جاؤ۔“ لیڈی ایٹلے نے زور دیتے ہوئے کہا۔

”میں نے سپیشل لیبارٹری کے ایک اہم مسئلے پر ملٹی لیول میٹنگ بلاتی ہوئی ہے۔ یہ بہت ضروری ہے۔“ وہ بے حد نقصان کا بھی

”یس باس“۔ اسی مسلح آدمی نے کہا اور پھر اس کے اشارے پر دو افراد مشین گنوں کو کاغذوں سے لٹکا کر تیزی سے عمران کی طرف بڑھے اور دوسرے لمحے ان دونوں نے دونوں اطراف سے اس سٹرکچر کو اٹھایا جس پر عمران لیٹا ہوا تھا۔

وہ دونوں سٹرکچر کو اٹھاتے تیزی سے خدا کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ عمران اس نئی صورت حال کی بنا پر کوئی فیصلہ نہ کر سکا۔ اور وہ دونوں اُسے اٹھاتے تیزی سے اس خلا سے باہر نکلتے چلے گئے۔ باہر ایک راہداری تھی اور وہ عمران کا سٹرکچر اٹھاتے تیزی سے اس راہداری کے شمال کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

راہداری کے آخر تمام پر ایک دیوار تھی۔ مگر ان دونوں کے وہاں پہنچتے ہی دیوار خود بخود ایک طرف ہٹ گئی اور وہ اس کی دوسری طرف آ گئے۔ دوسری طرف ایک سنسان سی سڑک تھی جس کے کنارے پر ایک بندوگن موجود تھی۔ وہ عمران کو اٹھاتے اس دیگن کے پچھلے حصے کی طرف بڑھے، اُسی لمحے دیگن کا پھیل دروازہ خود بخود کھل گیا اور ان دونوں نے عمران کا سٹرکچر وکیل کر دیگن کا دروازہ باہر سے بند کر دیا۔ کھٹک کی تیز آواز آئی اور دیگن کے دروازے کو ٹالنا لگ گیا۔

چند لمحوں بعد دیگن تیز رفتاری سے آگے بڑھتی گئی۔ دیگن کے پچھلے حصے پر عمران اکیلا موجود تھا۔ وہ حیران تھا کہ آخر کیا چکر چل پڑا ہے۔ اور اُسے یوں اپنے ساتھیوں سے علیحدہ کر کے کہاں لے جایا جا رہا ہے۔ دیگن تیز رفتاری سے چلتی رہی اور پھر تقریباً بیس منٹ کے مسلسل سفر کے بعد اس کی رفتار آہستہ ہونا شروع ہو گئی۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک جھٹکے

عمران نے ادھ کھلی آنکھوں سے جائزہ لینے میں مصروف تھا اس کے اعصاب تنے ہوئے تھے۔ دیوار اٹھتے ہی دس کے قریب تین گنوں سے مسلح افراد تیزی سے اندر داخل ہوئے اور پھر وہ سائیڈوں میں ہوتے چلے گئے۔ ان کے ساتھ ایک لمبا تیز لٹکا آدمی تھا جس کے چہرے پر خشونت اور غصے کے آثار نمایاں تھے۔

”یہ ابھی تک بیہوش پڑے ہیں“۔ اس بلے تو لگے آدمی نے ان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ ایک مسلح شخص نے مودبانہ لہجے میں جواب دیتے ”یس باس“۔

”یہ ابھی کہا۔“۔ باقی پڑے رہیں۔ البتہ اس کی جگہ بدل دو۔ بلے تو لگے آدمی نے عمران کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

سے رُک گئی۔ اور عمران سمجھ گیا کہ وہ کسی نئی منزل پر پہنچ گیا ہے۔

دیکھ کر کاپچھا دروازہ ایک بار پھر کھلا اور عمران کے سر پر کچھ کو باہر کھینچ لیا گیا۔ عمران نے دیکھا کہ وہ ایک وسیع کوئٹہ میں موجود ہے۔ اس کے سر پر کچھ کو اٹھائے دونوں افراد تیزی سے عمارت کے اندر بڑھتے چلے گئے ایک راہداری سے گذر کر وہ ٹیڑھیاں اتر کر ایک بڑے سے تہ خانے میں پہنچے اور پھر انہوں نے سر پر تہ خانے میں رکھا اور دیشینی انداز میں واپس مڑ کر دروازے کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ ان کے باہر جاتے ہی دروازہ خود بخود بند ہو گیا۔

اسی لمحے عمران نے ایک جھکے سے اپنے آپ کو سر پر کچھ کی عارضی بندشوں سے چھڑایا اور پھر وہ تیزی سے دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اب تک وہ اس لئے خاموش تھا کہ وہ فیصلہ نہ کر سکا تھا کہ اسے پہلے اس بند کمرے میں قید کرنے کے بعد کیوں اس طرح اٹھا کر لایا جا رہا ہے۔ لے آنے والوں کے انداز سے ظاہر تھا کہ وہ عمران کو تو پہچانتے ہیں لیکن کسی وجہ سے وہ عمران کو غلطیہ کرنا چاہتے ہیں۔ اور یہی وجہ عمران جاننا چاہتا تھا مگر صحیح صورت حال سامنے آنے لگی۔

عمران کو اپنے ساتھیوں کی طرف سے زیادہ فکر اس لئے نہ تھی کہ وہ آزاد ہو جانے کے بعد کوئی اپنا دماغ کر سکتے تھے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ وہ جانتا تھا کہ اگر یہ سارا کچھ پوری سیٹ والوں کا ہے تو پھر انہیں زیادہ دلچسپی عمران کے ساتھ ہی ہے۔

عمران نے دروازے کے مینڈل کو دبا کر اندر کی طرف کھینچا تو دروازہ کھلتا چلا گیا۔ عمران دروازہ کھول کر باہر نکلا اور پھر چھوٹی راہداری سے گذر کر

احتیاط سے ٹیڑھیاں چڑھتا چلا گیا۔

ٹیڑھیاں کا اختتام جس کمرے میں ہوتا تھا وہاں سے اُسے کسی کی آواز آ رہی تھی۔ دروازہ کھلا ہوا تھا۔ عمران دروازے کی اوٹ میں پہنچ کر رُک گیا۔ اور پھر اس نے بڑی احتیاط سے اوٹ میں سے جھانکنا تو اس نے ان دونوں کو ایک میز کے گرد کھڑے دیکھ کر میز پر ایک ٹرانسپیر رکھا ہوا تھا۔ ہیلو۔ راؤٹ کالنگ چیف باس ہنری۔ اور۔۔۔ ایک آدمی بار بار یہی فقرہ دہرائے چلا جا رہا تھا۔

”یس ہنری کالنگ۔ اور۔۔۔“ چند لمحوں بعد ایک آواز گونجی اور عمران آواز سننے ہی سمجھ گیا کہ یہ اسی لمبے ترنگے آدمی کی آواز ہے جس نے عمران کی جگہ تبدیل کرنے کے لئے کہا تھا۔ عمران کو تہ خانے میں پہنچا دیا گیا ہے باس۔ اور۔۔۔ بولنے والے نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

”اس کی کیا پوزیشن ہے۔ اور۔۔۔“ ہنری نے پوچھا۔
”وہ ابھی تک بیہوش ہے باس۔ اور۔۔۔ راؤٹ نے جواب دیا۔
”تہ خانے کے دروازے کو لاک کر دیا ہے نا۔ اور۔۔۔“ ہنری نے سوال کیا۔

”نہیں باس!۔۔۔ اس کی کیا ضرورت ہے۔ وہ تو گہری بے ہوشی کا شکار ہے۔ اور۔۔۔ راؤٹ نے جھجکتے ہوئے انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ احمق۔۔۔ نانس۔۔۔ وہ انتہائی خطرناک آدمی ہے۔ وہ کسی بھی وقت ہوش میں آسکتا ہے۔ فوراً دروازہ باہر سے لاک کر دو۔ اور تم

دونوں باہر احتیاط سے نگہبانی کرنا۔ اگر وہ کوئی غلط حرکت کرے تو اسے فوراً گولیوں سے جھوٹ ڈالنا۔ اور۔۔۔ ہنری نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔
باب۔ بہتر باس!۔ ایسا ہی ہوگا۔ اور۔۔۔ راؤش نے جواب دیا۔

اب پروگرام سن لو۔ اچھی طرح اور احتیاط سے۔ میں نے عمران کی جگہ اس کے سیک آپ میں دوسرا آدمی بیٹھوا دیا ہے۔ اس کے بعد میں بیڈی ایٹس کے ہمراہ وہاں پہنچوں گا۔ اور اس پر ثابت کر دوں گا کہ اس نے جس عمران کو گرفتار کیا ہے وہ نقلی ہے۔ اصلی عمران تو پہلے ہی قتل ہو چکا ہے اور اس کی لاش میرے پاس محفوظ ہے۔ اور پھر میں اسے لے کر تمہارے پاس پہنچ جاؤں گا۔ روانگی سے پہلے میں تمہیں ریڈ کا کاشن دے دوں گا۔ ریڈ کا کاشن ملنے ہی تم نے فوری طور پر عمران پر ریڈ فائر کھول دینا ہے۔ اس سے عمران جھلس اور جل کر ختم ہو جائے گا۔ بس یہ خیال رکھنا کہ اس کا چہرہ قتلے محفوظ رہے۔ ریڈ فائر اس کی ناف پر کر دینا۔ جب وہ ختم ہو جائے تو اس کے جسم پر انجانا کریم مل دینا تاکہ اس کی لاش پرانی نظر آئے۔ ہمارے پیسے سے پہلے یہ کارروائی مکمل ہو جانی چاہیے۔ اور۔۔۔ ہنری نے مسکندہ لہجے میں کہا۔
آپ بے فکر رہیں باس!۔ ہم اپنے فرائض سے مکمل طور پر سنبھلے ہیں۔ اور۔۔۔ راؤش نے جواب دیا۔
اوس کے۔۔۔ اور اینڈ آل۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور بے

والے نے اچھے بڑھا کر ٹرانسمیٹر کا بجٹن آف کر دیا۔
"جیگر! تم جاکر تہہ خانے کا دروازہ باہر سے لاک کر دو۔ اور خود وہیں مقبوضہ نگہبانی کرو۔ میں سمورے ریڈ کا کاشن ریپور۔۔۔ انجانا کریم اور ریڈ فائر اٹھا کر لے آؤں۔ کیونکہ ریڈ کا کاشن کے بعد میں تمام کارروائی سیکورٹی میں مکمل کرنی ہوگی۔" راؤش نے اپنے ساتھی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ٹھیک ہے۔" جیگر نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر وہ مڑ کر سیڑھیوں والے دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔ جب کہ راؤش قریبی دروازے سے باہر نکل گیا۔

عمران دروازے کی اوٹ میں خاموش کھڑا ہوا تھا۔ پھر جیسے ہی جیگر سیڑھیاں اترنے کے لئے دروازہ کراس کرتا ہوا اوٹ سے سامنے آیا، عمران جھوک کے چیتے کی طرح اس پر چھوٹ پڑا۔ اس نے انتہائی برق رفتاری سے اس کی گردن کے گرد اپنا ایک بازو ڈال کر اسے اپنے سینے سے چپکا لیا۔ مٹین گن چونکہ جیگر کے کاٹھ سے لٹکی ہوئی تھی اس لئے وہ اب اسے استعمال نہ کر سکتا تھا۔

جیگر اس اچانک اٹھاؤ پر گھبرا گیا۔ اور اسی لمحے سے عمران نے نافہ اٹھایا جیگر کی گردن کے گرد جیسے ہی اس کا بازو صحیح طریقے سے جما۔ اس نے انتہائی زوردار جھٹکا دیا اور جیگر کا جسم بری طرح پھٹ پھٹانے لگا۔ مگر عمران نے دوسرے بازو سے اس کے نچلے جسم کو اپنے جسم کے ساتھ رکھ کر کھڑا ہوا تھا اس لئے جیگر باوجود کوشش کے اپنے آپ کو عمران کی گرفت سے نہ بچا سکا تھا۔ عمران نے بازو کو دوسرا جھٹکا دیا۔ یہ جھٹکا پہلے سے کہیں زیادہ زوردار

تھا اور اس بار کوک کی آواز ابھری اور جیگر کا جسم پلکھت ڈھیلہ پڑا چلا گیا اس کی گردن ٹوٹ جی تھی۔

عمران کو جب یقین ہو گیا کہ جیگر واقعی مر چکا ہے تو اس نے گردن کے گرد لپٹا ہوا بازو ہٹایا اور دوسرے ہاتھ سے اس کے جسم کو سنبھال کر اس نے اس کے کانہ سے سے ٹکی سوئی مشین گن اتار لی اور پھر اس کے مردہ جسم کو بیٹھیلوں سے نیچے لڑھکا دیا۔ اور جیگر کا مردہ جسم لڑھکا ہوا آخزن بیڑھی سے نیچے راہداری کے فرش پر جا گرا۔

عمران ہاتھ میں مشین گن سنبھالے دروازے کی اوٹ سے نکلا اور تیزی سے چلتا ہوا کمرے کے اس دروازے کے نیچے جا کر رک گیا جس سے راؤش باھر نکلا تھا۔

چند لمحوں بعد ہی قدموں کی آواز باھر آئے میں ابھری آنے و۔ اسی دروازے کی طرف ہی آ رہا تھا۔ عمران نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن کو نال کی طرف سے پکڑ لیا اور پھر راؤش بڑے اطمینان سے چلتا ہوا کمرے میں داخل ہوا۔ اُسے عمران کی وہاں موجودگی کا ذرہ برابر بھی علم نہ ہوا۔ اس نے ایک بڑا سا بیگ اٹھایا ہوا تھا۔

جیسے ہی راؤش کی پشت عمران کی طرف ہوتی، عمران کا ہاتھ بجلی کی تیزی سے لہرایا اور مشین گن کا دست پوری قوت سے راؤش کی کھوپڑی پر پڑا۔ راؤش کے منہ سے جیخ نکلی اور وہ منہ کے بل فرش پر گرنا چلا۔ بنگ اس کے ہاتھ سے ضرب لگتے ہی نکل گیا تھا۔ اس نے نیچے گرنے ہی اٹھنے کی کوشش کی۔ لیکن عمران نے اُسے مڑ کر دیکھنے کی ہمت نہ دی اور مشین گن کی دوسری ضرب اس کی کھوپڑی پر جمادی اور راؤش

بلے جس دھرت ہو گیا۔

عمران نے اُسے پلٹ کر سیدھا کیا اور پھر جھک کر اس کی نبض کو دیکھنے لگا۔ نبض تیار ہی تھی کہ راؤش گہری بیہوشی میں مبتلا ہو چکا ہے اور اب کم از کم دو تین گھنٹوں سے پہلے اس کا ہوش میں آنا ممکن نہیں تھا۔ عمران نے فرش پر پڑا بیگ اٹھایا اور اُسے غور سے دیکھنے لگا۔ اس میں ایک گیس لائٹ ٹاپ کا آکر موجود تھا جس کا شیشہ سرخ رنگ کا تھا اور عمران سمجھ گیا کہ یہ ریڈ کاشن ریپور ہے۔ اس کے ساتھ ہی ایک لمبی سی نلکی تھی جس پر سرخ رنگ کا پینٹ تھا۔ اس نلکی کا ایک سرا سونے کی طرح بریک تھا جب کہ پھلے سرے پر سفید رنگ کا پریسنگ بٹن تھا۔ نلکی کے اوپر سی ٹائٹلوس سی زبان کے چند الفاظ بھی درج تھے۔ اس کے علاوہ بیگ میں سفید رنگ کی کریم کی ٹیپ بڑی سی بوتل تھی۔ عمران اس کریم کے کنکشن سے اچھی طرح واقف تھا۔ اس سامان کو اچھی طرح دیکھنے کے بعد اس نے بیگ کو وہیں رکھا اور مشین گن اٹھائے وہ کمرے سے باہر آیا۔ اس نے بڑی احتیاط سے کوٹھی کے ایک ایک کمرے کا جائزہ لیا لیکن کوٹھی خالی پڑی ہوئی تھی۔ ان دونوں کے علاوہ اس عمارت میں اور کوئی ذی روح موجود نہ تھا۔ البتہ باھر پورچ میں وہی دیکھن کھڑی تھی جس سے عمران کو بیوروم سے لایا گیا تھا۔

عمران نے سٹور بھی چیک کیا اور پھر اُسے اس سٹور میں سے جدید ترین ٹاپ کا میک اپ باکس بھی مل گیا۔ اس نے وہ باکس اٹھایا اور پھر واپس اسی کمرے میں پہنچ گیا جہاں راؤش بیہوش پڑا ہوا تھا۔ عمران نے اس کی قد قامت دیکھتے ہی اُسے صرف بیہوش کرنے پر اکتفا کیا تھا اس نے

اس کا لباس اتار کر خود پہنا اور اپنا لباس اسے پہنا دیا۔ اس کے بعد اس نے میک آپ باکس کھولا اور پھر راڈش کے چہرے پر اپنا میک آپ کرنا شروع کر دیا۔ اس کے ہاتھ اور چہرے پر اپنا میک آپ کرنے کے بعد اس نے اس کی آنکھوں کا رنگ بھی ایک تشخیصی میں سے چند قطرے ڈال کر بدل دیا۔ اس کے بعد بالوں کا نمبر آیا اور چند لمحوں بعد فرش پر بیٹھ پڑا ہوا راڈش مکمل طور پر عمران کے میک آپ میں موجود تھا۔

اس کام سے فارغ ہونے کے بعد عمران نے بڑی چھٹی سے اپنے بہرے پر راڈش کا میک آپ کرنا شروع کر دیا۔ اس کے ہاتھ انتہائی تیز رفتاری سے چل رہے تھے اور تھوڑی ہی دیر بعد اس نے اپنے چہرے پر راڈش کا میک آپ مکمل کر لیا۔

میک آپ سے فارغ ہونے کے بعد اس نے جھک کر بیٹھ پڑا ہوا راڈش کو اٹھا کر کاغذ پر ڈالا اور دوسرے ہاتھ سے فرش پر پڑا ہو گیا اٹھایا اور پھر ٹرہیاں اتر کر وہ جیگر کی لاش کو چھلانگتے ہوا تہہ خانے میں پہنچا اور اس نے بیک میں سے ریڈ کاٹن والا آلہ نکال کر ایک طرف رکھ دیا۔ ریڈ فائر اور کریم کی ٹیوب نکال کر اس کے ساتھ رکھی اور پھر اس نے راڈش والے لباس کے اندر دلی جیب میں موجود ایک باریک سا بونچر باہر نکال لیا۔ لباس کی جیبوں کی تلاشی وہ پہلے ہی لے چکا تھا اس لئے اسے بونچر کی موجودگی کا علم تھا۔

اس نے راڈش کی پتلون کا پانچواں اٹھایا۔ وہ اس کی پنڈلی پر نیلی لکیر لباس اتارتے وقت دیکھ چکا تھا۔ پانچواں اس نے بونچر کی مدد سے بڑی چھٹی سے ٹرانسمٹ فیوڈز اس کی پنڈلی سے نکال لیا۔ گوشت کٹنے کی شدید تحفیف

لی بنا پر ہی راڈش خود بخود موش میں آگیا۔

اس نے ہوش میں آتے ہی کراہ کر اٹھنا چاہا مگر بندھے ہوئے سمول کی وجہ سے وہ صرف سر کو ہی ہلا سکا۔

عمران ٹرانسمٹ فیوڈز کو رو مال میں لپیٹ کر اپنی جیب میں منتقل کر چکا تھا۔ راڈش نے جب آنکھیں کھول کر اپنے سامنے کھڑے عمران کو دیکھا تو حیرت کی زیادتی سے اس کی آنکھیں پھٹنے کے قریب ہو گئیں۔ لیوڈ کو اسے اپنے سامنے اپنی ہی شکل نظر آرہی تھی۔

”کک کون ہو تم“ — اس نے ہنکلاتے ہوئے پوچھا۔

”راڈش“ — عمران نے راڈش کے ہی لہجے میں جواب دیا اور راڈش اپنا ہی لہجہ سن کر حیرت کی شدت سے دوبارہ بہوش ہوتے ہوئے بچھا۔ اسے اس حیرت کی وجہ سے اپنی ٹانگ کی تکلیف بھی بھول گئی تھی۔

”میں تمہارا ہمزاد ہوں راڈش! اور سنو! — میرے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ میں تمہیں انٹرویو دیتا رہوں — اگر تم اپنی جان بچانا چاہتے ہو تو میرے دو سوالوں کے جواب دے دو“ — عمران نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

”مگر تم کون ہو؟ راڈش تو میں ہوں“ — راڈش نے اُلجھے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

”سنو! — تم نے یہ بتانا ہے کہ ہنری کا پادریس ٹیڈ میں کیا عہدہ ہے؟“ عمران نے سوال کرنے کے ساتھ ہی اس کے سینے پر رکھا ہوا بونچر اٹھا کر اس کی نوک اس کی گردن پر رکھ دی تھی۔

”وہ چیف باس ہے۔“ راؤش نے قدم سے خوفزدہ لہجے میں جواب دیا۔

”لیڈی ایٹلے اس کی ماتحت ہے۔“ عمران نے دور رسواں کہتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ وہ چیئر مین ہے۔“ ہنری اور ترمزی ڈائریکٹرز ہیں۔“ راؤش نے جواب دیا۔

”پارلیمنٹ میں داخلے کا ٹرانسمٹ کے علاوہ اور راستہ کونسا ہے؟“ عمران نے خنجری نوک کو قدم سے دھرتے ہوئے کہا۔

”کوئی راستہ نہیں ہے۔ اسے مخصوص لہروں سے کمیونفلانج کر دیا گیا ہے۔ صرف ٹرانسمیشن نظام سے ہی وہاں انسان اور دوسری چیزیں جاسکتی ہیں۔ میں سچ کہہ رہا ہوں۔ دوسرا کوئی راستہ نہیں ہے۔“ راؤش نے تکلیف سے کراتے ہوئے جواب دیا۔

”بلیو بوم سے عمران کو کیوں نکال لیا گیا ہے؟“ عمران نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد پوچھا۔

”مم۔ مگر تم۔“ راؤش نے شامہ سنبھل کر سوال کرنا چاہا مگر اس سے پہلے کہ اس کا سوال مکمل ہوتا، عمران نے خنجری نوک کو اور زیادہ دبا دیا اور راؤش بے اختیار سرمارنے لگا۔ اس کا چہرہ کلیف کی شدت سے جگڑا چلا گیا۔

”بتاؤ۔ ورنہ ابھی شہر رگ کا ٹوڈنگا۔“ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

”بب۔ بتا رہا ہوں۔ بتا رہا ہوں۔“ راؤش نے خوفزدہ لہجے

میں جواب دیا اور عمران نے خنجری نوک کو دبا کر دیا۔

”جہاں تک مجھے معلوم ہے، ہنری نے اپنے طور پر عمران کو قتل کر دیا تھا۔ اور چیئر مین مادام ایٹلے کو رپورٹ دے دی تھی کہ عمران مرجھا ہے۔ لیکن چیئر مین مادام ایٹلے نے اپنے گروپ کے آدمیوں کی مدد سے عمران اور اس کے ساتھیوں کو گرفتار کر کے چینی ہیڈ کوارٹر

کے بیورو میں قید کر دیا۔ اور پھر ہنری باس کو بلایا تاکہ اس کی رپورٹ کو جھوٹ ثابت کر کے۔“ باس ہنری کو معلوم ہوا تو اس نے

ہمیں ساتھ لیا۔ ہم اس کے گروپ کے آدمی ہیں اور پھر وہ ہمیں لیڈر چینی ہیڈ کوارٹر پہنچ گیا۔“ چینی ہیڈ کوارٹر باس ہنری نے تعجب کرایا

تھا اس لئے بیورو میں اس کا ایک خفیہ راستہ اسے معلوم تھا۔ اس نے اپنی بات سچ منوانے کے لئے وہاں سے عمران کو اغوا کر لیا اور اس کی

جگہ عمران کے میک اپ میں اپنا آدمی لٹا دیا۔ اس آدمی کو ختم کر دیا گیا ہوگا تاکہ وہ صحیح بات نہ بتائے۔ اس طرح مادام ایٹلے کی رپورٹ

جھوٹی ہو جائے گی۔ اور پھر باس ہنری، مادام ایٹلے کو یہاں اپنے پوائنٹ پر لاکر عمران کی لاش دکھا کر اس بات کو سچ منوانے لگا کہ اس کی رپورٹ درست تھی۔“ راؤش نے اس بار بغیر نوک کے پوری بات

بتا دی اور عمران کے لبوں پر لمبی سی مسکراہٹ دوڑنے لگی۔ عمران راؤش کے چہرے کی ساخت دیکھ کر ہی سمجھ گیا تھا کہ راؤش

مضبوط قوت ارادی کا مالک نہیں ہے۔ یہی وجہ تھی کہ اس نے صرف خنجری نوک اس کی شہر رگ پر رکھ کر پوچھ گچھ شروع کر دی تھی اور اس کا اندازہ

درست ثابت ہو رہا تھا۔

کھول دیتا۔ چنانچہ اس نے دانت بھیجتے ہوئے ریڈ فائرنگ کی ٹوک کا رخ اس کی ناف کی طرف کرتے ہوئے پیچھے موجود مین کو پریس کر دیا۔ مین پریس ہوتے ہی ٹنگی کی ٹوک سے سرخ رنگ کی شعاع نکل کر راؤش کے جسم پر ناف والی جگہ سے ٹکرائی اور دوسرے لمحے ایک ہلکا سا دھماکا ہوا اور راؤش کے جسم میں سے سرخ رنگ کے شعلے نکلے اور راؤش کی آخری دلخراش چیخ نے کمرہ ہلادیا۔

شعلے صرف ایک لمحے کے لئے بلند ہوئے اور دوسرے لمحے وہ غائب ہو گئے اور عمران یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ راؤش کا پورا جسم گردن تک بڑی طرح جھلس کر رہ گیا تھا۔ کپڑے تقریباً راکھ ہو چکے تھے۔ جب کہ اس میں سے جھانکنے والا جسم یوں لگتا تھا جیسے آگ میں جھلس گیا ہو۔ چہرے پر بھی کہیں کہیں جھلنے کے نشانات موجود تھے۔ لیکن مشکل سہر حال پہنچانی جاتی تھی۔

راؤش ختم ہو چکا تھا۔ عمران نے بڑی چھرتی سے ریڈ فائرنگ کو جیب میں رکھا اور پھر اس نے ریڈ کاشن ریسور کے پاس رکھی ہوئی کریم کی ٹیوب اٹھائی اور پھر اس نے راؤش کے مردہ جسم پر کریم لٹنی شروع کر دی اور جہاں جہاں کریم لگتی جاتی وہاں سے ایسے معلوم ہونے لگتا جیسے جسم کو اس حالت میں آتے ہوئے تین چار روز گزار چکے ہوں۔ نمایاں حصوں پر کریم لگانے کے بعد عمران نے ٹیوب بند کی اور پھر اسے جیب میں ڈال کر وہ تیزی سے مڑا اور پھر ریڈ کاشن ریسور جو اب بند ہو چکا تھا، اٹھا کر وہ کمرے سے باہر آگیا۔ اور دروازہ بند کر کے وہ تیزی سے سیڑھیاں چڑھتا چلا گیا۔ مین گن اس کے کانڈھے سے ابھی تک ٹنگی ہوئی تھی۔

تم ہیکو اور اڑے آئے ہو۔ اب آخری بات بتا دو کہ ہنری اور مارا لیتے خود خود کیسے ٹرانسمٹ ہو جاتے ہیں۔ اور اگر انہیں روکنا ہو تو اس کا کیا طریقہ کار ہے۔ عمران نے سچر کی ٹوک پر قد سے دباؤ ڈالتے ہوئے پوچھا۔

”ان کے جسموں میں آٹومیٹک نظم موجود ہے۔ اس لئے انہیں صرف اسے دینا پڑتا ہے اور وہ ٹرانسمٹ ہو جاتے ہیں۔“ راؤش نے جواب دیا۔

”اگر انہیں ایسا کرنے سے روکنا ہو تو۔“ عمران نے پوچھا۔ ”ایک ہی صورت ہے کہ وہ اس نیوز کو دبا نہ سکیں۔ ان کے ہاتھ باندھ دیتے جائیں۔“ راؤش نے جواب دیا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی اور سوال کرتا، اچانک کمرے میں سرخ رنگ کا جھماکا ہوا اور عمران اور راؤش نے چوک کر دایں طرف دیکھا جہاں ریڈ کاشن ریسور پڑا ہوا تھا۔ اس میں سے بار بار سرخ رنگ کی لاش جل بھر رہی تھی۔ اور اسے دیکھتے ہی راؤش کی نظروں میں اطمینان کے آثار ابھر آئے۔ اسے معلوم تھا کہ اب مفقوڑی ہی دیر میں ہنری یہاں پہنچ جائے گا اور پھر اس کی جان بچ جائے گی۔ لیکن دوسرے ہی لمحے وہ خوف سے بڑی طرح چیخنے لگا جب اس نے عمران کو تیزی سے ریڈ فائرنگی اٹھاتے دیکھا۔

”مم۔ مجھے مت مارو۔ مت مارو۔“ راؤش نے موت کے خوف سے چیختے ہوئے کہا۔

لیکن عمران جانتا تھا کہ ریڈ کاشن ملتے ہی وہ بے دریغ عمران پر ریڈ فائر

رید کا شن ریور اس نے انتہائی تیزی سے جا کر سٹور روم میں رکھا اور پھر دوبارہ برآمدے میں آکر کھڑا ہو گیا۔

ابھی اسے وہاں کھڑے ہوئے چند ہی لمحوں گزرے ہوں گے کہ کوحشی کا بچا لگ خود بخود کھلا اور پھر ایک سیاہ رنگ کی کار اندر داخل ہوئی۔ اور پھر کار کی سیئرنگ سیٹ پر بیٹھے ہوئے ہنری کے ساتھ موجود لیڈی ایشلے کو اس نے دُور ہی سے پہچان لیا تھا۔

”مامام! — ہاں ہنری تشریف لاتے ہیں۔“ ایک نوجوان نے اندر داخل ہو کر مودبانہ لہجے میں کہا اور مامام ایشلے جو رسالے کے مطالعے میں مصروف تھی، چونک پڑی۔ اس نے رسالہ پھرتی سے میز پر رکھا اور ہاتھ پر بندھی ہوئی گھڑی دیکھنے لگی۔ ہنری سے بات ہوتے ایک گھنٹہ گزر چکا تھا۔

”کیا میں آسکتا ہوں؟“ — بچا لگ دروازے پر ہنری کی آواز سنائی دی۔

”اوہ ہنری — آؤ آؤ — میں تمہارا ہی انتظار کر رہی تھی“ — مامام ایشلے نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”مامام! — میں اب بھی یہی کہتا ہوں کہ آپ کو یقیناً غلط فہمی ہوئی ہوگی اصل عمران تو ڈاکٹر کسی کی کوشٹ میں ختم ہو چکا ہے۔“ ہنری نے اندر آتے ہوئے بخیرہ لہجے میں کہا۔

”اس کا فیصلہ ابھی ہو جائے گا — آؤ میرے ساتھ“ — مامام نے

طنز یہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ دیکھ لیتے ہیں۔“ ہنری نے بڑا سا منہ بناتے ہوئے کہا اور پھر وہ مادام کے ساتھ چلتا ہوا کمرے سے باہر آگیا۔ پورچ میں سیاہ رنگ کی کار موجود تھی۔ یہ کار مادام ایشیے کے استعمال میں رہتی تھی۔ ڈرائیور نے جو پورچ میں ہی موجود تھا، ان کو کار کی طرف آتے دیکھ کر جلدی سے کار کا دروازہ کھول دیا۔

”تم یہیں بٹھرو۔ میں خود ڈرائیور کوں گی۔“ مادام ایشیے نے ڈرائیور سے مخاطب ہو کر کہا اور ڈرائیور سر ہلاتا ہوا موٹا ہاتھ انداز میں پیچھے ہٹ گیا۔ مادام ایشیے نے ہنری کو ساتھ والی سیٹ پر بیٹھنے کا اشارہ کیا اور خود اس نے ڈرائیور کی سیٹ منبھال لی۔ دوسرے لمبے کار ایک جھٹکا کر آگے بڑھی اور کوئی سے باہر نکل کر دائیں طرف جانے والی ٹریفک میں شامل ہو گئی۔ آپ نے اُسے کیسے گرفتار کیا مادام؟“ ہنری نے کار کے کوئی سے باہر نکلتے ہی سوال کیا اور مادام نے بڑے فخریہ انداز میں اس کو اپنی تحقیقات کے متعلق بتا دیا۔

لیکن عمران کی لاش تو میرے پاس محفوظ ہے۔ پھر یہ عمران کہاں سے پیدا ہو گیا۔؟ ہنری نے ہونٹ جباتے ہوئے جواب دیا۔ ”لاش تمہارے پاس محفوظ ہے۔ کیا مطلب؟“ مادام نے ہونک کر پوچھا۔

”میں نے اس کی لاش ڈاکٹر کو کسی کی تباہ شدہ کو مٹی سے اٹھوائی تھی اور اسے زیر و پوائنٹ پر رکھوا دیا تھا۔ میں نے سوچا تھا کہ شاید آپ میری رپورٹ پر یقین نہ کریں تو میں اس کی لاش ہیڈ کوارٹر منگو کر آپ کے

سامنے پیش کر دوں گا۔ لیکن اس کی نوبت ہی نہ آئی اور لاش بدستور زیر و پوائنٹ پر پڑی رہی۔“ ہنری نے جواب دیا۔

تو کیا اب بھی وہ لاش موجود ہے؟“ مادام نے پوچھا۔ ”ہاں۔ ظاہر ہے جب تک میں اسے ضائع کرنے کا حکم نہ دوں گا، وہ تو وہاں پڑی رہے گی۔“ ہنری نے جواب دیا۔

”یہ تو اچھا ہوا۔ اب چینی ہیڈ کوارٹر سے تمہاری نسلی کے بعد ہسم زیر و پوائنٹ جا کر اس لاش کو بھی چیک کر لیں گے کہ وہ کس کی لاش ہے؟“ مادام نے چپکے ہوئے لہجے میں کہا اور ہنری کے ہون پر ہلکا سا طنزیتہم پھیل گیا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اگر مادام کو پتہ چل جائے کہ ایک گھنٹے کی مہلت اس نے کیوں لی تھی اور اس ایک گھنٹے کے دوران کس طرح عمران کو تبدیل کیا جا چکا ہے تو مادام کا کیا رد عمل ہو گا۔ لیکن ظاہر ہے مادام کو اس کا پتہ ہی نہ چل سکتا تھا۔ مادام تو ایک طرف رہی ہیڈ کوارٹر میں موجود افراد تک کو اس تبدیلی کا علم نہ تھا۔

مختلف برکوں سے گزرنے کے بعد مادام کی کار ایک رہائشی کالونی میں داخل ہوئی اور پھر ٹرنج رنگ کی ایک بڑی سی کوئی کے گیٹ کے سامنے جا کر ٹرک گئی۔

مادام نے مخصوص انداز میں تین بار مارن بجایا تو گیٹ کی جھوٹی کھڑکی کھلی اور ایک لمبا ترنگا نوجوان باہر نکل آیا۔ اس نے ہنری اور مادام کو دیکھتے ہی تیزی سے سیوٹ کیا اور پھر تقریباً جھانکا ہوا واپس کھڑکی میں غائب ہو گیا۔ چند لمحوں بعد بجاری چھانک کھٹا چلا گیا اور مادام نے کار اندر کی طرف بڑھا دی۔ وسیع و عریض لان کلاس کر کے اس نے پورچ میں پہنچ کر کار روک

مامام ایٹھے رُک گئی۔

”دروازہ کھولو“ — مامام ایٹھے نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور بار کرنے آگے بڑھ کر سپاٹ دیوار کی ایک اٹھری ہوئی اینٹ کو دبایا تو اس اٹھری ہوئی اینٹ سے ذرا ہٹ کر دیوار میں ایک دروازہ نمودار ہوا۔ جس کے کوبے کے پٹ بند تھے۔

بار کرنے دروازے کے ہینڈل کو مخصوص انداز میں تین بار نیچے اور دوبار اوپر کیا اور پھر دروازے پر دباؤ ڈالا تو دروازہ کھلتا چلا گیا۔ اور پھر دروازہ کھلتے ہی بار کرنے بڑے موڈانہ انداز میں ایک طرف ہٹ گیا اور مامام ایٹھے اور ہنری اندر داخل ہو گئے۔ ان کے بعد بار کرنے اندر داخل ہوا۔ کمرہ خاھا بڑا تھا۔ اس کی دائیں اٹھ والی دیوار خالی تھی جب کہ باقی تینوں دیواروں کے ساتھ بڑی بڑی شیشیں نصب تھیں۔ درمیان میں ایک بڑی سی میز تھی جس کے پیچھے دو کرسیاں رکھی ہوئی تھیں۔ مامام ایٹھے اور ہنری ان کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

بار کرنے سائیکل کی دیوار میں لگی ہوئی ایک مشین کا بٹن دبا دیا۔ بٹن دیتے ہی مشین میں گڑگڑاہٹ کی آواز پیدا ہوئی اور اس کے ساتھ ہی سپاٹ دیواروں روشن ہوتی چل گئی جیسے شفاف شیشے کی بنی ہوئی ہو۔ چند لمحوں بعد اس دیوار سے دوسری طرف کا حصہ صاف نظر آنے لگا۔ یہ ایک اور وسیع کمرہ تھا جس میں کہیں کوئی دروازہ یا روشندان نظر نہ آ رہا تھا۔ اس کمرے کی چھت کے ساتھ ایک بڑا سا خانوس جل رہا تھا۔ جس کے لمبوں سے نکلنے والی خاصمی تیز روشنی نے اس کمرے کو جگمگا رکھا تھا۔ کمرے میں ایک قطار میں ستر سج رہا تھا۔ پڑے ہوئے تھے جن پر مختلف

دی اور پھر وہ دونوں باہر آ گئے۔ پورچ سے ملحقہ رآمدے میں تین افراد موجود تھے جن میں سے ایک بار کرنے تھا۔ باقی دو ہیڈ کوارٹر کے لوگ تھے انہوں نے ان دونوں کو دیکھتے ہی بڑے موڈانہ انداز میں سیوٹ کیا۔ ”قیدی موجود ہیں بار کرنے“ مامام ایٹھے نے بار کرنے سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

”یس مامام! — وہ بلیورم سے جھلا کہاں جاسکتے ہیں“ — بار کرنے موڈانہ لہجے میں جواب دیا اور ہنری دھیرے سے مسکرایا۔ ”آؤ ہنری! — اور اب خود اپنی آنکھوں سے دیکھ لو کہ کیا واقعی بلیورم میں موجود عمران اصل ہے یا نقل“ — مامام نے طنز پر لہجے میں کہا اور ہنری نے جواب میں صرف سر ہلانا ہی رہی اکتفا کیا۔ وہ دونوں ایک دوسرے کے پیچھے چلتے ہوئے راہداری سے گذر کر ایک کمرے میں داخل ہوئے۔ اس کمرے سے ہوتے ہوئے وہ ایک اور راہداری میں آئے اور پھر اس راہداری کے اختتام پر موجود ٹیڑھیاں اترتے چلے گئے۔ بار کرنے ان کے پیچھے تھا۔

ٹیڑھیاں اترنے کے بعد وہ ایک اور پتلی سی راہداری میں پہنچے اس راہداری کی دونوں دیواریں سپاٹ تھیں۔ ان میں کوئی دروازہ وغیرہ نظر نہ آ رہا تھا۔ البتہ راہداری میں پانچ افراد سٹین گنوں سے مسلح بڑے چوکنے انداز میں کھڑے ہوئے تھے۔ ہنری اور مامام ایٹھے کو دیکھتے ہی ان کے اعصاب تن گئے اور چہرہ پر سنجیدگی پہلے سے کہیں زیادہ بڑھ گئی مامام ایٹھے ان کی طرف توجہ کئے بغیر آگے بڑھتی چلی گئی۔ ہنری اس کے پیچھے تھا۔ اور سب سے آخر میں بار کرنے تھا۔ راہداری کے اختتام سے ذرا پہلے

افراد آنکھیں بند کئے لیٹے ہوئے تھے۔ ان سب کے جھون کو چھڑے سے سڑپنے سے باز کیا گیا تھا۔ ان میں ایک عورت اور دو دیوبند بیکل حبشی بھی موجود تھے۔

”دیکھو ہماری! یہ ہیں عمران اور اس کے ساتھی“۔ مادام ایٹلے نے بڑے ناخوارانہ انداز میں ہماری سے مخاطب ہو کر کہا۔

”باقی ساتھیوں کو تو میں جانتا نہیں اس لئے کچھ کہہ نہیں سکتا۔ البتہ انتہائی باتیں جانب جو شخص پڑا ہوا ہے۔ وہ شکل سے تو عمران لگتا ہے لیکن اس کا قد و قامت عمران کی طرح نہیں ہے مگر اس سے ملتا جلتا ضرور ہے۔“ ہماری نے بڑا سائنہ بنا دیا۔ ہوتے جواب دیا۔ اس کی نظریں انتہائی باتیں جانب مڑ پھر پھر لینے ہوئے شخص پر جمی ہوئی تھیں جس کی گردن ایک طرف کو جھکی ہوئی تھی۔

”نند کا تو کوئی علاج نہیں ہے۔ اگر تم چاہو تو اسے یہاں منگو کر دیکھاؤ۔“ تاکہ تم ہر طرح سے تسلی کرو۔“ مادام ایٹلے نے جھنجھلائے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

”آپ نے تسلی کر لی ہے۔“ ہماری نے سپاٹ لہجے میں کہا۔
”ہاں!۔ یہ مقامی لوگوں کے میک آپ میں تھا۔ میک آپ واش مشین سے اس کا میک آپ صاف کیا گیا تو اس کی اصل شکل سامنے آگئی اور تم جانتے ہو کہ جاری میک آپ واش مشین کتنی جدید اور قابل اعتماد ہے۔“ لیڈی ایٹلے نے جواب دیا۔

”آپ نے واش مشین کو صرف ایک بار استعمال کیا ہوگا۔“ ہماری نے الفاظ کو چباتے ہوئے کہا۔

”ایک بار۔ کیا مطلب۔“ ایک بار ہی تو استعمال ہوتی ہے۔“ لیڈی ایٹلے نے چونکتے ہوئے جواب دیا۔

”مادام!۔ آپ ان جاسوسوں کو نہیں جانتیں۔ یہ لوگ بیک وقت دو دو میک آپ کر لیتے ہیں تاکہ اگر ایک میک آپ صاف ہو جائے، تو میک آپ صاف کرنے والا مطمئن ہو جائے۔ آپ اسے دوبارہ اسی میک آپ واش مشین سے گذاریں تو ہو سکتا ہے اس کا اصل چہرہ سامنے آجائے۔“ ہماری نے اپنی بات کی وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

”اوہ!۔ ایسا بھی ہو سکتا ہے۔“ لیکن مجھے یقین ہے کہ عمران کے سلسلے میں ایسا نہیں ہوگا۔ کیونکہ واقعات اور تحقیقات کی روشنی میں ہی عمران ہے۔“ مادام نے اُلجھے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔ البتہ ہماری نے صاف محسوس کر لیا کہ یہ ڈبل میک آپ والی بات اس کے ذہن میں بیٹھ چکی ہے۔

”اچھی فیصلہ ہو جاتا ہے۔ آپ اسے یہاں منگو کر میک آپ واش مشین سے گذاریں۔ بات صاف ہو جائے گی کہ یہ اصلی عمران ہے۔ یا۔ ڈبل میک آپ میں کوئی اور شخص ہے۔“ ہماری نے فیصلہ کن انداز میں کہا اور مادام ایٹلے نے سر ہلادیا۔

”باہر!۔ عمران پر میک آپ واش مشین ایک بار پھر استعمال کرو تاکہ ہماری کی تسلی ہو جائے۔“ مادام ایٹلے نے ایک طرف کھڑے ہوئے اور کمرے مخاطب ہو کر کہا۔

”یس میڈم۔“ باہر کرنے موزاں لہجے میں کہا۔ ہماری نے دیکھا کہ باہر آئی آنکھوں میں بھی الجھن کے تاثرات اُبھر آتے تھے اور ہماری کے لبوں پر

”ارے یہ تو مرچکا ہے“۔ ہنری نے سامنے رکھے ہوئے سڑیچر کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔
”مرچکا ہے۔۔۔ نہیں، یہ تو بہوش تھا“۔ مادام نے چونکتے ہوئے کہا۔

”یس مادام!۔۔۔ یہ مرگیا ہے۔۔۔ یہ بہوشی میں ہی ختم ہو گیا ہے۔۔۔“
شامہ یگیس کا دباؤ برداشت نہیں کر سکا۔ بارک نے قریب آکر سڑیچر پر پڑے ہوئے عمران کے چہرے کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔
”مزنا تو اس نے بہر حال تھا ہی۔۔۔ اس کی خوش قسمتی ہے کہ یہ آسان موت مر گیا۔۔۔ بہر حال تم اسے میک آپ واش مشین میں ڈال کر ہنری کی تسلی کرا دو“۔ مادام ایٹھے نے دانتوں سے ہونٹ کاٹتے ہوئے بارک سے مخاطب ہو کر کہا۔

بارک عمران کا سڑیچر دھکیلا ہوا ایک تیسری مشین کے پاس لے گیا اس نے مشین کے ساتھ ہک میں لٹکا ہوا ایک بڑا سا کنٹوپ آٹا اور اُسے عمران کے سر اور چہرے کے گرد چڑھا کر اس کا کلپکس دیا۔ اس کے بعد اس نے مشین کو آن کر دیا۔

مشین پر موجود چھوٹے چھوٹے بلب تیزی سے جلنے لگے۔ اور ڈالوں پر موجود سوئیاں تیزی سے تھر تھراتی ہوئی آگے بڑھنے لگیں۔ مشین میں گھول گھول کی آواز سننے لگی۔

بارک کی نظریں ڈالوں پر جب کہ ہنری اور مادام ایٹھے کی نظریں اس کنٹوپ پر جمی ہوئی تھیں۔ کنٹوپ میں گہرا دودھیا رنگ بکھر چکا تھا۔ ہنری کے چہرے پر رطنیزہ مسکراہٹ موجود تھی جب کہ مادام ایٹھے کے چہرے پر

ہلکی سی طنز بہ مسکراہٹ تیرنے لگی۔ وہ دل ہی دل میں ہنس رہا تھا کہ ایٹھے ہنری کو نیچا دکھانا چاہتی تھی۔ لیکن وہ جانتا تھا کہ ابھی چند لمحوں بعد ہی ایٹھے کی آنکھیں ہمیشہ کے لئے جھبک جائیں گی۔

بارک مادام کا حکم سنتے ہی تیزی سے ایک دوسری مشین کی طرف بڑھا۔ اس نے مشین کا بٹن آن کیا اور پھر شین کے چلتے ہی اس نے اس کی مختلف نابوں کو گھمانا شروع کر دیا۔ پھر انہیں سیٹ کرنے کے بعد اس نے سُرنگ رنگ کا ایک بٹن دبا تو عمران والے سڑیچر کے عین اوپر چھت سے دو رسیاں تیزی سے نیچے لٹکتی چلی آئیں۔ ان رسیوں کے سروں پر آہنی کنڈے لگے ہوئے تھے۔

جیسے ہی یہ رسیاں عمران والے سڑیچر کے پاس پہنچیں، بارک نے بے ہٹن دبا دیا۔ اور رسیوں پر لگے ہوئے آہنی کنڈے سڑیچر کے دونوں اطراف میں بنے ہوئے دوسرا غول میں گھستے چلے گئے۔ اور اسی لمحے رسیاں اوپر کو مٹیں اور سڑیچر عمران سمیت انتہائی تیز رفتاری سے چھت کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

جب وہ چھت کے قریب پہنچا تو چھت پر سڑیچر جتنا خلا پیدا ہوا۔ سڑیچر ہلک چھلکے میں اس خلا میں غائب ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی چھت برابر ہو گئی۔

چند لمحوں بعد مادام ایٹھے والے کمرے کی چھت میں غلامو دار موزہ چھڑ سڑیچر اس میں سے نکل کر تیزی سے نیچے آتا گیا۔ جب سڑیچر کی ناخنوں نے زمین کو چھوا تو بارک نے ایک اور بٹن دبا دیا اور آہنی کنڈوں نے سڑیچر کو چھوڑ دیا اور رسیاں تیزی سے واپس سمٹتی ہوئی چھت میں غائب ہو گئیں۔

مذہب کے آثار نمایاں تھے۔

چند لمحوں بعد باکر نے مشین کا بٹن آف کر دیا اور اس کے ساتھ ہی مشین ساکت ہوئی چلی گئی۔ باکر نے چند لمحوں کے توقف کے بعد کنٹروپ عمران کے چہرے سے ہٹا لیا۔ اور اس کے ساتھ ہی مادام ایشے کی حیرت بھری چیخ سنائی دی۔

”یہ کیا — یہ تو کوئی اور ہے“ — مادام ایشے حیرت سے پاگل ہو رہی تھی۔

باکر بھی آنکھیں میچاڑے حیرت سے سڑیچر پر پڑے ہوئے نامعلوم شخص کو دیکھ رہا تھا۔

”اب یقین آگیا مادام! — آپ کو چکر دیا گیا ہے — یہ شخص ڈبل میک آپ میں تھا“ — ہنری نے فاتحانہ انداز میں کہا۔ اس کا ڈراما کامیاب ہو چکا تھا۔

”تم درست کہتے تھے ہنری! — واقعی یہ لوگ بے حد عیاں ہیں۔ لیکن تم نے جس عمران کو مارا ہے۔ جو سکتا ہے وہ بھی اسی طرح ڈبل میک آپ میں ہو“ — مادام ایشے نے اپنی بات رکھنے کی آخری کوشش کرتے ہوئے کہا۔

”اس کی لاش محفوظ ہے — اور نیرو پوائنٹ پر پورٹریل میک آپ واش مشین بھی ہے۔ آپ تسلی کر لیں“ — ہنری نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے — میں ضرور چیک کروں گی“ — مادام ایشے نے ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑے ہوئے ہوئے کہا۔

”بڑی خوشی سے مادام! — ہنری نے کچی گولیاں نہیں کھیلیں“ — ہنری نے فخریہ لہجے میں کہا اور مادام نے بے اختیار دانت بھیج لئے۔ اُسے واقعی ہنری کے سامنے بے پناہ شرمندگی اٹھانی پڑی تھی۔ وہ سوچ بھی نہ سکتی تھی کہ اس طرح بھی ہو سکتا ہے۔ ورنہ وہ کبھی ہنری کو ہیڈ کوارٹر سے نہ بلائی۔ اور پھر وہ تیز نیزہ قدم اٹھاتی کمرے سے باہر نکلتی چلی گئی۔ اس کا واضح مآذوف ہو رہا تھا۔ جی چاہتا تھا کہ اپنی ہی بوٹیاں نوچ لے۔ جب کہ ہنری کے چہرے پر غرور اور فخر کی چمک تھی۔ وہ یوں سراٹھاتے چل رہا تھا جیسے اس نے بہت بڑی جنگ جیت لی ہو۔

راہداری سے گذر کر وہ تیزی سے سڑیچیاں چڑھتے ہوئے اوپر پہنچ گئے۔ باکر بھی شرمندہ حالت میں ان کے پیچھے تھا۔ اس کا چہرہ بکھا ہوا تھا۔ وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ مادام کی ذہنی کیفیت اس وقت کیسا ہے اس لئے اس نے کچھ کہنے کی جرأت نہ کی اور خاموشی سے ان کے پیچھے چلتا ہوا اوپر آگیا۔

جب وہ تینوں واپس پورچ میں پہنچے تو ہنری نے اپنے کوٹ کی جیب میں ہاتھ ڈالا اور پیر جیب کے اندر پڑے ہوئے ریڈ کاشن رائیفر کے بین کو بار بار دہانا شروع کر دیا۔ اُسے معلوم تھا کہ اس آلے سے نکلنے والی وارنلین ہر ریڈ کاشن ریسور پر وصول ہو رہی ہوں گی اور جب تک وہ مادام ایشے کو لے کر نیرو پوائنٹ پر پہنچے گا۔ وہاں مآذوش اور جیگر اپنا کام مکمل کر چکے ہوں گے۔

”اب میں کار چلاؤں گا مادام! — آپ ساتھ والی سیٹ پر تشریف رکھئے“ — ہنری نے کہا اور مادام سر ہلاتی ہوئی ساتھ والی سیٹ کا دروازہ کھول کر

میٹ پر ڈھیر ہو جانے والے انداز میں بیٹھ گئی۔

ہنری نے مسکراتے ہوئے دروازہ کھولا اور پھر بیڈنگ پر بیٹھ کر اس نے بڑے اطمینان سے دروازہ بند کیا۔ اسی لمحے باکرہ آہستہ سے مادام کی طرف والی کھڑکی طرف بڑھا۔

"مادام! — باقی لوگوں کے بارے میں کیا حکم ہے؟ —" باکرہ نے جھجکتے ہوئے انداز میں پوچھا۔

"گوئی مار دو — ان سب کو بھون ڈالو — اور کیا کرنا ہے ان کا؟ —" مادام نے جیسے پھٹ پڑنے والے انداز میں کہا۔ اور باکرہ مودبانہ انداز میں سر ہلاتا ہوا تیزی سے پیچھے ہٹ گیا۔

ہنری نے کارا اشارٹ کی اور پھر دوسرے لمحے وہ چکر کاٹ کر تیزی سے گیٹ کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

عمران نے برآمدے میں خاموش کھڑا ہوا اور ہنری کی کارلان کو عبور کرتی ہوئی تیزی سے پورچ کے اندر گرک گئی۔ کو معنی کا چھانک ابھی تک کھلا ہوا تھا دوسرے لمحے عمران یہ دیکھ کر چونک پڑا کہ دس مسلخ افراد بڑے اطمینان سے چلتے ہوئے چھانک کے اندر داخل ہوئے اور پھر وہ کو معنی میں پھیلنے چلے گئے۔

"ہینور! ڈش! — کیا پوزیشن ہے؟ —" ہنری نے کار سے باہر آتے ہی عمران سے مخاطب ہو کر شکمانہ لہجے میں پوچھا۔
"اوہ کے باس! —" عمران نے راڈش کے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

لیڈی اینٹے بھی کار سے باہر آگئی تھی۔
"جیگر کہاں ہے؟ —" ہنری نے برآمدے کی سیڑھیاں چڑھتے ہوئے پوچھا۔

"وہ عقبی طرف موجود ہے باس! —" اوہر کھٹکاسا ہوا تھا اس لئے

میں نے اسے ادھر بھیج دیا تھا۔ عمران نے ہانہ بنا تے ہوئے کہا۔
 ”ادھ! — شاید وہ کھٹکا ہمارے ہی آدمیوں کا ہوگا۔ میں نے دس
 افراد کو پہرے پر لگایا ہوا تھا۔“ ہنری نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔
 ”عمران کی لاش کہاں ہے ہنری! — پہلے مجھے وہ دکھاؤ۔ بعد میں
 باتیں کر لیتا۔“ مادام ایٹلے نے جو بڑے ہنارے انداز میں کھڑی تھی،
 ہنری سے مخاطب ہو کر کہا۔

”یس مادام۔ آئیے۔“ ہنری نے بے اختیار چونکتے ہوئے کہا۔
 اور پھر وہ راہدار کی طرف چل پڑا۔ اس وقت تک ان دس مسلح افراد میں
 سے دو آدمی برآمدے تک پہنچ چکے تھے اور عمران کے ساتھ وہ دونوں بھی
 ہنری اور مادام ایٹلے کے پیچھے چل پڑے۔

تقدیری در بعد وہ سب آگے پیچھے چلتے ہوئے تہ خانے میں پہنچ
 گئے جہاں راؤش کی لاش عمران کے روپ میں سرخچر پڑی ہوئی تھی۔
 یہ بے عمران کی لاش میٹرم! — میں نے اسے ڈاکٹر وکسی کی کوٹھی
 سے اٹھوا کر یہاں محفوظ کر لیا تھا۔“ ہنری نے لاش کی طرف اشارہ
 کرتے ہوئے کہا۔

”ہوں! — مگر کیا یہ ضروری ہے کہ یہ واقعی علی عمران ہے۔ یہاں
 بھی تو ذیل میک آپ کا چکر چل سکتا ہے۔“ مادام ایٹلے نے کہا اور
 عمران اس کی بات سن کر چونک پڑا۔

”ایسی کوئی بات نہیں۔ آپ تسلی کریں۔ میں میک آپ دانش
 شن میں منگو لیتا ہوں۔“ ہنری نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا اور پھر اس
 نے مکر اپنے پیچھے کھڑے ہوئے مسلح افراد میں سے ایک کو سٹور سے پورٹریبل

واش مشین لے آنے کے لئے کہا۔

اور وہ سر ہلاتا ہوا تیزی سے مڑا اور کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔ عمران
 خاموش کھڑا تھا۔ ان مسلح افراد کی اچانک آمد نے اس کے پروگرام میں خلل
 ڈال دیا تھا۔ لیکن ظاہر ہے اب عمران جیسے تو نہ مٹ سکتا تھا اسٹور روم
 سے وہ پہلے ہی مطلوبہ اسلحہ اٹھا کر اپنی جیبوں میں منتقل کر چکا تھا۔

پورٹریبل واش مشین آنے تک کمرے میں خاموشی طاری رہی۔ مادام کی
 نظریں سرخچر پر پڑی ہوئی لاش پر جمی رہیں۔

”اس کا میک آپ چیک کر دو۔“ ہنری نے مشین لے آنے والے
 سے کہا اور اس نے آگے بڑھ کر مشین لاش کے سر ہڈی کے پاس رکھی اور پھر

اس کا پگ دیوار کے نیچے حصے میں لگے ہوئے پاور پگ سے منسلک کر دیا۔
 اس کے بعد اس نے مشین کا کنٹروپ لاش کے چہرے پر چڑھا کر مشین کا بٹن

آن کر دیا۔ مشین کا کنٹروپ دو دریا رنگ کا ہو گیا۔ کچھ دیر تک مشین چلتی رہی
 پھر ہنری نے کنٹروپ ہٹانے کا اشارہ کیا اور عمران بڑی آہستگی سے پیچھے

ہٹنے لگا۔ اسے معلوم تھا کہ کنٹروپ ہٹنے ہی راؤش کی اصل شکل سامنے
 آجائے گی۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کے راز بھی کھل جائے گا اس نے

اپنا ہاتھ کوٹ کی جیب میں ڈالا اور جیب میں موجود رینا نر پر اپنی گرفت
 مضبوط کر لی۔ یہ اس کی نظریں انتہائی قیمتی ہتھیار تھا۔ اس سے دھماکا بھی

پیدا نہ ہوتا تھا اور مارا گت بھی لیز شوم پچاے ڈھیر نہ ہوتا تھا۔
 کنٹروپ ہٹنے ہی ہنری اور مادام ایٹلے کے ساتھ ساتھ دونوں مسلح افراد

بھی بڑی طرح اچھل پڑے۔
 ”راؤش۔ راؤش کی لاش۔“ ہنری اور دونوں مسلح افراد تیزی سے

مڑے۔ کیونکہ ان کے خیال کے مطابق تورادش کمرے میں موجود تھا۔ جب کہ مادام ایٹھ بے اختیار مسرت سے ہنس پڑی۔

”یہ عمران ہے ہنری“ — مادام نے ہنستے ہوئے کہا۔

”یہ کیا چکر ہے — تم کون ہو“ — ہنری نے تیزی سے جیب میں ہاتھ ڈالتے ہوئے کہا۔

”چکر بہت سیدھا ہے مڑ ہنری — اور اپنے ہاتھ بلند کرلو۔ ورنہ“ — عمران نے بڑے مطمئن انداز میں کہا اور ساتھ ہی ریڈ فائر کی ملکی باھر نکال لی۔ ظاہر ہے اس کا رنج ان چاروں کی طرف ہی تھا۔

”اوہ تم — تم“ — ہنری نے غصے سے چھیختے ہوئے کہا۔ اور اس کے مسلح ساتھیوں نے کاغذوں سے لٹکی ہوئی مشین نہیں سیدھی کرنی چاہیں مگر عمران نے انتہائی پھرتی سے ریڈ فائر کا بٹن پریس کر دیا۔ اور دوسرے لمحے ہنری کے ساتھی غلوں کی لپیٹ میں آکر فرشس پر ڈھیر دتے چلے گئے۔ ریڈ فائر دیکھتے ہی ہنری اور مادام ایٹھ نے بڑی پھرتی سے دونوں ہاتھ اچکے کر لئے۔ ریڈ فائر کی تباہ کاری کو اچھی طرح جانتے تھے۔

”یہ کون ہے ہنری“ — مادام ایٹھ نے حیرت بھرے لہجے میں ہنری سے مخاطب ہو کر پوچھا۔ اشارہ عمران کی طرف ہی تھا۔

”مجھ حقہ نفیر۔ پرتقصیر۔ بڑج میدان بندہ ناوان کو علی عمران ایم۔ ایس۔ سی ڈی۔ ایس سی کہتے ہیں“ — عمران نے باقاعدہ اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

”تم — تم علی عمران ہو“ — ان دونوں کے چہرے حیرت اور خوف سے بگڑتے چلے گئے۔

”ہاں! — جس کی لاشوں سے تم میک آپ اتارتے پھر رہے ہو“ — عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

اسی لمحے دروازے کی طرف کھٹکا سا محسوس ہوا اور عمران بے اختیار سائیڈ میں ہٹا ہٹا کر آنے والے کو کور کر سکے۔ اور اسی ایک لمحے سے ہنری نے فائدہ اٹھایا۔ اس کی لات، بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آئی۔ اور عمران کے ہاتھ سے ریڈ فائر نکل کر دھڑک دھڑک کر من میں جا گرا۔ اور دوسرے لمحے ہنری نے جیب سے ریواور نکال لیا۔

”اپنے ہاتھ اچکے کرلو — ورنہ ڈھیر کر دوں گا“ — ہنری کی چھیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

”گولی مار دو — ہنری! گولی مار دو اسے“ — مادام نے صورتحال بدلتے ہی چھیختے ہوئے کہا۔ اور ہنری نے بے اختیار ٹریگر دبا دیا۔

مگر عمران بجلی کی سی تیزی سے اپنی جگہ بدل گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی کمرہ بیچ کی آواز سے گونج اٹھا۔ گولی عمران کی سائیڈ سے نکلے ہی ٹھیک دروازے کے سنٹر میں لگی جہاں ایک مسلح شخص اسی لمحے اندر داخل ہو رہا تھا۔ کھٹکا بھی شاید اس کے سر میں اترنے کا ہوا تھا۔

ہنری نے جھنجھلا کر دوبارہ ٹریگر دیا اور عمران نے ایک باہر پرنگ لٹ کر کاغذ ہرو کیا اور گولی دیوار سے ٹکرا کر نیچے گر پڑی۔ پھر تو ہنری پر ویسے پاگل پن کا دورہ پڑ گیا۔ مادام ایٹھ کے سامنے اس کی نشانہ بازی کا جو مشر ہو رہا تھا۔ اس نے اسے پاگل تو کرنا ہی تھا۔

ہنری مسلسل ٹریگر دبا چلا گیا۔ لیکن ایک گولی بھی عمران کو نہ لگی جب ریواور سے ٹریچ کی آواز نکلی تو اسی لمحے عمران کا ہاتھ کوٹ کی جیب سے باہر

نکلا اور پھر کمرے میں ہلکا سا دھماکا ہوا اور زرد رنگ کی گیس کمرے میں انتہائی تیزی سے پھیلی چلی گئی۔

عمران نے اسٹور سے اٹھایا ہوا بیہوش کر دینے والی گیس کا بم فرش پر دے مارا تھا۔ بم ہنری اور مادام ایٹھے کی فائنگوں کے درمیان پھٹا تھا۔ چنانچہ اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتے، دونوں ہی لہر کر زمین پر گس ہوئے چلے گئے۔ اور عمران سانس روکے ٹھہرا۔ البتہ اس کے کان پر وہی آہٹ پر لگے ہوئے تھے گیس پہلے تو کمرے میں پھیلی چلی گئی۔ پھر آہستہ آہستہ دروازے سے باہر نکلتی چلی گئی۔ جب کمرے کی فضا صاف ہو گئی تو عمران نے آہستہ سے سانس لیا۔ گیس کی بوجب محسوس نہ ہوتی تو اس نے ایک طویل سانس لیا۔ اور پھر وہ ہنری اور مادام کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے ان کی بیضیں چمک کیں۔ جنھوں کی حالت سے ظاہر ہوا تھا کہ وہ دونوں ہی گہری بیہوشی کا شکار ہو چکے ہیں۔

عمران تیزی سے واپس مڑا اور پھر کمرے سے باہر نکل کر بیچیاں چڑھتا چلا گیا۔ وہ باہر موجود مسلح افراد کا پہلے بندوبست کرنا چاہتا تھا۔ ان میں سے تین تو ختم ہو چکے تھے جب کہ باقی سات افراد ابھی موجود تھے۔ جب عمران برآمدے میں پہنچا تو اس نے چار افراد کو دوہیں برآمدے میں کھڑا دیکھا انہوں نے شاید دھماکوں کی آوازیں سن لی تھیں لیکن وہ شاید بغیر احتیاط اندرجانے سے کترارے تھے۔

”یہ اندر کیسے دھماکے ہو رہے ہیں رادش“۔ ان میں سے ایک نے عمران سے مخاطب ہو کر بڑے بے چین لہجے میں کہا۔

”عمران کی لاش پر نشانہ بازی ہو رہی ہے“۔ عمران نے بڑے

مطمئن لہجے میں کہا۔

”اوہ اچھا“۔ پوچھنے والے کے چہرے پر اطمینان کے آثار نمایاں ہو گئے۔ ”سنو! باس کا حکم ہے کہ تم سب کو تھپی سے باہر پھر دو۔“ باس کو خطرہ ہے کہ عمران کے ساتھی یہاں جملہ کرنے والے ہیں“۔ عمران نے اس بات کو سمجھنا نہ لہجے میں کہا۔

”مگر اس کے ساتھی تو ہیڈ کوارٹر میں ہیں۔“ وہ یہاں کیسے آسکتے ہیں؟ پوچھنے والے نے حجت کرتے ہوئے کہا۔

”وہ وہاں سے فرار ہونے میں کامیاب ہو چکے ہیں۔“ باس کو کاشن مل گیا ہے اسی لئے تو حکم دیا ہے“۔ عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

”اوہ اچھا“۔ ٹھیک ہے“۔ اس نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا اور وہ سب تیزی سے مرکز پھانگ کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

جب وہ پھانگ کھول کر باہر نکل گئے تو عمران تیزی سے واپس مڑا اور پھر راہداری سے گزر کر وہ بیڑھیاں اتر کر جیسے ہی تہ خانے میں داخل ہوا۔ اس کے سر پر ایک زرد وارنٹرب لگی اور وہ بے اختیار منہ کے بل فرش پر گرنا چلا گیا۔

مگر نیچے گرتے ہی اس نے انتہائی چھٹی سے قلابازی کھائی اور اس کی دونوں ٹانگیں پری قوت سے اپنے پر پھٹنے والے آدمی کے سینے پر پوری قوت سے پڑیں اور وہ کراہتا ہوا فرخشن پر جا گرا۔ اور دوسرے لمحے وہ سر پٹخا ہوا ساکت ہو گیا۔ اس کے ناک اور منہ سے خون نکل رہا تھا۔ عمران حیرت سے اسے دیکھنے لگا۔ یہ وہ شخص تھا جسے ہنری کی چلاتی ہوئی گولی لگی تھی۔

عمران اُسے پھلانگتے ہوئے باہر گزر گیا تھا۔ اس نے یہ سوچا بھی نہ تھا کہ اگر کوئی لگ جائے کہ باوجود یہ زندہ ہو گا۔ لیکن شام وہ آخری لمحات میں ہوش میں آ گیا تھا۔ اور اس نے عمران کے سر پر مشین گن کے دھڑکے کا وار کیا تھا۔ اُسے شام مشین گن سے بھی کرنے کا موقع نہ ملا تھا۔ در نہ وہ عمران کو بے خبری میں جھون ڈالا۔

عمران نے ایک طویل سانس لیا۔ اس سے واقعی غلطی ہو گئی تھی اُسے اس آدمی کو چیک کرنا چاہیے تھا۔ ہنری اور دام بہوش پڑے ہوئے تھے۔ عمران تیزی سے ان کی طرف بڑھا۔ اس نے ان کی پنڈلیوں کو چیک کیا اور پھر ان دونوں کی پنڈلیوں پر نیلے رنگ کی لکیریں دیکھ کر وہ سکا دیا۔ اس نے جیب سے باریک دھار والا خبر نکالا۔ اُسے معلوم تھا کہ ان دونوں کی پنڈلیوں میں آٹومیٹک ٹرانسٹ فیوز موجود ہے اور یہی وہ چیز تھی جو وہ حاصل کرنا چاہتا تھا۔ چنانچہ اس نے خبر بلند کیا تاکہ ہنری کی ٹانگ سے آٹومیٹک ٹرانسٹ فیوز باہر نکال لے۔

”یہ کیا رادش؟“ — ہاچانک دروازے سے کسی کی حیرت بھری آواز سنائی دی اور عمران بکلی کی تیزی سے مڑا۔ دوسرے لمحے اس کے ہاتھ میں پکڑا ہوا خبر پوری قوت سے اڑا ہوا بولنے والے کی طرف بڑھا اور بولنے والے کے حلق سے زرد دار چیخ نکلی اور وہ سینہ پکڑے منہ کے بل فرش پر گر آ چلا گیا۔ خبر ٹھیک اس کے دل پر لگا تھا۔ یہ وہی شخص تھا جس نے عمران سے دھماکوں کے سلسلے میں پوچھ گچھ کی تھی۔ وہ شام عمران کی باتوں سے مطمئن نہ ہوا تھا۔ اس لئے خاموشی سے تہہ خلعے میں پہنچ گیا تھا۔

عمران، اس بار بھی بال بال بچا تھا اور نہ بے خبری میں اُسے مارا جاسکتا

تھا۔ عمران نے بڑی جرات سے اس آدمی کا بازو پکڑ کر اسے اندر کی طرف گھسیٹا اور پھر دروازہ بند کر کے اس نے چٹخنی چڑھا دی تاکہ پھر کوئی مداخلت نہ کر سکے۔ اس نے خنجر کو اس آدمی کے سینے سے کھینچا اور ایک بار پھر ہنری کی طرف بڑھا۔ اس بار پھر وہ جلد از جلد ٹرانسٹ فیوز نکال چکا تھا۔ پھر وہ جیسے ہی ہنری کی ٹانگ پر فیوز نکالنے کے لئے جھکا، اس کے سینے پر ہنری کی ہات پوری قوت سے پڑی اور عمران اچھل کر پشت کے بل نیچے جا گرا۔ دوسرے لمحے ہنری اچھل کر اس کے سینے پر آگرا۔ ہنری کا چہرہ بڑی طرح بکڑا ہوا تھا وہ شام ہاچانک ہی ہوش میں آ گیا تھا۔

عمران پہلے تو بے خبری میں ہی مارا گیا تھا لیکن اب وہ سنبھل گیا تھا۔ چنانچہ اس نے تیزی سے دونوں گھسیٹے اُسے اندر ہنری اچھل کر بچھے جا گرا۔ عمران اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ خنجر اس کے ہاتھ سے نکل چکا تھا۔

ہنری بھی نیچے گرے ہی اچھل کر اٹھ کھڑا ہوا۔ اب وہ دونوں آسنے مانے کھڑے ایک دوسرے کو گھور رہے تھے۔ دونوں ہی غالی ہاتھ تھے۔ ”تم یہاں سے بڑھ کر نہیں جاسکتے۔“ ہنری نے غصے سے چیختے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے پوری قوت سے زمین پر پیر مایا۔

عمران نے اس کی ٹانگ کو حرکت میں آتے دیکھ کر ہی اپنی جگہ سے چھلانگ لگائی اور اس طرح نہ صرف وہ عین اس جگہ پیدا ہونے والے گڑھے میں گرے سے بچ گیا بلکہ اس نے بڑی جرات سے ہنری کو بھی چھاپ لیا تھا اور ہنری کو دھکیلتا ہوا پچھلی دیوار سے جا ٹکرایا۔

ہنری نے بڑی جرات سے خنجر کو غونف کا وار عمران پر کر دیا، مگر عمران انتہائی جرات سے نیچے بیٹھ گیا اور پھر نہ صرف وہ اس وار سے اپنے

آپ کو بچا گیا بلکہ اس نے ہنری کو اٹھا کر اپنے سر کے اوپر سے دوسری طرف پھینچ دیا۔ اس بار ہنری، مادام ایٹس کے جسم پر ایک زوردار دھماکے سے جا گرا اور مادام ایٹس کے حلق سے کراہ کی آواز بلند ہوئی شاید چھیڑوں پر یکلفت دباؤ پڑنے کی وجہ سے وہ ہوش میں آگئی تھی یا دوسری صورت یہ بھی ہو سکتی تھی کہ چھیڑوں میں موجود ہوا دباؤ کی وجہ سے کراہ کی صورت میں باہر نکلی جو عمران کو چپک کرنے کا موقع ہی نہ ملا۔ کیونکہ ہنری نیچے گرے ہی کسی بزرگ کی طرح اچھلا اور اس کی دونوں ٹانگیں نکلی کی سی تیزی سے عمران کی گردن کے گرد پڑیں اور اس کے ساتھ ہنری تیزی سے کروٹ بدل گیا۔

عمران بھی فرش پر گر کر کروٹ بہ لے کر مجبور ہو گیا۔ اس نے ہنری کی دونوں ٹانگیں پکڑ کر اپنی گردن ٹانگوں سے ٹکانا چاہی لیکن ہنری انتہائی تیز رفتاری سے کروٹیں بہ لے کر اچلا جا رہا تھا۔ اور عمران کو ایک لمحے کے لئے بھی سنبھلنے کا موقع نہ دے رہا تھا۔

اسی اُلٹ پھیر میں اچانک عمران کا ہاتھ خنجر سے ٹکرایا اور عمران نے بڑی پرمٹری سے خنجر کو قبضہ میں کیا اور پھر اس کا ہاتھ مشین کی سی تیزی سے اپنی گردن کے گرد لپیٹی ہوئی ہنری کی ٹانگوں سے ٹکرایا۔ اس کے ساتھ ہی خنجر ہنری کی پنڈلی میں گھسا چلا گیا۔ ہنری کے حلق سے چیخ نکلی اور اس نے خنجر کے دوسرے وار سے اپنے آپ کو بچانے کے لئے تیزی سے کروٹ بدل لی۔ لیکن اس بار عمران کی دونوں ٹانگیں کمرے کے ایک کونے میں جم چکی تھیں۔ اس لئے وہ نہ صرف سنبھل گیا تھا بلکہ اب ہنری اسے اٹانے میں بھی ناکارہ۔ اور عمران کا خنجر ایک بار پھر اس کی پنڈلی میں گھسا اور ہنری نے چیخ

اٹھ کر تیزی سے اپنی ٹانگیں سیٹھنے کی کوشش کی۔

عمران کی گردن کے گرد موجود ہنری کا لنگ لاک ختم ہو چکا تھا۔ عمران نے اس کی ٹانگیں سیٹھنے ہی تیزی سے ہاتھ بڑھایا اور پھر ہنری کا ایک بوٹ اس کے ہاتھ میں آگیا۔ اور عمران کا خنجر ایک بار پھر لہا لہا جو ہنری کی پنڈلی میں گھستا چلا گیا۔ اور اس بار چونکہ عمران کا ہاتھ لمبا نی کے مڑنے میں پڑا تھا اس لئے ہاتھ کھینچتے ہی وہ اس کی پنڈلی کو تیرا چلا گیا۔ اس بار ہنری نے اپنے دوسرے بوٹ کی منہب عمران کے ہاتھ پر ماری اور عمران کے ہاتھ سے اس کا بوٹ نکلتا چلا گیا۔

عمران نے انتہائی تیز رفتاری سے اپنے جسم کو سیٹھا اور پھر وہ برق رفتاری سے الٹی قلابازی لکھا کر سیدھا ہوا اور پھر ہنری پر چھٹا۔ لیکن منہ کے بل فرش سے جا ٹکرایا۔ اس نے دونوں ہاتھ فرش پر ٹیک کر اپنے آپ کو بچالیا تھا ورنہ اس کا چہرہ فرش سے ٹکرا کر گر جاتا۔

ہنری اور مادام ایٹس دونوں ہی اچانک غائب ہو چکے تھے۔ عمران سیدھا بوسے ہی ان پر اسی لئے چھٹا تھا کہ نوکر اس نے مادام کو اپنی پنڈلی پر دباؤ ڈالنے دیکھ لیا تھا۔ جب کہ اس کا دوسرا ہاتھ فرش پر پڑے ہوئے ہنری کے بازو پر جما ہوا تھا۔ عمران نے اپنے طور پر ان پر چھٹنے کی کوشش کی مگر تاکہ کم از کم وہ ہنری کو گھسیٹ لے لیکن ٹپک جھپکنے میں مادام ایٹس اور ہنری دونوں غائب ہو چکے تھے۔ اور عمران منہ کے بل عین اسی جگہ گر چلا گیا۔ جہاں چند لمحے پہلے ہنری موجود تھا۔

فرش سے ٹکراتے ہی عمران ایک بار پھر اچھلا اور اس بار وہ تیرا کھڑا ہو گیا اور پھر اس کی آنکھوں میں مسرت کی چمک پیدا ہوئی۔ خون میں لپٹا ہوا

بار کے پیچھے ہی دیک گیا۔

اسی لمحے اس نے برآمدے میں ایک بوڑھے مرد اور ایک نوجوان عورت کو دیکھا۔ وہ پوچھ میں کھڑی ہوئی کار کی طرف بڑھ رہے تھے۔ عمران کے دیکھتے ہی دیکھتے وہ دونوں کار میں بیٹھ گئے اور کار تیزی سے چھانک کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

چھانک کے قریب پہنچ کر کار رکی اور پھر نوجوان عورت تیزی سے کار سے اترتی اور اس نے چھانک کھول دیا۔ بوڑھا مرد ڈرائیونگ سیٹ پر موجود تھا وہ کار کو چھانک سے باہر نکالتا چلا گیا۔ جب کار باہر چلی گئی تو نوجوان عورت نے چھانک بند کیا اور پھر اس کی ذیلی کھڑکی سے وہ بھی باہر چلی گئی۔ اور کھڑکی باہر سے بند ہو گئی۔

عمران ایک طویل سانس لیتا ہوا بار کے پیچھے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ نوجوان عورت کے چھانک خود کھولنے سے وہ سمجھ گیا تھا کہ کوئٹہ میں وہی دونوں ہی تھے۔ ان کے علاوہ اور کوئی موجود نہ تھا۔ چنانچہ وہ تیزی سے لان میں دوڑتا جا کر کوئٹہ کی عمارت کے اندر کی طرف بڑھتا گیا اور چند لمحوں بعد اس کے خیال کی تصدیق ہو گئی کہ کوئٹہ واقعی خالی پڑی ہوئی کوئٹہ اور پھر ایک بڑے سے کمرے میں داخل ہوئے جہاں عمران کی آنکھوں میں ٹپک اٹھ آئی۔ کمرے میں بچھرے ہوئے سامان کو دیکھتے ہی وہ سمجھ گیا کہ وہ بوڑھا الیکٹرونک انجینئر تھا کیونکہ اس کمرے میں موجود ورکشاپ نمایاں تھی۔ اسی بات پر ہی کہ یہاں الیکٹرونک کے سلسلے میں تجربات ہوتے رہتے ہیں۔

عمران نے جیب میں ہاتھ ڈال کر کرنزی کی پنڈلی سے نکالا ہوا ٹرانسمیٹ فیوز نکالا اور دوسرے لمحے وہ اسے اس لیبارٹری میں ہی چیک کرنے میں مصروف

ٹرانسمیٹ فیوز فرش پر پڑا ہوا تھا جہاں ہنری کی پنڈلی تھی۔ عمران نے جھپٹ کر وہ فیوز اٹھا لیا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے فرش پر پڑی ہوئی ایک لاش سے اسے گرد کر صاف کیا اور پھر اس کے چہرے پر مسرت کے آثار چھپنے چلے گئے۔ یہ فیوز اس فیوز سے مختلف تھا جو اس نے پہلے ڈاکٹر کو کسی کی کونجی میں پاور لینڈ کے آدمی کی پنڈلی سے نکالا تھا۔ اور دوسرے لمحے وہ ساری پوریشن سمجھ گیا۔ خنجر کے پے درپے وارنے ہنری کی پنڈلی سے ٹرانسمیٹ فیوز بانہ کال چھینکا تھا۔ اور ہنری صرف مادام الشیخ کے ٹرانسمیٹ فیوز کی وجہ سے ٹرانسمیٹ ہو گیا تھا۔ یہ عمران کے لئے ایک نیا تجربہ تھا۔ اس کا مقصد تھا کہ ٹرانسمیٹ فیوز والا جس چیز کو کپڑے وہ بھی ساتھ ہی ٹرانسمیٹ ہو جاتی تھی۔

عمران نے پھرتی سے فیوز جیب میں ڈالا اور پھر فرش پر پڑی ہوئی ایک مشین گن اٹھا کر وہ دروازے کی طرف بڑھا۔ اب وہ دروازہ جلد یہاں سے نکل جانا چاہتا تھا۔ اس نے دروازہ کھولا اور پھر بھاگتا ہوا سیڑھیاں چڑھتا چلا گیا۔ کوئٹہ خالی پڑی ہوئی تھی۔ ظاہر ہے ہنری کے ساتھی کو بھی سے باہر مہرہ دے رہے تھے۔ عمران جانتا تو ہنری والی سیاہ کاریا وہ دیکھ استعمال کر رہا تھا جس سے اسے لایا گیا تھا۔ لیکن اسے خدشہ تھا کہ ہو سکتا ہے کہ ان میں کوئی ایسا سسٹم موجود ہو جس سے وہ انہیں تباہ کر سکتے ہوں۔ چنانچہ وہ تیزی سے دوڑتا ہوا ساتھ والی کوئٹہ کی درمیانی دیوار کی طرف بڑھا اور پھر ایک ہی چوڑنگ میں وہ دیوار کے اوپر موجود تھا۔ اس نے ایک لمحے کے لئے دوسری کوئٹہ میں جھانک کر اور لان میں کسی کو نہ پا کر وہ آہستہ سے نیچے اتر گیا اور دیوار کے ساتھ مہندی کی پڑی سی باقی رہی۔

جیسے ہی عمران نیچے گرا۔ اس نے کوئٹہ کے اندر کھٹکنا سنا تو وہ دیں

ہو گیا۔ ایک ڈنگ کے نازک آلات اس کے کام آسکتے تھے۔ ٹرانسمیٹ فیوز کا سسٹم تو وہ پہلے ہی سمجھ چکا تھا۔ اب تو صرف اس نے آنا ہی چیک کرنا تھا کہ یہ آؤٹینک ٹرانسمیٹ کیسے ہو جائے۔ گو اس کے ذہن میں اس سلسلے میں بھی ایک آئیڈیا موجود تھا۔ لیکن چینگ پھر بھی ضروری تھی۔ دوسرے لمحے اس نے اسے کھول کر باقاعدہ اس طرح چیک کرنا شروع کر دیا جیسے کسی اہم ایجاد کے سلسلے میں تحقیقات کر رہا ہو۔

اس ٹرانسمیٹ فیوز کی مشینری پہلے والے فیوز سے کہیں زیادہ پیچیدہ اور نازک تھی۔ عمران بیٹھا غور سے اسے جانچ رہا تھا کہ اچانک اس نے فیوز کی ایک تار کو معمولی سی حرکت کرتے محسوس کیا۔ اور اس نے انتہائی پھرتی سے ہاتھ میں پکڑے ہوئے فیوز کو پوری قوت سے کمرے کے دروازے کی طرف اچھال دیا۔ دوسرے لمحے ایک خوفناک دھماکا ہوا اور عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے کمرے کی چیت اس کے اوپر آن گری ہو۔ اس کے حلق سے بے اختیار جرح کی نکلی اور پھر اس کا ذہن تاریکیوں میں ڈوبتا چلا گیا۔

بہرہ رسو مد ۳۳

عمران نے اسے ساتھی بڑی خاموشی سے اپنے اپنے ٹخوں پر لیٹے ہوئے یہ ساری کارروائی دیکھ رہے تھے۔ عمران جس اطمینان سے ان کے ساتھ چلا گیا تھا اس سے ظاہر ہوتا تھا کہ عمران خود ان کے ساتھ جانا چاہتا ہے۔ اس نے کسی نے مداخلت کرنے کی بھی کوشش نہ کی۔

عمران کے جانے کے چند لمحوں بعد اس جیسا ہی ایک اور سٹریجر اندر لایا گیا اور پھر اسے عمران والی جگہ پر رکھ کر وہ لوگ تیزی سے واپس نکلتے چلے گئے۔

ان کے باہر جاتے ہی دیوار پھر پہلے کی طرح برابر ہو گئی۔ عمران کی جگہ پر جو شخص لایا گیا تھا اس کی شکل و صورت اور قد و قامت بالکل عمران جیسا تھا۔ البتہ اس کی ٹیڑھی گردن کا انداز تباہ تھا کہ اسے ہلاک کر دیا گیا ہے۔

”یہ کیا چکر ہے صفر؟“ — اچانک جولیانے دبلے دبلے لہجے میں اپنے قریب موجود صفر سے مخاطب ہو کر کہا۔

میرا خیال ہے کہ ہمیں اغوا کرنے والوں کی آپس میں بحثیں گئی ہیں۔ اور وہ ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کے لئے یہ ڈرامہ کر رہے ہیں۔“ صفد نے کچھ لمحوں کی خاموشی کے بعد جواب دیا۔

”لیکن اس میں عمران کی تبدیلی کا کیا جواز ہے؟“ جولیانے حیرت بھرے بلجے میں سوال کرتے ہوئے کہا۔

”جواز بنایا گیا ہے۔ جس نے اغوا کیا ہے۔ اس کے اغوا کو غلط ثابت کرنے کے لئے دوسری پارٹی نے اصل عمران کی بجائے نقلی عمران یہاں ڈال دیلے۔“ کیڈپن شکیل نے جواب دیا۔

”بات حلق نہیں اترتی۔ بہر حال اب ہمارا کیا پروگرام ہونا چاہیے؟“ جولیانے الجھے ہوئے بلجے میں کہا۔

”پروگرام تو ظاہر ہے یہاں سے باہر نکلنے کا ہی ہو سکتا ہے۔ لیکن جب تک یہ دیواریں نہ ہٹیں۔ ہم باہر کیسے جا سکتے ہیں۔ اور پھر ابھی تک تو وہ مطمئن ہیں کہ ہم بدستور بیہوش ہیں۔ اور اسی بات کا ہم نے فائدہ اٹھانا ہے۔ ورنہ یہی بند کمرہ ہمارا مدفن بھی بن سکتا ہے۔“ صفد نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔ فی الحال حالات کو جانچا جائے۔ پھر حسباً موقوف ہوگا۔ ویسا ہی کر لیا جائے گا۔“ جولیانے اس بارہ فیصلہ کن بلجے میں کہا۔

”مگر اس۔“ اسی لمحے جوزف کی آواز سنائی دی۔ وہ شاید عمران کے بارے میں فکر مند تھا۔

”تمہارا اس ڈھیٹ ہے۔ وہ مرنے والوں میں سے نہیں ہے۔ اس لئے تم فکر نہ کرو۔“ تنویر نے جھلٹاتے ہوئے بلجے میں جواب دیا۔

”مشر ہوٹل میں رہ کر بات کرو۔“ اس کی عدم موجودگی میں اس کے خلاف ایک لفظ بھی تبدیلے لئے موت کا پروانہ بن سکتا ہے۔“ جوزف نے غصیلے لہجے میں جواب دیا۔

”لوٹنے کی ضرورت نہیں۔ اس وقت ہم دشمنوں کے قبضے میں ہیں۔ خاموش رہو۔“ اس بارہ صفد نے غصیلے لہجے میں کہا اور اس کے بعد جوزف اور تنویر دونوں میں سے کسی کی آواز سنائی نہ دی۔

”مشر جو نما اور تختوں پر لیٹے لیٹے انہیں کافی دیر ہوگئی لیکن نہ ہی کوئی شخص اندھا یا اور نہ ہی انہیں کسی نے چھیڑا۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ انہیں یہاں ڈال کر مچھول ہی گئے ہوں۔“

”میرا خیال ہے کہ ہم یہاں پڑے وقت ضائع کر رہے ہیں۔ ہمیں کچھ کرنا چاہیے۔“ کافی دیر بعد صدیقی نے خاموشی کا پردہ چاک کیا۔

”سوائے دیواروں سے مشر چھوڑنے کے اور کیا کر سکتے ہیں۔“ صفد نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ اور ایک بار پھر پہلی جیسی خاموشی چھا گئی۔

”لیکن عورتوں پر دیر بعد اچانک فانوس کی روشنی ٹیکھت تیز ہوگئی۔ اور انہوں نے بے اختیار آنکھیں موند لیں۔ البتہ ان کے اعصاب تن گئے تھے۔ وہ مزمزی ہوئی آنکھوں سے ماحول کا جائزہ لے رہے تھے۔ اور پھر چند لمحوں بعد ان کے سامنے کی دیوار تیزی سے شفاف ہوتی چلی گئی اور پھر انہیں دیوار کی دوسری طرف ایک بڑا سا کمرہ نظر آیا جس میں مختلف مشینیں نصب تھیں۔ درمیان میں ایک میز کے نیچے ایک مرد اور عورت بیٹھے ہوئے تھے۔ مرد کو انہوں نے فوراً ہی پہچان لیا۔ یہ وہی تھا جو عمران کو لے گیا تھا۔ جب کہ عورت کو بھی خاور، صدیقی، کیڈپن شکیل اور صفد

نکلا۔ وہ بچانے اب تک ہوش میں کیسے تھا۔

”کہاں ہے زیرو پوائنٹ؟“ — صفدر نے اس کے بال پکڑ کر اس کا سر اوپر کرتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ ایک بار پھر اس کے سر کو فرش پر مارنا چاہتا ہو۔

”مت مارو۔ مجھے مت مارو۔ میں مر جاؤں گا۔“ — بار کرنے خوف زدہ لہجے میں کہا۔

”بولو۔ زیرو پوائنٹ کہاں ہے؟“ — صفدر نے اس کے سر کو جھٹکاتے ہوئے کہا۔

”وہ۔ وہ ہنری کے آدمیوں کی جگہ ہے۔“ — بیکر سٹریٹ میں پندرہویں کوٹھی“ — بار کرنے بے اختیار جواب دیا۔

”وہ وہاں کیوں گئے ہیں؟“ — صفدر نے اس کے سر کو فرش کی طرف جھکاتے ہوئے کہا۔

”باس ہنری اصل علان کی لاش دکھانے لے گیا ہے۔“ — بار کرنے جواب دیا اور صفدر نے دوسرا ہاتھ اس کے مخالف سمت والے کاندھے پر رکھ کر اس نے سر کو دوسری سمت میں تیزی سے گھمایا۔ کھٹک کی آواز کے ساتھ ہی صفدر کے جسم کے نیچے دبا ہوا بار کڑ کا جسم تیزی سے کانپا اور پھر ساکت ہو گیا اور صفدر اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

”تم نے اس سے یہاں موجود لوگوں کے متعلق پوچھنا تھا۔“ — جولیہ نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

”اس کی ضرورت نہیں ہے۔ میں ساری بات سمجھ گیا ہوں۔“ — صفدر نے جواب دیا اور پھر وہ تیزی سے جھانکا ہوا اس دیوار کی طرف بڑھا جو

بندھے ہوئے ہیں اس لئے ان کے تصور میں بھی یہ بات نہ سمجھی کہ وہ اس طرح ان پر اچانک دھاوا بول دیں گے۔ یہی وجہ تھی کہ وہ بروقت اپنا دفاع نہ کر سکے۔ اور دوسرے لمحے ان چاروں کی مٹین گینس زمین پر پڑی تھیں اور وہ عمران کے ماتحتیوں کی گرفت میں تڑپ رہے تھے۔ آپریٹر جو کہ بار کھٹا اس اچانک کا یا پلٹ پر ایک لمحے کے لئے ثبت بنا کھڑا ہوا۔ اور پھر اس نے تیزی سے جیب میں ہاتھ ڈالنا چاہا مگر اسی لمحے صفدر نے اپنی گرفت میں موجود شخص کو انتہائی پھرتی سے اس پر دھکیل دیا۔ اب باقی ساتھی بھی اچھل کر نیچے آئے اور اس بابہ سہ چنہری لمحوں میں منٹ گرا۔

مٹین گینوں سے مسلح افراد دیکھتے ہی دیکھتے اپنی گردنیں تڑوا بیٹھے۔ جب کہ صفدر، بار کڑ کو اندھے منہ زمین پر ڈال کر خود اس پر چڑھا بیٹھا تھا۔ اس نے انتہائی بے دردی سے اس کے بال پکڑ کر اس کا پہرہ پوری قوت سے فرش پر دے مارا۔ اور آپریٹر کے حلق سے گھٹی گھٹی سی چیخ نکلی۔

”بولو! — ماوام ایشے کہاں گئی ہے؟“ — صفدر نے غراتے ہوئے کہا۔

”وہ۔ وہ باس ہنری کے ساتھ گئی ہے۔“ — بار کڑ نے گھٹے لہجے میں کہا۔

”کہاں۔“ — جلدی بولو“ — صفدر نے ایک بار پھر اس کا منہ فرش پر ماسے ہوئے کہا۔ اس کے انداز میں آہنی دھشت تھی کہ جیسے وہ کسی انسان کی بجائے کسی سانپ کا سر کچل رہا ہو۔

”ز۔ ز۔ زیرو۔ پوائنٹ پر۔“ — بار کڑ کے حلق سے بے اختیار

پہلے کھلی تھی اور جس میں سے عمران کو باہر نکالا گیا تھا۔ اس نے اس کے
کونے میں جا کر دیوار کی جڑ میں زور سے پیر مارا تو دیوار ایک بار پھر درمیان
سے چھٹ کر مٹتی چلی گئی۔

”آؤ۔ یہ راستہ یقیناً خفیہ طور پر عمارت سے باہر نکلے گا۔ صفد
نے کہا اور پھر باقی ساتھی بھی اس کے پیچھے دوڑتے ہوئے اس خالی جگہ
کو کراس کر کے ایک راہداری میں پہنچ گئے۔

راہداری کا اختتام ایک دروازے پر ہوا جو بند تھا۔ صفد اس دروازے
کا جائزہ لیتا رہا اور پھر اس نے اس کی دہلیز کے قریب دائیں طرف ایک
چھوٹا سا بٹن تلاش کر لیا۔

اس بٹن کو دباتے ہی دروازہ خود بخود کھل گیا اور تازہ ہوا کے جھوکے
محسوس ہوئے۔ وہ سب تیزی سے دروازے کو کراس کر گئے۔ اور اب
انہوں نے اپنے آپ کو ایک ویران سی سڑک پر موجود پایا۔ دروازہ ایک
دیوار میں نصب تھا۔

جیسے ہی وہ باہر نکلے، صفد جھکا اور اس نے اسی کونے میں موجود ایسی
طرح کے بٹن کو دبایا۔ اس بٹن کے دبنے ہی نہ صرف دروازہ بند ہو گیا بلکہ
سڑک کی آواز سے دروازے کے سامنے دیوار بھی برابر ہو گئی۔ اب کوئی بھی
اس دیوار کو دیکھ کر یہ نہ کہہ سکتا تھا کہ وہاں کبھی دروازہ بھی موجود تھا۔

سڑک ویران پڑی ہوئی تھی اور وہ سب تیزی سے سڑک کراس کر کے
سامنے والی عمارتوں کی درمیانی سڑیٹ میں جھانکنے چلے گئے۔ اور پھر
مختلف ٹیکوں سے گزرنے کے بعد وہ جلد ہی ایک بڑے چوک میں آ گئے۔
میں اور کیپٹن شکیل بیکر سڑیٹ جاتے ہیں۔ تم سب لوگ سی

بٹن میں پہنچ جاؤ۔ لوگوں سے ہٹل میں جاؤ گے تاکہ ہم بعد میں تم
سے وہاں کنکٹ کر سکیں۔ صفد نے تیز لہجے میں جویا سے مخاطب
ہوتے ہوئے کہا۔

”لیکن ہم سب کیوں نہ بیکر سڑیٹ جائیں۔ ہوسکتا ہے وہاں عمران
کو تھامی ضرورت ہو۔“ جویا نے کہا۔

”نہیں!۔ وہاں زیادہ جھڑپ نقصان دہ بھی ثابت ہو سکتی ہے۔
اور پھر جاری امبی تلاش شروع ہو جائے گی۔“ اور اکٹھے ہونے کی
صورت میں ہمارا پکڑا جانا بھی یقینی ہے۔“ صفد نے جواب دیتے
ہوئے کہا۔

”اوہ! تو پھر ایسا ہے کہ ہم کسی ہٹل میں ٹھہرنے کی بجائے ریلوے
اسٹیشن پہنچ جاتے ہیں۔“ دہلی جیٹ میں ہم آسانی سے وقت گزار
کئے ہیں۔“ جویا نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔“ صفد نے جواب دیا اور پھر کیپٹن شکیل کو ہاتھ
پکڑ کر وہ تیزی سے ٹیکسی اسٹینڈ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

”چند باتیں وضاحت ہیں۔“ باتو تم بخوبی ہو گئے ہو۔“ یا پھر
تمہارا واضح ضرورت سے زیادہ تیز ہو گیا ہے۔“ ٹیکسی میں بیٹھتے
ہی کیپٹن شکیل نے صفد سے مخاطب ہو کر کہا۔

”اوہ!۔ ایسی کوئی بات نہیں۔“ میں تمہاری الجھن سمجھ گیا ہوں۔
اس ابھار کا پتہ مجھے پہلے ہی چل گیا تھا۔“ میسڈا بلیڈ، ظاہر ہے اب
اسے بیڈ ہی کہوں گا۔“ صفد نے ہنستے ہوئے کہا۔ ”اس دیوار
کے نزدیک تھا اور فراغت کے وقت میں اسی دیوار کا جائزہ لیتا رہا، کیونکہ

اسی دیوار سے پرش کو لے جایا گیا تھا۔ صفر نے جواب دیا گو وہ اردو میں بات کر رہا تھا لیکن پھر بھی اس نے احتیاطاً عمران کا نام نہ لیا تھا۔ چلو یہ سکہ تو حل ہو گیا۔ لیکن وہ بیٹن۔ کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”یہ کام سنس کی بات تھی۔ اکثر اہل دیواریوں کے ایسے اعتقاد پر جب دیوار اُجالتے تو یا بیٹن تو مٹا دیتے یا اجبار یا کوئی بہک“ صفر نے ہنستے ہوئے جواب دیا اور کیپٹن شکیل سر ہلکا کر رہ گیا۔

”تم تو مجھے شلک ہومز کے جی استاد لگتے ہو۔ بہر حال تم نے اس آپریشن سے یہ کیوں پوچھا کہ مادام کہاں گئی ہے۔ کیا تمہیں معلوم تھا کہ جہاں مادام گئی ہے۔ وہیں پرش بھی ہوگا۔“ کیپٹن شکیل کے سوالات کا سلسلہ بدستور جاری تھا۔

”گفتگو تو جاری ہے مگر میں سنا فی نہ دے رہی تھی لیکن میں بخوبی سن رہا تھا۔“ صفر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”یہ کیا بات ہوئی“۔ کیپٹن شکیل نے چونکتے ہوئے پوچھا۔
”کبھی گونگوں کے اسکول میں گئے ہو۔“ صفر نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

”گو گونگوں کے اسکول میں۔ نہیں تو“۔ کیپٹن شکیل کی آنکھوں میں پت پت کی حیرت نمایاں تھی۔

”وہاں استاد گونگوں اور بہروں کو ہنٹوں کے ہٹنے سے گفتگو کرنے سے سمجھنے کا فن سکھاتے ہیں۔ اور تمہاری اطلاع کے لئے عرض کر دوں کہ میں نے اس فن میں باقاعدہ ڈیپلوما حاصل کیا ہوا ہے۔ تمہارے ہنٹ ہٹنے

دیکھ کر سمجھ جاؤں گا کہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ اور میں نے ہنزی اور مادام ایٹھے کے ہنٹوں کی حرکات کا باقاعدہ جائزہ لیا تھا اور بعد میں اس آپریشن نے خود ہی تصدیق کر دی کہ ہنزی وہاں مادام ایٹھے کو اصل پرش دکھانے گیا ہے۔“ صفر نے جواب دیا۔

”گڈ۔ ویری گڈ!“۔ تمہاری صلاحیتیں واقعی قابلِ داد ہیں۔ مجھے تو تمہاری شاکردی کرنا پڑے گی۔“ کیپٹن شکیل نے بڑے پُر غلوص لہجے میں کہا۔

”ایسی کوئی بات نہیں۔“ صفر نے ہنستے ہوئے کہا۔
”سرا۔ بیکراشر ٹپ آگئی ہے۔ اسی ٹپ کی ڈرائنگ آواز سنائی دی۔ اور وہ دونوں بے اختیار چونک پڑے۔ اپنی باتوں میں ٹک کر انہیں احساس تک نہ ہوا تھا کہ وہ کہاں جا رہے ہیں۔

”چوک پر روک دو۔“ صفر نے کہا اور ٹپ کی ڈرائنگ نے سر ہلکتے ہوئے ٹپ کی تھوڑی دُور موجود چوک کے قریب روک دی۔

ٹپ کی سے آکر وہ دونوں اس دقت تک وہاں کھڑے رہے جب تک ٹپ کی آگے بڑھ کر ان کی نظروں سے اوجھل نہ ہو گئی۔ اس کے بعد دونوں آگے پیچھے چلتے ہوئے آگے بڑھنے لگے۔ ان کی نظریں ٹپ کی کے منبروں پر جمی ہوئی تھیں۔ اور یہ تھوڑی سی تلاش کے بعد انہیں پتہ نہ ہو سکی نظریں لگتی۔ کو بھی کا پھانک بند تھا۔

”ارے اس کی تو باقاعدہ نگرانی ہو رہی ہے۔“ اچانک کیپٹن شکیل نے چونکتے ہوئے کہا اور صفر نے بھی سر ہلکا دیا۔ کچھ لوگ جن کے اوپر دونوں کی آنکھوں میں مشین گنوں کا اجبار صاف نمایاں تھا۔ کو بھی گمراہ اس انداز میں

گھومتے محسوس ہو رہے تھے جیسے اس کی نگرانی کر رہے ہوں۔

”اب کیا کریں۔ کیا اندر جائیں“ — صفدر نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد پوچھا۔ وہ دونوں ایک عمارت کی آڑ میں کھڑے تھے۔ براہ راست تو جانا ناممکن ہے۔ البتہ وائیں بائیں موجود کوٹھیوں میں داخل ہو کر شاید پہنچ جائیں۔ کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔ اور صفدر نے سر ہلادیا۔

اسی لمحے انہوں نے سولہ نمبر کوٹھی کا چھانک کھٹے دیکھا۔ ایک کار اس میں سے باہر نکلی اور گیٹ کراس کر کے سامنے رُک گئی۔ سینیٹرنگ پر ایک بوڑھا آدمی موجود تھا۔ چھانک بند ہوا اور پھر اس کی ذیلی کھڑکی سے ایک نوجوان لڑکی باہر آئی۔ اس نے ذیلی کھڑکی کو لاک کیا اور پھر کار میں بیٹھ گئی۔ دوسرے لمبے کا تیزی سے آگے بڑھتی چلی گئی۔

”لو کام بن گیا شکیل۔ اس لڑکی نے چھانک لاک کیا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ اندر کوئی موجود نہیں ہے۔ اور یہ ہے سبھی ملحقہ کوٹھی۔“

صفدر نے کہا اور کیپٹن شکیل نے تائید میں سر ہلادیا۔

”تم پہلے اس کی سائیڈنگ میں پہنچو۔ میں تھوڑی دیر بعد آؤں گا۔ اکٹھے جانا ٹھیک نہیں ہے۔“ صفدر نے کہا اور کیپٹن شکیل اطمینان سے چلتا ہوا رُک کر اس کہے کہ اس کوٹھی کی سائیڈنگ کی طرف بڑھنے لگا۔ جب وہ گلی میں داخل ہوا تو چند منٹ بعد صفدر بھی حرکت میں آیا لیکن وہ کیپٹن شکیل کی طرح براہ راست جانے کی بجائے پہلے آگے بڑھ گیا اور پھر کچھ فاصلہ دے کر اس نے رُک کر اس کی اور دوسری طرف کی ایک اور گلی میں گھس گیا۔ اس گلی کے انتہا پر وہ واپس مڑا اور پھر دو کوٹھیاں چھوڑ کر وہ

اسی گلی کے دوسری طرف سے اندر داخل ہوا۔ جہاں کیپٹن شکیل پہلے سے موجود تھا۔

کیپٹن شکیل ایک کوڑے کے ڈبر کی آڑ میں رُکا ہوا تھا۔ صفدر کے دہاں پہنچتے ہی وہ باہر آ گیا۔ گلی سنان پڑی ہوئی تھی۔ چنانچہ کیپٹن شکیل نے پہل کی اور ایک ہی جھپ میں وہ چھوٹی دیوار کے اوپر پہنچ گیا دوسرے لمحے وہ آہستگی سے دوسری طرف اتر جا چلا گیا۔ صفدر نے بھی اس کی پیروی کی اور چند لمحوں بعد وہ دونوں اندر پہنچ چکے تھے۔

کوٹھی واقعی خالی پڑی ہوئی تھی اور چہرہ دونوں آہستہ سے اٹھ کر ان کر اس کرتے ہوئے پندرہ نمبر کوٹھی کی دیوار کی طرف بڑھنے لگے۔ مگر ابھی وہ مطلوبہ دیوار تک پہنچنے نہ تھے کہ اچانک وہ ٹھٹھک گئے۔ کوٹھی کی عمارت کے اندر دنی طرف انہیں ٹھٹھکا سانسائی دیا۔ ایسا ٹھٹھکا جیسے کوئی وحشت کی چیز فزش پر گری ہو۔

”اندر کو کوئی ہے۔“ صفدر نے کیپٹن شکیل کا ہاتھ دباتے ہوئے آہستہ سے کہا۔

”ایسا نہ ہو کہ ہم دیوار پر چڑھیں تو وہ باہر آجائے۔“ ویسے یہ اندرونی دیوار خاصی اونچی ہے۔ پہلے اسے چیک کر لیں کہ اندر کون ہے۔“ کیپٹن شکیل نے کہا۔

”کیا ضرورت ہے۔ ہمارا مقصد تو نیرہ نمبر میں جانے کا ہے۔“ صفدر نے کہا لیکن کیپٹن شکیل اس کی بات نیکی آنکھیں کرتا ہوا تیزی سے عمارت کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ مجبوراً صفدر کو بھی اس کے پیچھے جانا پڑا۔ وہ برآمدے میں سے ہوتے ہوئے بڑھی اٹھیا طے سے اندرونی راہداری میں

آگئے۔ دوسرے لمحے انہیں ایک دروازے سے روشنی کی کبیری باہر آتی دکھائی دی۔ دروازہ کھلا ہوا تھا۔ وہ دیوار کے ساتھ چھٹ کر آہستہ آہستہ آگے بڑھنے لگے۔ لیکن دروازہ ابھی خاصا دُور تھا کہ اچانک کوئی چراغ انہیں دروازے کی چوکھٹ میں گرتی دکھائی دی۔ اور وہ دونوں بے اختیار ٹھٹھک کر رُک گئے۔ دوسرے لمحے ایک خونخاک دھماکہ ہوا۔ دھماکہ اتنا شدید تھا کہ وہ دونوں دھماکے کے رُغل سے فرش پر گر گئے۔

پہلے دھماکے کے بعد دوسرا دھماکہ ہوا اور انہیں کرے کی چھت یعنی اور دیواروں کے پتھر اڑتے صاف محسوس ہوئے۔ اس کے ساتھ ہی کرے کے اندر سے چیخ سنائی دی۔ اور وہ دونوں بے اختیار چھل کر کھڑے ہو گئے۔ برآمدہ کی دیواروں میں بھی کرے کی پٹ گئے تھے اور چھت کا کچھ حصہ گر گیا تھا۔ ہر طرف گرد و غبار سا جھیل گیا تھا۔ لیکن چیخ نے انہیں میکانیکی انداز میں اٹھ کر کھڑے ہونے پر مجبور کر دیا۔ چیخ مارنے والے کی آواز ان کے کانوں کے لئے مانوس تھی۔

اوپر پھر وہ دونوں دوڑتے ہوئے ٹوٹے ہوئے دروازے اور بیٹھے ہوئے کرے کی طرف چلے گئے۔ دیوار کا بہت سا حصہ جہاں دروازہ تھا، نمائندہ موچکا تھا۔ اندر کرے میں ہر طرف بھری اور سریتے پھیلے ہوئے تھے۔ آگے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی انہیں ایک ٹوٹی ہوئی میز کے نیچے پڑا ہوا تختہ صاف نظر آیا۔ عمران کے اوپر میز تھی۔ اور اس کے اوپر چھت کا بے پناہ طبع تھا۔ میز نے عمران کو آدھے سے زیادہ ڈھانپ لیا تھا۔

وہ دونوں تیزی سے بٹے کو چلا گئے ہوئے اندر داخل ہوئے اور پھر ان دونوں نے بڑی چھرتی سے ٹوٹی ہوئی میز کو ہٹا کر اس کے نیچے سے عمران

کو باہر نکال لیا۔

عمران کی نشست چل رہی تھی۔ وہ بیہوش تھا۔ البتہ اس کی ٹانگوں، بازوؤں اور سر پر خا سے زخم آئے تھے۔

”اُدھ جلدی نکلو۔ اسے فوری طبی امداد کی ضرورت ہے۔“ صفد نے تیز لہجے میں کہا اور پھر اس نے چھٹ کر عمران کو اپنے کاغذ پر لاد لیا۔ اسی لمحے انہیں کوٹھی کے باہر دوڑتے ہوئے قدموں اور لوگوں کی چیخ و پکار کی آوازیں سنائی دیں۔

پچھلی طرف سے نکلو۔ کیپٹن شکیل نے کہا اور پھر وہ عمران کو اٹھاتے کوٹھی کی عقبی سمت میں آئے اور چند ہی لمحوں بعد وہ کوٹھی کی عقبی دیوار کو چلا گیا۔

باہر آتے ہی وہ تیزی سے سامنے والی ٹنگیوں میں دوڑتے چلے گئے۔ دوسری ہی ٹنگی میں ایک کوٹھی کے پچانک پر انہیں کرائے کے لئے خالی ہے۔ کابوڑو نظر آیا اور صفد رے اس کوٹھی کا ٹیٹ کر لیا۔ اسی لمحے وہ عمران کو اس حالت میں اٹھائے رُک پر نہ جاسکتا تھا۔ اس لئے یہ کوٹھی جو یقیناً خالی پڑی ہوئی تھی اسے غنیمت نظر آئی۔

بات سنتے ہی تیزی سے ایک مشین کی طرف دوڑتی چلی گئی۔ اس نے مشین کے سامنے پڑا ہوا اسٹول کھینچا اور اس پر بیٹھ کر اس نے مشین کے مختلف بٹن دبائے شروع کر دیئے۔

مشین کے درمیان میں موجود سکریں روشن ہو گئی اور اس پر بجلی کی لہریں سی دایں بائیں کوندتی ہوئی نظر آنے لگیں۔

مادام نے تیزی سے ایک ناب کو گھما کر دیا۔ اس ناب کے گھومنے سے ایک بڑے سے ڈائل پر سرخ رنگ کی سوئی حرکت کرنے لگی۔ اور جب سوئی ایک مخصوص بند سے پر پہنچی تو مادام نے ناب گھمائی بند کر دی اور پھر اس ناب کے نیچے لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا۔

اس بٹن کے دبتے ہی سکریں پر جھکا سا ہوا اور ساتھ ہی ایک منظر واضح ہوتا چلا گیا۔ سکریں پر عمران، راؤنڈل کے میک اپ میں ایک کونٹری کی عمارت کی طرف دوڑتا ہوا نظر آ رہا تھا۔

فیوز عمران کے پاس ہی ہے۔۔۔ ورنہ وہ سکریں فوکس پر نہ آتا۔ ہنری نے جو بیڈ پر لیٹا ہوا مشین کی طرف دیکھ رہا تھا پوچھتے ہوئے کہا اور مادام نے سر ہلادیا۔

اسی لمحے عمران کوٹھی کے ایک بڑے کمرے میں پہنچ گیا۔ اب سکریں پر صرف اس کمرے کا اندرونی منظر نظر آ رہا تھا۔ یہ کسی ایکٹروڈنک انجنیر کی ورکشاپ دکھائی دے رہی تھی۔ عمران تیزی سے ایک میز کے پاس بیٹھا اور پھر اس نے جیب سے ہنری والا فیوز نکالا اور میز پر موجود آلات کو اٹھا کر اسے چیک کرنے میں مصروف ہو گیا۔

"فیوز پھاڑ دو۔۔۔ یہ بہترین موقع ہے۔۔۔ اس سے لازماً عمران کے

"میڈم! آپ واقعی گریٹ ہیں۔۔۔ آپ نے بروقت مجھے ٹرلسمٹ کر لیا۔۔۔ ورنہ وہ شیطان مجھے نہ چھوڑتا۔" ہنری نے کہا ہستے ہوئے کہا۔ وہ دونوں ٹرلسمٹ دکھ کر کوٹھی پر پہنچ چکے تھے اور اس وقت وہ دونوں آپریشن روم میں موجود تھے۔ ایک ڈاکٹر ہنری کی فزجی ٹیمنگ کی مرہم چٹی کرنے میں مصروف تھا۔

"تمہارا فیوز دہلا رہ گیا ہے۔۔۔ اور میرا خیال ہے کہ عمران خنجر کی مدد سے اس فیوز کو جی نکالنا چاہتا تھا۔" مادام ایشے نے اُلجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اوہ مادام!۔۔۔ یہ بہت خطرناک ہے۔۔۔ عمران ٹانسنس کا طالب علم ہے۔ وہ اس پر ریسرچ کرے گا۔ اس کی مہیت معلوم کرے گا۔ اُسے فوراً تباہ کر دو۔" ہنری نے بے اختیار چیختے ہوئے کہا۔

اور مادام جو شاید ذہنی طور پر کوئی واضح فیصلہ نہ کر پا رہی تھی، ہنری کی

بھی پرچے اڑ جائیں گے۔“ ہنری نے دوسری بار چنچتے ہوئے کہا۔
 اور مادام تیزی سے اٹھ کر ساتھ والی مشین کی طرف جمع ہوئی۔ اس نے اس مشین
 سے منسلک ایک تاریک پتھر پر پہلے والی مشین کے ایک خانے میں فٹ کی اس
 کے ہاتھ بڑی بھرتی سے چل رہے تھے۔ جب تاریک طرے سے منسلک
 ہو گئی تو اس نے وہ مشین آن کر دی۔ یہ انرجی مشین تھی۔ اب اس مشین
 کی مدد سے وہ نیوز میں موجود تباہ کرنے والے بسم کو آن کر سکتی تھی۔
 مشین کو آن کر کے مادام دوبارہ پہلے والے اسٹول پر بیٹھ گئی۔ عمران
 ابھی تک نیوز چیک کرنے میں مصروف تھا۔ اور پھر مادام نے مونٹ پینچتے
 ہوئے اسی سٹریچر رنگ کے جین کو ایک بار پھر دیا ہوا۔

بٹن دے دی انرجی مشین میں گونج سی پیدا ہوئی اور پھر گونج تیزی
 سے بڑھتی چلی گئی۔ اور پھر سکرت سکرت پر تیز روشنی پھیلتی چلی گئی۔ عمران
 کا فیوز والا ہاتھ ہوا میں بند ہوا ہوا محسوس ہوا۔ اور اس کے ساتھ ہی
 سکرت تاریک ہو گئی۔ اور انرجی مشین کی گونج بھی چکھوت ختم ہو گئی۔

”وہ مارا۔ زندہ ہوا۔ ختم ہو گیا عمران۔ تم اب کبھی جیت
 گئے۔“ ہنری نے بے اختیار لغو مارا اور مادام کا چہرہ بھی مرت
 سے کھل اٹھا۔

سکرت پر پھیلنے والی روشنی نے ثابت کر دیا تھا کہ فیوز پھٹ گیا ہے
 اور اس نے یقیناً اس پورے کمرے کو بھی اڑا دیا ہو گا۔ اور ظاہر ہے کہ
 عمران اس تباہی سے بچ نہیں سکتا تھا۔

مادام ایسے کو خوشی اس بات پر تھی کہ آخر کار عمران اسی کے ہاتھوں
 ہلاک ہوا ہے اور وہ ہنری پر سبقت حاصل کرنے میں کامیاب ہو ہی

گئی۔ اس نے بڑے فاتحانہ انداز میں مشینوں کو بند کیا۔

”اب بولو ہنری!۔ اب تو یقین آ گیا کہ آخر کار عمران میرے ہاتھوں
 ہی ختم ہوا۔“ مادام نے بڑے فاتحانہ انداز میں مرکز ہنری کی طرف
 دیکھتے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھوں میں فوج کی چمک تھی۔

”یہ مادام!۔ میں تسلیم کرتا ہوں۔“ ہنری نے سکتے ہوئے
 جواب دیا۔ اور مادام کا چہرہ اور کھل اٹھا۔ اس کے انداز سے یوں لگتا تھا
 جیسے اس نے دشمنوں کا بہت بڑا قلعہ فتح کر لیا ہو۔

”لیکن اس کے ساتھیوں کا کیا ہوا۔ ان کا پتہ کرنا چاہیے۔“ ہنری
 نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد کہا۔

اور۔۔ ان کا کیا ہے۔۔ انہیں تو بار بار کرنے ختم کر دیا ہو گا۔ ہوش اور
 بندھے ہوئے آدمی۔ مشین گنوں کی گولیوں سے ہٹا کیے پڑ سکتے ہیں۔
 مادام نے بڑے بے نیازانہ لہجے میں جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔۔ ویسے بھی اس کے ساتھیوں کی کوئی اہمیت نہیں
 وہ زندہ ہی رہ جائیں تب بھی پاور لینڈ کو ان سے کوئی خطرہ نہیں۔ صرف
 یہی شیطان ایسی صلاحیتوں کا مالک تھا کہ اس سے ہر چیز ممکن تھی۔
 ہنری نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اب تم آرام کرو ہنری!۔ میں بھی ذرا جا کر زندگی کا پتہ کروں اور پھر
 اُسے خوشخبری بھی تو سنائی ہے۔“ مادام نے مسکراتے ہوئے کہا اور
 ہنری کے نہ ہلانے پر وہ بڑے فاتحانہ انداز میں پلٹی ہوئی کمرے سے
 باہر نکلتی چلی گئی۔

قریب بیٹھا ہوا تھا، مسکرا کر کہا۔
اگر تم بروقت نہ پہنچ جاتے تو کھن اور مہی زیادہ خوبصورت لگتا۔
عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا اور نصف رکے ساتھ ساتھ باقی افراد
بھی مسکرا دیئے۔

• میں آپ کے دشمن — عدیقی نے مسکرتے ہوئے کہا۔
• دشمن کہاں مرتے ہیں — ہر باد جل دے کر بجھا جاتے ہیں —
عمران نے اسی طرح منہ لٹکا کر کہا۔

• ویسے عمران صاحب — اس تمام مشن کی جھگ دوڑ اپنی سمجھ میں
نہیں آئی — تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

• آئی بھی نہیں چاہتے — بھاگتے دوڑتے آدمی کا سانس چھول جاتا
ہے اور دماغ ٹکڑا کر نکلتا ہے — پھر سمجھ کہاں سے آئے —
آرام سے کہیں مجھ تو سمجھ بھی آئے — عمران نے بڑے فلسفیانہ
انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

• اب آپ واپس پالش جا رہے ہیں — کیا آپ پاولینڈ نہیں جاتیں
گے —؟ چوہان نے اس بار پوچھا۔

• وہ بیکچر جو میں نے جیل میں دیا تھا، جھول گئے — بھائی ضرور جاتیں
گے — لیکن پوری تیاری کر کے — ہم نے پاولینڈ میں مرنے والوں کا
شکار تو نہیں کھینا کہ ایک راتفل اٹھ کر پہنچ جائیں — پھر اس میں داخلہ
اب تک سنبھلنا موانعت — اب کم از کم داخلے کا ٹکٹ تو مل گیا ہے۔
داخل بھی ہو جائیں گے — عمران نے جواب دیا۔

• چوہان! — عمران صبح کھڑا ہے — پاولینڈ بہت بڑی

چینرے کے بین الاقوامی ایئرپورٹ کا پیئیر لاؤرنج مسافروں سے
بھرا ہوا تھا۔ لاؤرنج میں ہر قومیت، رنگ و نسل کے افراد موجود تھے۔ چونکہ
بین الاقوامی پرواز موسم کی اچانک خرابی کی وجہ سے دو گھنٹے لیٹ کر دی
گئی تھی اس لئے مسافر گروپوں کی صورت میں بیٹھے خوش گپیوں میں مصروف
تھے۔ ایک کونے میں عمران اور اس کے تمام ساتھی سوائے جوزف اور
جوانا کے ایک بڑی سی میز کے گرد موجود تھے۔ وہ سب اس وقت ایک میٹین
میک آپ میں تھے۔ اور ان کے لباس اور انداز سے محسوس ہوا تھا کہ
وہ دولت مند سیاحوں کا ایک گروپ ہے جن کی زندگی کا مقصد ہی سیر و
تفریح ہوتا ہے۔ عمران بھی ان کے درمیان بیٹھا ہوا تھا۔ وہ بھی اس وقت
ایک میٹین میک آپ میں تھا۔ البتہ اس کے سر پر ایک پٹی بندھی ہوئی
تھی جیسے اتفاقاً کسی حادثے کی بنا پر اس کے سر پر چوٹ آگئی ہو۔
”یہ پٹی خوبصورت لگ رہی ہے“ — صفر نے جو اس کے

طاقت ہے۔ وہاں جانے کے لئے ہمیں پوری تیاری کرنا ہوگی۔ ٹرانسٹ فیوز تیار کرنے ہوں گے۔ ظاہر ہے اس سارے کام میں ایک دو ماہ تو لگ ہی جائیں گے۔ صفدر نے عمران کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

”وہ ہنری اور مادام تو مطمئن ہو گئے ہوں گے کہ عمران ختم ہو چکا ہے اس لئے ہمیں اتنی جلدی بھی نہیں ہے۔ آرام سے چلے جائیں گے اور دوسری بات یہ کہ وہ تیار ہوا ہوا اکیلا پھر ہوا ہوگا۔ اور جو مکاتبات کے صحرائیں گانا گانا پھر رہا ہو۔ جولیا جولیا پکاروں میں بن میں۔“ عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا اور سب لوگ تو ہنس پڑے۔ البتہ جولیا کا منہ سرخ ہو گیا۔

”شٹ اپ۔“ جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔ ویسے اس کے انداز سے ظاہر ہو رہا تھا کہ غصہ مصنوعی ہے۔

”آج کبک تو سیوان آپ ہی سنا آیا تھا۔ آج معلوم ہوا ہے کہ لیڈرز کے لئے کیا مشروب نکلا ہے شٹ اپ۔ بہت خوب۔ شٹ اپ کا مطلب ہے اور پر سے بند۔ یعنی زبان بند۔ واہ واہ کیا مشروب ہے۔ ناممکن کو ممکن کر دینے والا۔“ عمران کی زبان ایک بار پھر چل نکلی اور جولیا غصے سے پیر پختی ہوئی اٹھ کر لاؤنج کے برآمدے کی طرف چل گئی۔

”آپ ہر وقت جولیا کو کیوں تنگ کرتے رہتے ہیں۔“ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تاکہ جولیا سمارٹ رہے۔ پھیلی ہوئی عورت مجھے عورت کم اور

بھینس زیادہ لگتی ہے۔“ عمران نے جواب دیا اور صفدر کا بے اختیار تعجب نکل گیا۔

”ابھی خوش گپیوں میں دو گھنٹے لڈر گئے۔ اور پھر جہاز کی روانگی کا اعلان ہوتا ہے ہی لاؤنج میں بھگدڑ سی مچ گئی اور سب رن وے کی طرف جانے والے راستے کی طرف بڑھنے لگے۔ اور صفدر ہی ویر بے دیو بیگل جیٹ انہیں اٹھانے فضا میں بلند ہوتا چلا گیا۔

عمران میٹھا سوچ رہا تھا کہ اب وہ جتنی جلدی ممکن ہو سکے ٹرانسٹ فیوز تیار کرے تاکہ پاولینڈ کا مشن مکمل کیا جاسکے۔ اس کے خیال کے مطابق اس نے پاولینڈ کے خلاف آدمی جنگ جیت لی تھی۔ کیونکہ سب سے بڑا مسئلہ پاولینڈ میں داخلے کا تھا اور آٹومیک ٹرانسٹ فیوز کی تیاری کے بعد یہ مسئلہ کوئی مسئلہ نہ رہا تھا۔

یہ پاولینڈ کی بدقسمتی تھی کہ آٹومیک ٹرانسٹ فیوز اس وقت چھاڑا گیا تھا جب عمران اس کی مشینری کو سمجھ چکا تھا۔ اس لئے اب اس کا بالائیا اس کے لئے کوئی مسئلہ نہ تھا۔ اور پھر بالائیاں سرور اور بھی موجود تھیں۔ جن کی مدد سے یہ فیوز اور بھی زیادہ تیزی سے تیار کئے جاسکتے تھے۔ البتہ اس بار عمران درحقیقت موت کے منہ سے واپس آیا تھا۔ اگر صفدر اور کیپٹن شکیل بروقت اسے اٹھا کر اس خانی کو بھیج میں نہ لے جاتے اور پھر اس کی فوری مریم پٹی نہ ہوجاتی تو شاید وہ اس یہوشی کے عالم میں ہی عالم بالا کو ٹرانسٹ ہو جاتا۔

جوتن میں آنے کے بعد کی کارروائی عمران کے لئے مشکل نہ تھی وہ چیزیں میں کہی بار آیا تھا اور یہاں اس کے ایسے دوست موجود تھے جو

لہجے میں بے پناہ سنجیدگی تھی۔

”کاشش! تم سنجیدہ ہوتے تو شاید اب تک میں ’حوشی‘ سے مرہی ہوتی۔“ جولیا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر عجیب سے تاثرات تھے۔

”ارے ارے۔“ پچھلی سیٹ پر نمودار بیٹھا ہوا ہے۔ گرس نے سُن لیا تو میری خودکشی کی حسرت دل میں یہ ارہ جلے گی۔ غزن نے خوفزدہ لہجے میں کہا اور جولیا نے بے اختیار منہ پھیر لیا

یہ وہ ہے

ختم شد

اس کی مدد کرنا فخر سمجھتے تھے۔ چنانچہ ان سب کو سر جھپانے کی جگہ بھی مل گئی اور نئے میکس آپ میں ان کے پاسپورٹ اور دیگر کاغذات بھی تیار ہو گئے۔ اور انہیں آسانی سے واپسی کی ٹکٹیں بھی مہیا ہو گئیں۔ جوزف اور جانا چونکہ ہر میکس آپ میں پہچانے جاسکتے تھے۔

اس لئے عمران ان دونوں کو فی الحال وہیں چھوڑ آیا تھا تاکہ ان سب کے صحیح سلامت پاکیشیا پہنچنے کے بعد وہ واپس آتیں۔ اس طرح ان کی مدد سے پاور لینڈ والے ان سب کا کھوج نہ نکال سکیں گے۔ ویسے اُسے یقین تھا کہ مادام ایشیے اور ہنری دونوں اس کی موت کا جش ضرور منا رہے ہوں گے۔ کیونکہ عمران کی زندگی اس بھاری میز کے اُلٹ کر اس کے اوپر آ جانے کی وجہ سے بچ گئی تھی۔ ورنہ کمرے کی اس طرح اچانک تباہی کے بعد اس کا زندہ بچ نہ سکا ہوتا تھا۔

”عمران! کیا سوچ رہے ہو۔“ کچھ ضرورت سے زیادہ ہی چُپ چُپ ہو۔“ ساتھ والی سیٹ پر بیٹھی ہوئی جولیا سے شاید عمران کی سنجیدگی اور خاموشی برداشت نہ ہو سکی تھی۔ اس لئے اس نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”سوچ رہا ہوں کہ زندگی گزرتی جا رہی ہے۔ کیا میں اسی طرح ہجو و فراق میں تڑپتا ہوا ایک روز مر جادوں گا۔“ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”کیا مطلب۔“ جولیا نے چونکتے ہوئے کہا۔ ویسے اس کی آنکھوں میں ایک عجیب سی چمک ابھرتی تھی۔

”اب تم بھی مطلب پوچھو گی۔ یہی تو ٹریسڈ ہی ہے۔ عمران کے

عمران سیریز میں ایک دلچسپ اور تیز رفتار کہانی

جوانا ان ایکشن

ماسٹر کلرز کا جونا عمران کا ساتھی۔ ایک ایسے مجرم کی بو سونگھتا ہے جو اس کی لائن کا جرم ہے۔

جوڈش جونا کا ہم پلہ اور شیطان کی طرح مشہور بین الاقوامی پیشہ ور قاتل جو آج تک اپنے کسی مشن میں ناکام نہ ہوا تھا۔

وائٹ جیمتھرز ایک ایسی بین الاقوامی تنظیم جو پاکیشیا سمیت تمام اسلامی ممالک کے دفاع کو تیس برس کرنے کا مشن لے کر میدان میں اتری اور جس نے پاکیشیا کے معروف سائنسدان سردار کے قتل کے لئے جوڈش کو تعینات کر دیا۔

✠ بعد ازاں ہونے والی ایک ایسی خفیہ میٹنگ جس میں پاکیشیا کی طرف سے سردار نے شریک ہونا تھا اور ان کے فلاصلے پر پاکیشیا سمیت پوری اسلامی دنیا کے دفاع کا انحصار تھا۔

✠ سردار کی حفاظت کے لئے پاکیشیا کی طرف سے جونا کو سرکاری طور پر تعینات کر دیا گیا۔ جونا جب اپنے مخصوص ایکشن میں آیا تو جوڈش اور وائٹ جیمتھرز دونوں کو کہیں بھی جانے نہ مل سکی۔

نور محمد گیلانی کے ناول

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں سٹیک کلرز کا ایک تہیہ دلچسپ کارنر۔

سٹیک ماسک

سٹیک ماسک اسلحہ معمل کرنے والی ایک بین الاقوامی تنظیم جس کا ہیڈ کوارٹر پاکستان میں بھی تھا۔

سٹیک کلرز جس نے پاکیشیا کے دارالحکومت کے ایک علاقے میں فنڈز اور بموں کے اکٹوں کے خاتمے کا مشن مانتا تھا اور پھر معاند بلک ماسک تک پہنچ گیا۔

بلک ماسک جس نے جونا اور مائیکر دونوں کے خاتمے کا فیصلہ کر لیا اور پھر ان دونوں کی خوفناک قاتلانہ حملے شروع ہو گئے۔ کیا وہ بچ سکے۔

استاد کالو مائو کے علاقے کا سب سے بڑا بدعاش جو بلیک ماسک کا پیشہ میں سب سے اپ کا بچا تھا اور جس نے جونا اور مائیکر دونوں کے خاتمے کے لئے فنڈز اور بدعاشوں کی پوری فوج مقابلے پر تیار کر دی۔ پھر کیا ہو۔

وہ لمحہ جب جونا اور مائیکر کے ساتھ ساتھ عمران بھی استاد کو بے خفیہ میں پھنسا کر کیے۔ اور ان کا انجام یہ ہوا۔

کیا سٹیک کلرز اپنے مشن میں کامیاب بھی ہو سکے۔

ایمان گیلانی کے ناول

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان